

عجرات سپر ریڈ اسکائی

مظہر کلیم ایم اے



چند باتیں

خترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”ریڈاسکائی“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہودی قوم جہاں دنیا میں سب سے زیادہ مال دار بنی جاتی ہے وہاں ازل سے اس کی مسلم دشمنی بھی ضرب المثل بن چکی ہے۔ موجودہ ناول بھی دنیا بھر کے مسلمان ناموروں کو ہلاک کرنے کی خوفناک سازش کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مسلسل اور جان لیوا جدو جہد پر مبنی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہر قدم پر ایسی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں جو بظاہر ناقابل عبور تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی اپنے جذبے، ہمت اور حوصلے سے ہر رکاوٹ کو دور کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اس کی تفصیل تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہوگی لیکن ناول پڑھنے کے بعد اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے۔ کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے رہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں البتہ حسب روایت ناول پڑھنے سے پہلے اپنے خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں۔ لیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔

نور کوٹ سٹی سے عثمان محی الدین نے اپنے طویل خط میں پرانی اور نئی کتاب پر باقاعدہ علیحدہ علیحدہ تبصرہ کیا ہے اور تقریباً تمام اراکین و انہوں نے پسند بھی کیا ہے۔ البتہ چند شکایات بھی کی ہیں

اور سب سے اہم شکایت یہ ہے کہ میں نے وعدہ کرنے کے باوجود موجودہ حالات پر ناول نہیں لکھا۔

محترم عثمان محی الدین صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک موجودہ حالات پر ناول لکھنے کا تعلق ہے تو موجودہ حالات ابھی تک کسی آخری کروٹ نہیں بیٹھ سکے ہیں اس لئے ان پر ناول نہیں لکھا جاسکتا ہے کیونکہ موجودہ حالات سب کے سامنے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں تبدیل نہیں کیا جاسکتا اور ناول کو بہر حال کسی نہ کسی موڑ پر لا کر ختم کرنا ہی پڑتا ہے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے البتہ میرا یہ وعدہ قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی دی اور حالات کسی کروٹ بیٹھ گئے تو ان پر ضرور لکھوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ذریہ اسماعیل خان سے محمد شاہ بخاری لکھتے ہیں کہ آپ کی نئی کتب مجھے اپنے لائبریری کے لئے چاہئیں۔ مجھے فہرست کتب بھجوا دیں۔

محترم محمد شاہ بخاری صاحب خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک فہرست کتب کا تعلق ہے تو کتب کی فروخت کے لئے ہمارا ڈسٹری بیوٹر ادارہ، ارسلان پبلی کیشنز ہے۔ جس کا تفصیلی پتہ ہر کتاب میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس بار آپ کا یہ خط ان کے حوالے کر دیا جائے گا لیکن اس سلسلے میں آپ اور دیگر صاحبان انہیں براہ راست خط لکھیں تاکہ جلد از جلد آپ کے آرڈرز کی تکمیل

دیکھئے۔

روالپنڈی سے کاشف رضا لکھتے ہیں کہ آپ طویل عرصے سے ناول لکھ رہے ہیں اور ہم بھی طویل عرصے سے ناول پڑھ رہے ہیں۔ آپ کا ذہن واقعی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہے کہ جاسوسی کے محدود دائرے میں آپ نے چھ، ساڑھے چھ سو ناول لکھے اور مسلسل لکھ رہے ہیں۔ لیکن اب بھی آپ کے ناولوں میں وہی پہلے جیسی چاشنی ہے۔ اس کی آخر وجہ کیا ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم کاشف رضا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے اور طویل عرصہ سے ان کے مطالعے پر بھی میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ آپ کے ذہن میں جو سوال ابھرا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ جب مقصد نیک ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہتی ہے۔ آپ میرے ناول پڑھتے ہیں اس لئے آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ یہ ناول صرف برائے ناول نہیں لکھے جاتے بلکہ ان میں نوجوان سمیت سب کو یہ بتایا جاتا ہے کہ جو حق پر ہوتا ہے وہی فتح یاب ہوتا ہے اور مسلسل جدوجہد، نیک نیت اور سچی دل رکھنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ مجھے خوشی ہے کہ اس سے بے شمار نوجوانوں اور افراد کی لاشعوری طور پر تربیت ہوتی رہتی ہے اور وہ نہ صرف کامیاب رہتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی اس راہ پر چلانے کا نہ صرف عزم رکھتے ہیں بلکہ وہ اپنے ارادے میں بھی کامیابی حاصل

کر لیتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ذریہ غازی خان سے شیخ شہزاد محمود لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ آپ واقعی شہرہ آفاق مصنف ہیں۔ ہمیں آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور ہم سب دوست ان کو نہ صرف باقاعدگی سے پڑھتے ہیں بلکہ اس میں لکھی گئی اچھی باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں۔ خاص طور پر سماجی برائیوں پر آپ کے لکھے گئے ناول واقعی شاندار ہوتے ہیں۔ یہ نوجوانوں کے دل میں سماجی برائیوں کے خلاف نہ صرف نفرت پیدا کرتے ہیں بلکہ ان سے ان میں سماجی برائیوں کے خاتمے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

آپ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ سماجی برائیوں کے خلاف ناول لکھا کریں۔ امید ہے آپ ہماری درخواست پر ضرور غور کریں گے

محترم شیخ شہزاد محمود صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سماجی برائیوں کے خلاف لکھے گئے ناولوں کے لکھنے کا اصل مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ معاشرے میں موجود ایسی برائیوں کو نہ صرف قارئین کے سامنے لایا جائے بلکہ ان کے خلاف لڑنے اور ان کے خاتمے کے لئے قارئین اپنے اپنے حلقوں میں کام کریں تاکہ ہمارا ملک ان برائیوں کی آماجگاہ بننے نہ پائے۔ آپ کی درخواست سر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ جلد ہی اس سلسلے کا نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اسلام آباد سے غلام کبیریا خان نیازی لکھتے ہیں۔ بچپن سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور اب تک مسلسل پڑھتا چلا آ رہا ہوں کیونکہ آپ کی تحریر میں ایسی چاشنی ہے کہ آپ کے ناول پڑھے بغیر چین نہیں آتا البتہ آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ کے ناول کا آغاز بہت وسیع پھیلاؤ سے ہوتا ہے لیکن آخر میں آپ ایک دم کہانی کو تیز چلا کر ختم کر دیتے ہیں۔ تین چار صفحات مزید لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن کہانی کا تاثر اچھا ہوتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اس بات پر غور کریں گے۔

محترم غلام کبیریا خان نیازی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے جو شکایت کی ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ شروع میں جب کہانی آگے بڑھتی ہے تو چونکہ سیکرٹ سروس حرکت میں نہیں آئی ہوتی اور ابھی صرف مختلف کردار سامنے آ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس کا پھیلاؤ اور وسعت محسوس ہوتی ہے لیکن جن سیکرٹ سروس حرکت میں آتی ہے تو پھر خود بخود کہانی کا ٹیمپو تیز ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کہانی کا ٹیمپو ست ہو جائے تو آپ کے ذہن کو شدید جھکا لگے گا اور ست رفتاری آپ کو بیزار کر دے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آخر میں تفصیلات دانستہ نہیں دی جاتیں جب تک کہانی کی ڈیمانڈ نہ ہو کیونکہ ایسی تفصیلات کا تمام قارئین کو خود علم ہو جاتا ہے۔ مثلاً عمران اور ٹیم کو مشن پر روانہ ہوتے ہوئے پوری تفصیل سے دکھایا جاتا ہے کیونکہ یہ کہانی

کی ڈیمانڈ ہوتی ہے لیکن ان کی واپسی اس لئے نہیں دکھائی جاتی کہ مشن مکمل ہو چکا ہوتا ہے اب صرف لفاظی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا سوائے بیزاری کے۔ سب قارئین خود ہی سمجھ جاتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی کس طرح واپس گئے ہوں گے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی یہ شکایت بھی دور کر دوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

یورپی ملک باگاریا کے دارالحکومت صاقیہ کی ایک سڑک پر سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جس نے جینز کی پینٹ اور زرد رنگ کی شرٹ جس پر سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے پہن رکھی تھی۔ آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔ اس کے سنہرے لمبے دار بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان موجود تھا جس کے سر کے بال اس قدر چھوٹے تھے کہ جیسے وہ ابھی بال کنوا کر آ رہا ہو۔ اس نے پینٹ اور کوٹ پہن رکھا تھا لیکن گلے میں ٹائی نہیں تھی بلکہ شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔

”فادر جوزف باگاریا کیوں آئے ہوں گے“..... لڑکی نے کار

چلاتے ہوئے گردن موڑ کر نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”ہو سکتا ہے کہ اپنے کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے آئے ہوں
 اور انہوں نے سوچا ہو کہ ہم سے بھی ملاقات کر لیں“..... نوجوان
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کاروبار۔ کس کاروبار کی بات کر رہے ہو؟“..... لڑکی نے
 چونک کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم نہیں ہے مورگی۔ حیرت ہے“..... نوجوان نے
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے واقعی معلوم نہیں ہے فریڈ۔ مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے
 کہ ہماری تنظیم ریڈ اسکائی کے وہ فادر ہیں اور بس“..... مورگی نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریڈ اسکائی تقریباً دس کٹر یہودیوں نے آج سے تقریباً آٹھ
 سال پہلے بنائی تھی۔ ریڈ اسکائی نے پوری دنیا میں اسلام، ڈرگ اور
 گولڈ اسمگلنگ سمیت ہر وہ جرم کیا جس سے اس کی جڑیں مضبوط
 ہو سکیں اور آج دنیا بھر کے تقریباً ہر بڑے ملک میں ریڈ اسکائی کی
 شاخیں موجود ہیں جیسے باگاریا میں یہ تنظیم چلا رہے ہیں۔ جن
 کٹر یہودیوں نے یہ تنظیم بنائی تھی انہیں فادر کہا جاتا ہے اور فادر
 جوزف ان میں سب سے سینئر ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ریڈ
 اسکائی کے منصوبے کے اصل خالق بھی فادر جوزف ہی ہیں اس
 لئے انہیں گرینڈ فادر کہا جاتا ہے۔ ویسے وہ ادویات کا کاروبار

رتے ہیں اور اس کی کاروباری شاخیں پوری دنیا میں موجود
 ہیں“..... فریڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب فادرز دنیا کے امیر ترین افراد
 ہیں تو پھر یہ غلط کام ریڈ اسکائی سے کرا کر کیوں مزید دولت کمانے
 کے چکر میں رہتے ہیں“..... مورگی نے کہا۔

”کیا واقعی تم یہودی ہو؟“..... فریڈ نے چونک کر اور قدرے غور
 سے مورگی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں، تم نے یہ بات کیوں پوچھی۔ تمہیں معلوم نہیں
 ہے“..... مورگی نے قدرے ناراضگی بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے تو معلوم ہے کہ ریڈ اسکائی میں شامل ہونے والوں کی
 سات نسلوں تک کو چیک کیا جاتا ہے لیکن تم نے بات غیر یہودیوں
 والی کی ہے۔ یہودی اور دولت نہ کمانے“..... فریڈ نے کہا۔

”میں نے جرائم کے ذریعے دولت کمانے کی بات کی ہے۔“
 مورگی نے کہا۔

”تمہیں اصل بات کا علم نہیں ہے۔ ریڈ اسکائی ایک آڑ ہے۔
 اس کے پس منظر میں ایک بڑا مقصد ہے“..... فریڈ نے کہا تو مورگی
 بے اختیار چونک پڑی۔

”بڑا مقصد کون سا ہے“..... مورگی نے حیرت بھرے لہجے میں
 کہا۔

”ریڈ اسکائی کو جرائم پیشہ تنظیم اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ جب

بڑے مقصد پر کام ہو گا تو اس پر شک نہیں کیا جاسکے گا“..... فریڈ نے کہا۔

”یہ تو بتاؤ کہ بڑا مقصد ہے کیا“..... مورگی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہودیوں کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا خاتمہ کیا جاسکے اور یہی بڑا مقصد ہے“..... فریڈ نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری دنیا میں رہنے والے اربوں مسلمانوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ ان کے ساتھ دوسرے بھی تو ہلاک ہوں گے“..... مورگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہودیوں کی کئی خفیہ لیبارٹریاں ایسی ایجادات میں مصروف ہیں جن کی مدد سے ایسا ممکن کیا جاسکے اور میرا خیال ہے کہ فادر جوزف کے صاقیہ آنے اور ہمیں کال کرنے کا بھی یہی مقصد ہے۔ ایسی ریز یا گیس یقیناً ایجاد ہو چکی ہے جو صرف مسلمانوں کا چن چن کر خاتمہ کر سکے“..... فریڈ نے کہا تو مورگی بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم واقعی ایسے یہودی ہو جو مسلمانوں کی مخالفت میں ایسی بات بھی سوچ لیتا ہے جو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ریز اور گیس مسلمانوں کی شناخت کر کے ان پر حملہ کر دے اور ایک یہودی یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا آدمی تو بچ جائے اور مسلمان

مارا جائے“..... مورگی نے ہنستے ہوئے کہا۔
”میں ایک امکان کی بات کر رہا ہوں“..... فریڈ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ بات تو امکانی بھی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال اب ہم پہنچنے والے ہیں۔ اب دیکھیں فادر جوزف کیا کہتے ہیں۔“
مورگی نے کہا تو فریڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوفی کے بند گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ فریڈ نیچے اترا اور اس نے ستون پر موجود گھنٹی کے بٹن کو پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھانک کھلا اور ایک باوردی مسلح نوجوان باہر آ گیا۔

”یہ کارڈ ہے۔ جا کر فادر جوزف کو دکھا دو۔ ہم نے ان سے ملنا ہے“..... فریڈ نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر آنے والے باوردی مسلح نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ نوجوان نے کارڈ کو دیکھا اور پھر ایک نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی مورگی کو دیکھ کر اس نے کارڈ واپس کر دیا۔

”آپ کے بارے میں ہدایات موجود ہیں۔ میں پھانک کھولتا ہوں۔ آپ تشریف لے آئیں“..... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانک خود کار انداز میں کھلتا ہوا آیا۔ فریڈ دوبارہ کار میں بیٹھ چکا تھا۔ پھانک کھلتے ہی مورگی نے آگے بڑھا دی اور ایک سائینڈ پر بنے ہوئے خاصے وسیع پورچ

میں لے جا کر روک دی۔ وہاں پہلے سے دو جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ کار روک کردہ دونوں کار سے نیچے اترے تو نوجوان پھاٹک بند کر کے ان کے پاس پہنچ گیا۔

”آئیے جناب“..... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمارت کی طرف چل پڑا۔ مورگی اور فریڈ اس کی پیروی میں چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے اور پھر ایک راہداری میں موجود بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

”تشریف لے جائیں۔ صاحب آپ کے منتظر ہیں۔“ نوجوان نے سائیل پر ہوتے ہوئے کہا۔ فریڈ نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہو گیا تو اس کے پیچھے مورگی بھی اندر داخل ہو گئی۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال برف سے بھی زیادہ سفید تھے۔ چہرے پر جھریاں تھیں۔ آنکھوں پر باریک تاری کی بنی ہوئی عینک تھی جس میں ہلکے کلر کے شیشے موجود تھے۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔

”بیٹھو“..... بوڑھے نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو فریڈ اور مورگی دونوں بڑے مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ وہ بڑی عقیدت بھری نظروں سے بوڑھے کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ بوڑھا پوری دنیا کے یہودیوں میں انتہائی محترم سمجھا جاتا ہے۔ اسرائیل کا صدر بھی مختلف معاملات

میں اس سے مشورہ ضرور کرتا ہے۔ یہ فادر جوزف تھے جسے ادویات کی دنیا کا سب سے بڑا تاجر سمجھا جاتا تھا۔

”تم باگاریا میں ریڈ اسکائی کے انچارج ہو“..... بوڑھے نے منہرے ہوئے لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔“ میں انچارج ہوں اور مورگی میری نائب ہے۔“ فریڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہاری تعظیم کے کارناموں کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ تم دونوں واقعی ریڈ اسکائی کے نہ صرف اچھے ایجنٹ ہو بلکہ ریڈ اسکائی کا اتنا شہ ہو“..... فادر جوزف نے کہا تو ان دونوں کے چہرے خوشی سے دکھ اٹھے۔ انہوں نے اٹھ کر باقاعدہ سر جھکا کر فادر جوزف کا شکریہ ادا کیا۔

”میں یہاں ایک خاص مقصد کے لئے آیا ہوں اور مجھے اس مقدس کام میں تمہاری مدد چاہئے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ہماری جانیں بھی حاضر ہیں جناب“..... فریڈ اور مورگی دونوں نے انتہائی فدویانہ لہجے میں کہا۔

”اب تک ریڈ اسکائی صرف دولت اکٹھی کرنے اور یہودیوں کے دشمنوں کے خلاف کام کرتی رہی ہے لیکن اب بورڈ آف گورنرز نے ایک انتہائی اہم فیصلہ کیا ہے اور یہ ایک مقدس کام بھی ہے۔ دنیا میں یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن مسلمان ہیں۔ یہودی ریاست اسرائیل تو ایک ہے جبکہ مسلمانوں کی بے شمار ریاستیں ہیں

جبکہ یہودیوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ دنیا بھر سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چونکہ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا صفحہ ہستی سے بیک وقت خاتمہ کیا جاسکے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے اہم افراد جن میں ملکوں کے سربراہ، لیڈر، بڑے سیاست دان، بین الاقوامی شہرت کے مالک کھلاڑی، صحافی اور اس سطح کے دوسرے لوگوں کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ مسلمان جو آہستہ آہستہ دنیا میں پھیلنے چلے جا رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں اپنے شمار سے محروم ہو کر پستی کی طرف جانا شروع ہو جائیں اور پھر یہ لوگ خود ہی معاشی، سیاسی اور ذہنی طور پر کمزور پڑ کر ختم ہو جائیں گے۔ ریڈ اسکاٹی میں ایک سپر سیکشن قائم کیا گیا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اور صرف مین افراد کو ہی اس کا علم ہو گا۔ اسے سپر ہیڈ کوارٹر کہا جائے گا اور میں اس سپر ہیڈ کوارٹر کا سربراہ مقرر کیا گیا ہوں اس لئے میں یہاں آیا ہوں تاکہ سپر ہیڈ کوارٹر کے لئے سپر ایجنٹس کا انتخاب کیا جائے۔ سپر ایجنٹس کو وہ تمام مراعات حاصل ہوں گی جو وہ چاہیں گے۔ صرف سپر ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کا کسی سپر ایجنٹ کو علم نہ ہو گا۔ خصوصی ساختہ فوج پر بات ہو سکے گی اور تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ میں نے تم دونوں کا انتخاب بطور سپر ایجنٹس کر لیا ہے“..... فادر جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر فریڈ اور مورگی دونوں نے اٹھ کر اور رکوع کے بل سر جھکا کر فادر جوزف کا شکریہ

۱۰۱ کیا۔

”سر۔ ہمیں کرنا کیا ہو گا“..... مورگی نے پوچھا۔

”سپر ہیڈ کوارٹر سے جو ناسک تمہیں خصوصی طور پر دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر تمہیں کسی مسلم ملک کے سربراہ کو ہلاک کرنے کا ناسک دیا جاتا ہے یا کسی بین الاقوامی شہرت کے حامل مسلمان کھلاڑی کو ہلاک کرنے کا مشن دیا جاتا ہے وہ مشن تم نے اس انداز میں مکمل کرنا ہو گا کہ ریڈ اسکاٹی کا نام کسی تک نہ پہنچ سکے اور نہ ہی کوئی تم تک پہنچ سکے۔ اگر ایسا ہوا یا تم مشن کی تکمیل میں ناکام ہو گئے تو پھر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو جنہوں نے مشن میں حصہ لیا ہو گا زندہ رہنے کا حق حاصل نہ رہے گا۔ کیا تم میری بات کا مطلب سمجھ رہے ہو“..... فادر جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہم نے پہلے بھی ہر مشن کو مقدس مشن سمجھ کر اس پر کام کیا ہے اور آج تک کسی مشن میں ناکام نہیں رہے۔ بحیثیت سپر ایجنٹس ہمیں جو مشن ملے گا وہ ہمارے لئے صرف مقدس ہی نہیں بلکہ مقدس ترین ہو گا“..... فریڈ نے سر جھکاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں یہاں تین روز تک ٹھہروں گا۔ ان تین دنوں میں تمہارے لئے ایک آزمائشی ٹارگٹ ہے۔ باگاریا میں مسلم ملک اور یہودیوں کے دشمن نمبر ایک ملک پاکیشیا کے سفیر فراز جان کو فتنش کرنا ہے۔ کیا تم تیار ہو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس سر۔ یہ ہمارے لئے اعزاز ہے کہ مقدس کام کے لئے ہمارا انتخاب کیا گیا ہے“..... فریڈ نے کہا۔
 ”اوکے۔ تم جا سکتے ہو۔ مزید تفصیل تمہیں جلد ہی مل جائے گی۔ ریڈ اسکاکی کا نام سامنے نہیں آنا چاہئے اور نہ ہی تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا۔ یہ شرط ہے“..... فادر جوزف نے کہا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تو فریڈ اور مورگی بھی اٹھے اور انہوں نے رکوع کے بل جھک کر اسے سلام کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر آ گئے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے کیونکہ انہیں سپر ایجنٹس بنا دیا گیا تھا اور یہ ان کے لئے ایک اعزاز کی بات تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات پڑھنے میں مصروف تھا۔ سلیمان ناشتے کے خالی برتن واپس رکھ کر شاپنگ کے لئے جا چکا تھا۔ عمران کی نظریں اچانک ایک خبر پر جم گئیں۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ یورپی ملک باگاریا میں پاکیشیا کے سفیر فراز جان کو اس وقت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا جب وہ ایک سرکاری تقریب میں شرکت کے لئے تقریب گاہ میں پہنچے۔ پھر جیسے ہی وہ کار سے اترے انہیں گولیوں سے بھون دیا گیا اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ مقامی پولیس کئی روز گزرنے کے باوجود اب تک اس ہولناک قتل کا معمولی سا سراغ بھی نہیں لگا سکی۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ فراز جان یورپ میں مسلم ممالک کے سفیروں کی ایک تنظیم بنانے کی کوششوں میں مصروف تھے تاکہ یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کے مفادات کا بہترین انداز میں تحفظ کیا جاسکے۔

عمران نے ایک لمبا سانس لیا۔ اسے ذاتی طور پر فرار جان کی المناک موت پر دکھ پہنچا تھا لیکن ظاہر ہے سوائے مغفرت کی دعا کے وہ اور کیا کر سکتا تھا اس نے دل ہی دل میں مغفرت پڑھی اور پھر صفحہ پلٹ دیا لیکن دوسرے صفحے پر ایک معروف مصری کھلاڑی جو فٹ بال میں دنیا بھر میں بہترین کھلاڑی سمجھا جاتا تھا اور اس کی کارکردگی کی بناء پر سب کو یقین تھا کہ مصری فٹ بال ٹیم اولمپک میں گولڈ میڈل حاصل کر لے گی، کے قتل کے بارے میں رپورٹ موجود تھی۔ اسے بھی ایک نجی تقریب میں اچانک فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا اور اب تک اس کے قاتلوں کا نشان تک نہ ملا تھا۔

”یہ آخر کیا ہو رہا ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہاں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا کہ وہ اس کے سوال کا جواب دیتا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے اور انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران بیڑ“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی مشفقانہ آواز سنائی دی۔

”آپ کی مشفقانہ آواز دل پر لگے ہوئے بے شمار زخموں پر

مرہم رکھ دیتی ہے“..... عمران نے پرسوز لہجے میں کہا۔

”اداکاری بند کرو۔ میری بات سنو۔ میں نے بے حد اہم بات لرنی ہے“..... سرسلطان نے قدرے سخت لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران کے دل پر کون سے زخم لگ سکتے ہیں۔

”کمال ہے۔ آپ دل پر لگے زخموں کو اداکاری کہہ رہے ہیں۔ کاش آپ نے کبھی آنٹی کے دل پر نظر کی ہوتی جو دن رات بیٹھی آنسو بہاتی رہتی ہیں کہ آپ کی سرکاری میٹنگیں ان کے لئے سوتن بن گئی ہیں۔ صبح میٹنگ، دوپہر میٹنگ، شام میٹنگ، رات میٹنگ، بس جب دیکھو میٹنگ ہی میٹنگ۔ کبھی پاس بیٹھ کر پیار کے دو بول نہیں بولے“..... عمران کی زبان پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے رواں ہو گئی لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان ابھی دوبارہ فون کریں گے اور پھر واقعی دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان اب کس لہجے میں بات کریں گے۔

”ہاں تو سرسلطان۔ آپ نے کبھی آنٹی کے پاس بیٹھ کر پری بدلیع الجبال کی کہانی بھی نہیں سنی“..... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایک بار پھر تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یہ کس پری کی بات

تمہیں معاف کیا ہے یا نہیں ورنہ میں خود آ جاتی ہوں تمہارے پاس اس نامراد فلیٹ پر اور تمہیں کان سے پکڑ کر جوتے مارتی ہوئی لے جاؤں گی سلطان بھائی کے پاس۔ وہ تمہیں فون کریں اور تم ان کی بات ہی نہ سنو“..... اماں بی ایک بار پھر جلال میں آ گئیں تھیں۔

”ایسی کوئی بات نہیں اماں بی۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں“..... عمران نے کہا تو اماں بی نے اچھا کہہ کر دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا تو عمران نے بے اختیار اس طرح لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے جیسے میلوں دور سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔ اسے معلوم تھا کہ اماں بی خالی خوالی دھمکیاں نہیں دیتیں۔ وہ واقعی اس کے فلیٹ پر پہنچ جاتیں اور پھر واقعی عمران کو جوتے مارتے ہوئے سرسلطان کے سامنے پیش کر دیتیں۔ ویسے اسے سرسلطان پر حیرت ہو رہی تھی۔ انہوں نے اسے دوبارہ فون کرنے کی بجائے اماں بی کو فون کر دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سرسلطان واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پرلین کرنے شروع کر دیے۔

”نیں۔ پی اے ٹو سیکرٹری خادجہ“..... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عرض کر رہا ہوں۔ میری یہ درخواست آرنیل سرسلطان کی خدمت میں پیش کرو

کر رہے ہوں“..... دوسری طرف سے عمران کی اماں بی کی دھانڑی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی پیشانی پر پسینہ جھلکنے لگا تھا۔

”اماں بی۔ اماں بی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اماں بی آپ نے فون کیا ہے۔ حکم کریں اماں بی۔ آپ کا بیٹا عمران آپ کے حکم کی تابعداری کرے گا اماں بی“..... عمران نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں اماں بی کی گردان کرتے ہوئے انتہائی فدویانہ لہجے میں کہا۔

”علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیتے رہو۔ لیکن یہ تم نے سلطان بھائی کی بات کیوں نہیں سنی۔ بولو۔ کیوں نہیں سنی کہ انہیں مجھے فون کرنا پڑا۔ کیا اب تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ تم بڑوں کی بات سننے کے روادار نہیں رہے“..... اماں بی کا پارہ لمحہ بہ لمحہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔

”اماں بی۔ میری یہ جرأت کہاں کہ میں سرسلطان کی بات نہ سنوں۔ وہ خود ہی فون بند کر گئے۔ میں اب خود انہیں فون کرتا ہوں اماں بی“..... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ فدویانہ لہجے میں کہا۔

”فون نہیں۔ ابھی ان کے پاس جاؤ اور ہاتھ باندھ کر ان سے معافی مانگو کہ تم نے ان کا دل دکھایا ہے۔ ان کی بات اچھی طرح سنو اور پھر انہیں کہو کہ وہ مجھے فون کر کے بتائیں کہ انہوں نے

کہ علی عمران آپ کی خدمت میں انتہائی مؤدبانہ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہے مگر قبول رفتہ رہے عز و شرف..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ شاید عمران کی زبان اب اس کے اپنے قابو میں بھی نہ رہی تھی۔

”ہولڈ کریں جناب..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ تمہارے ہوش ٹھکانے آ گئے ہیں یا نہیں..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”آپ نے اماں بی کو فون کر کے مجھے شہید والدین کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس بار بال بال بچا ہوں۔ آئندہ ڈیڈی کی بھی توجہ کہ آپ سے کوئی نان سیریس بات نہیں ہوگی بلکہ انتہائی سیریس بات ہوگی۔ جی فرمائیے۔ حکم دیجئے اور ازراہ کرم اماں بی کو بھی فون کر کے انہیں کہہ دیجئے کہ آپ نے ان کے انتہائی نالائق بیٹے کو دل سے معاف کر دیا ہے..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”تم میرے آفس آ جاؤ۔ فون پر تمہیں اپنے آپ پر خود بھی کنٹرول نہیں رہتا۔ جلدی آؤ ورنہ میں دوبارہ تمہاری اماں بی کو فون کر دوں گا۔ جلدی پہنچو..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

”یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ ان بزرگوں کو عقل سلیم عطا فرما۔“

وران نے باقاعدہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر ڈرائیگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”اور کرو باتیں۔ اب جھگڑو۔ چلو جوتے کھاتے ہوئے تو نہیں بانا پڑا ورنہ ایسا بھی ممکن تھا۔ اللہ تیرا شکر ہے تو جس حال میں رہے۔ وہی سب سے بہتر ہے..... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب خادم علی عمران ایم ایس ی۔ ڈی ایس سی (آکسن) حاضر خدمت ہے۔ فرمان سلطان سے مطلع فرمایا جائے..... عمران نے سرسلطان کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے چویداروں جیسی آواز اور لہجے میں کہا۔

”آؤ بیٹھو اور سنو۔ ہر وقت مذاق اچھا نہیں لگتا۔ ایک بہت سیریس خبر تم تک پہنچانی ہے لیکن تم سنجیدہ ہی نہیں ہو رہے۔“

سرسلطان نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سیریس خبر۔ کون سی..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان کسی عام خبر کو سیریس نہیں کہہ سکتے۔ اگر وہ کسی خبر کو سیریس کہہ رہے ہیں تو پھر وہ واقعی سیریس ہوگی۔

”تمہیں شاید اطلاع نہ ہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ یورپی ملک..... پاکستانی سفیر فراز خان کو گوگولی مار کر ہلاک کر دیا گیا

ہے..... سرسلطان نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے ابھی آپ کے فون آنے سے پہلے یہ خبر اخبار میں پڑھی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو تم پرانے اخبارات پڑھتے رہتے ہو۔ اس کو تو ایک ہفتہ؟

گیا ہے“..... سرسلطان نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ سلیمان نے غلطی سے کوئی پرانا اخبار بندل کے

ساتھ رکھ دیا ہو۔ میں نے تاریخ تو نہیں دیکھی۔ بہر حال اس میں

میرے لئے کیا خبر ہے۔ جہاں تک دعائے مغفرت کا تعلق ہے وہ

میں پہلے ہی مانگ چکا ہوں“..... عمران ایک بار پھر پٹری سے

اترنے لگا تھا۔

”ہر سفارت خانے میں ایک اتاشی ہوتا ہے جسے ریزرو اتاشی

کہا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی وہاں موجودگی کا مقصد اتنا ہوتا ہے کہ

وہ کسی بھی اتاشی کے رخصت پر جانے پر اس کی سیٹ سنبھال کر کام

کر سکے لیکن دراصل اس کا کام اس ملک کی ایسی مجرم یا دیگر تنظیموں

کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوتا ہے جو سفارت خانے کو

کسی بھی قسم کا کسی بھی انداز میں نقصان پہنچا سکے۔ دوسرے لفظوں

میں یہ خبر کا کام کرتے ہیں اور ہر سفیر کو صرف انتظامی حد تک

جوابدہ ہوتے ہیں ورنہ وہ اطلاعات براہ راست مجھے بھجواتے ہیں۔

باگاریا میں سفیر محترم کی ہلاکت کے بعد میں نے وہاں کے ریزرو

اتاشی سرفراز کو خصوصی ہدایات دیں کہ اس معاملے کی خفیہ انکوائری

لے لے تاکہ حکومت باگاریا سے کہہ کر مجرموں کو انصاف کے کٹہرے

میں لایا جاسکے۔ اس نے ایک گھنٹہ پہلے انتہائی اہم اطلاع دی ہے

کہ سفیر محترم کا قتل یہودی سازش کے تحت ہوا ہے۔ اس کے مطابق

کوئی ایسی خفیہ یہودی تنظیم بنائی گئی ہے جو پوری دنیا میں موجود

ایسے مسلمانوں کی ہلاکت پر کام کر رہی ہے جو مسلم ورلڈ کے لئے

نمایاں حیثیت رکھتے ہوں۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ پے در پے ایسی

خبریں آرہی ہیں کہ مسلمان کھلاڑی، بادشاہ، سیاسی لیڈر اور نجانے

کون کون ہلاک کئے جا رہے ہیں۔ کسی بھی وقت پاکستان کا نمبر بھی

آ سکتا ہے اس لئے تم اس تنظیم کا کھوج لگاؤ اور اس کا خاتمہ کرو۔

یہ پاکستان سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری

ہے“..... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ تو بہت اہم بات ہے سرسلطان۔ آپ کے مجر کو کیسے اور

کہاں سے اس کا علم ہوا ہے“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم تھا کہ تم اس سلسلے میں تفصیلات پوچھو گے اس لئے

میں نے اسے کال کر لیا تھا۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے۔ ابھی آ جائے گا

اور میں چاہتا تھا کہ تم اس سے مل لو“..... سرسلطان نے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی مترنم گھنٹی بج گئی تو

سرسلطان نے ریسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... سرسلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں سپیشل میننگ روم میں بھجوا دو“..... سرسلطان نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”سرفراز پہنچ گیا ہے“..... سرسلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ایک سائیڈ دروازے سے ایک چہڑی نمودار ہوا اور اس نے سرسلطان کے قریب آ کر جھک کر آہستہ سے کچھ کہا تو سرسلطان سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”آؤ۔ میں تمہیں اس سے ملوا دوں“..... سرسلطان نے اٹھتے ہوئے عمران سے کہا تو عمران اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر سرسلطان کی راہنمائی میں عمران سپیشل میننگ روم میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔ اس نے اٹھ کر سرسلطان اور عمران دونوں کو سلام کیا۔

”یہ سرفراز ہیں۔ ان کے بارے میں تمہیں میں نے بتا دیا ہے اور سرفراز یہ پالکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران ہے۔ تم نے تمام تفصیل اسے بتائی ہے اور یہ بات ذہن میں رکھ لو کہ عمران اگر چاہے تو میری شکایت سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو کر کے مجھے بھی اس سیٹ سے ہٹوا سکتا ہے اس لئے اس کے سوالوں کے جواب پوری سچائی اور تفصیل سے دینا“..... سرسلطان نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا۔

”لیں سر۔ میں انہیں جانتا ہوں سر۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے

۔ نائنٹ فیاض میرے دور کے رشتہ دار ہیں۔ میں کئی سال پہلے ان سے ملنے ان کے آفس گیا تو وہیں عمران صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی تھی اور پھر پرنٹنڈنٹ فیاض نے ان کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی“..... سرفراز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے عمران۔ میں نے آفس کا ضروری کام کرنا ہے۔ تم سرفراز سے باتیں کرو۔ البتہ جاتے ہوئے مجھ سے ملنے جانا۔“

۔ سلطان نے عمران سے کہا اور مڑ کر دروازے سے باہر چلے گئے۔

سرفراز نے موجود چہڑی اسی بھی سرسلطان کے جانے کے بعد سلام کر کے ایک اور دروازے سے باہر چلا گیا۔

”بینیٹس سرفراز صاحب“..... عمران نے سرفراز سے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سامنے سرفراز قدرے مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

”آپ باگاریا سے پہلے کہاں تعینات تھے“..... عمران نے کہا۔

”میں دو سال پہلے آٹان میں تھا۔ میری درخواست ہے کہ آپ مجھے تم سے مخاطب کریں۔ اس سے مجھے خوشی ہوگی“..... سرفراز نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرفراز انسانوں کے اس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو ذہنی طور پر ہمیشہ چھوٹے بنے رہتے ہیں۔

”ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کہ تم نے سرسلطان کو جو بتایا ہے کیا وہ درست ہے“..... عمران نے اس کی بات مانتے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ سو فیصد درست ہے“..... سرفراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر اہم بات کی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی مجھے معلوم ہے۔ میں نے اس پر بڑی تفصیل سے کام کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے رپورٹ دی ہے۔ ویسے اس دوران مزید جن مسلم شارز کو ہلاک کیا گیا ہے اس کی تفصیل بھی میں نے اکٹھی کی ہے اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔“ سرفراز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں تاریخ وار لوگوں کے نام اور ملکوں کے نام درج تھے جنہیں ہلاک کیا گیا تھا۔ ان میں سیاستدان بھی تھے اور چند پروفیسر بھی۔
 ”تمہیں کیسے یہ اطلاع ملی۔ تفصیل سے بتاؤ“..... عمران نے کاغذ واپس کرتے ہوئے کہا۔

”محترم سفیر صاحب کے قتل کے بعد میں نے اپنے دوستوں کو اس بارے میں ٹٹولنا شروع کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں جرائم سے تھا اور میں نے خصوصی طور پر ان سے دوستی رکھی ہوئی تھی لیکن مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا لیکن پھر ایک کلیوول گیا کہ سفیر محترم پر فائرنگ کرنے والا ایک مقامی پیشہ ور قاتل ہے جس کا نام وکٹر ہے۔ میں نے وکٹر کو ٹریس کرنا شروع کر دیا۔ وکٹر

ماہ تھا۔ بہر حال اس کے دوستوں سے معلوم ہوا کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اسے کہیں سے اچانک بھاری دولت مل گئی ہے۔ میں نے اس کا اکاؤنٹ چیک کیا تو واقعی یکفخت بھاری رقم اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہوئی تھی۔ میں نے وکٹر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ ایک لڑکی مورگی اس بھاری رقم لانے سے پہلے اس سے ملتی رہی ہے۔ مورگی اور اس کا ساتھی فریڈ انوں ایک جرائم پیشہ تنظیم ریڈ اسکاٹی میں کام کرتے ہیں اور ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتے ہیں۔ میں نے مورگی کے ارگرد لوگوں کو ڈالا تو ایک لڑکی نے مجھے بتایا کہ مورگی نے اسے بتایا تھا کہ پوری دنیا میں شارز مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے باقاعدہ تنظیم قائم کی گئی ہے اور یہ یہودیوں نے بنائی ہے۔ چنانچہ میں نے یہ رپورٹ سرسلطان کو بھجوا دی ہے“..... سرفراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے انٹیلی جنس کی تربیت لی ہوئی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ہم ریڈرو اتاشیوں کے لئے ضروری ہے کہ تعیناتی سے پہلے دو سال تک گریٹ لینڈ میں باقاعدہ تربیت حاصل کرتے ہیں“..... سرفراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مورگی سے تمہاری بات ہوئی ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔
 ”نہیں۔ ہم اس انداز میں کام نہیں کرتے کہ براہ راست

سامنے آ جائیں۔ ہم ارد گرد سے معلومات حاصل کر کے آگے بڑھتے ہیں کیونکہ ہم اپنے آپ کو سفارت کار سے ہٹ کر کچھ اور ظاہر نہیں کر سکتے..... سرفراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ مورگی کہاں رہتی ہے یا تنظیم ریڈ اسکائی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”مورگی بارگاریا کے دارالحکومت صاقیہ کی ایک رہائشی کالونی سن لائٹ کالونی میں رہتی ہے۔ باقی ریڈ اسکائی کے ہیڈ کوارٹر کا مجھے علم نہیں ہے“..... سرفراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم اب واپس بارگاریا جاؤ گے“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اب میں نے اپنا ٹرانسفر ایک یورپی ملک فان لینڈ کروا لیا ہے۔ یہ ہمارا طریقہ کار ہے۔ یہاں چونکہ سفیر صاحب کے قتل کے بعد میں نے کافی انکوائری کی ہے اس لئے اب میں یہاں نہیں رہ سکتا“..... سرفراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”جس لڑکی نے تمہیں بتایا ہے کہ مورگی نے اسے یہودی تنظیم کے بارے میں بتایا تھا اس لڑکی کی کیا تفصیل ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس کا نام ڈومیری ہے اور وہ صاقیہ کے ریڈ کلب میں چیف سپروائزر ہے لیکن آپ نے اسے میرے بارے میں نہیں بتانا۔“
 سرفراز نے کہا۔
 ”تم بے فکر رہو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ

خزا ہوا تو سرفراز بھی اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”آپ کا فون نمبر تو سرسلطان کے پاس ہو گا“..... عمران نے صاف کرتے ہوئے کہا۔
 ”لیں سر“..... سرفراز نے جواب دیا تو عمران اوکے کہہ کر آگے بڑھا اور پھر پینٹل میننگ روم سے نکل کر وہ سرسلطان کے آفس میں پہنچ گیا۔
 ”ہو گئی ہے بات چیت“..... سرسلطان نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔ سرفراز نے مکمل تعاون کیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اس معاملے کو سنجیدگی سے دیکھو کیونکہ جس قدر تیزی سے مسلمان مشاہیروں، کھلاڑیوں یا دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کو ہلاک کیا جا رہا ہے یہ ناقابل برداشت ہے اور کسی بھی وقت یہ کام پাকیشیا میں بھی ہو سکتا ہے“..... سرسلطان نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد معاملات کی تہہ تک پہنچ کر اس کا ازالہ کیا جاسکے“..... عمران نے کہا اور سرسلطان کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے سلام کیا اور پھر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف جیسی چلی جا رہی تھی۔

”فادر جوزف بول رہا ہوں جناب“..... فادر جوزف نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا کیونکہ تمام یہودی چاہے ان کی حیثیت کچھ بھی ہو اسرائیل اور اس کے صدر کو خصوصی طور پر اعلیٰ و ارفع سمجھتے تھے۔

”فادر جوزف آپ کو مبارک ہو۔ آپ یہودیوں کے لئے دیوتا کا درجہ حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کے اہم افراد کو جس انداز میں ہلاک کرایا ہے اس نے مجھ سمیت سب کو حیران کر دیا ہے“..... دوسری طرف سے صدر نے خاصے پر جوش لہجے میں کہا۔

”تھیک یوسر۔ میرے سامنے فائل موجود ہے اور اسے پڑھ کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ یہودی عقاب ان مسلمانوں چڑیوں پر اس قدر تیزی سے چھٹ رہے ہیں کہ شکار کی تعداد تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے“..... فادر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے میں نے آپ کو فون کال کی ہے کہ آپ جس تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں کہیں یہ رفتار آپ کے لئے مسئلہ نہ بن جائے“..... صدر نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار چونک پڑا۔

”ہمارے لئے مسئلہ۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں جناب۔ کھل کر فرمائیں“..... فادر جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے

فادر جوزف ریڈ اسکاٹی کے سپر سیکشن ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی اور فادر جوزف اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا اور فائل پڑھنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھنٹی بج گئی تھی تو فادر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اسرائیل کے صدر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ کراؤ بات“..... فادر جوزف نے چونک کر کہا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی مخصوص آواز سنائی

والے عمران نامی آدمی کے بارے میں تو علم ہوگا“..... صدر نے کہا۔

”لیں سر۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے اور اس عمران نے اسرائیل اور یہودی تنظیموں کے خلاف بہت کام کیا ہے لیکن میں نے ابھی تک انہیں اس لئے مارگٹ نہیں بنایا کہ سوائے عمران کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اور کوئی آدمی سامنے نہیں ہوتا اس لئے اس عمران کو ہی مارگٹ بنایا جا سکتا ہے“..... فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر اس عمران کو شک پڑ گیا کہ یہ سب کسی مخصوص تنظیم کی طرف سے کیا جا رہا ہے تو وہ بھی آپ کے خلاف کام کر سکتا ہے اور یہی میرے لئے تشویش کی وجہ بنی ہوئی ہے“..... اسرائیلی صدر نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہم اس عمران کے خلاف فوری کام کریں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اس کا خاتمہ دس ہزار اہم ترین مسلمانوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کو ہلاک کر کے آپ اور آپ کا سیکشن پوری دنیا کے یہودیوں پر احسان عظیم کرے گا“..... اسرائیل کے صدر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں اب اسے مارگٹ کراتا ہوں اور جلد ہی آپ خوشخبری سن لیں گے“..... فادر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن خیال رکھنا کہ اگر آپ کے آدمی ناکام رہے تو پھر یہ بھوت کی طرح آپ کے اور آپ کے سیکشن کے پیچھے پڑ جائے گا“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم اسے اتنی گولیاں ماریں گے کہ وہ واقعی بھوت بن کر رہ جائے گا“..... فادر جوزف نے خاصے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فادر جوزف۔ آپ ناراض نہ ہوا کریں۔ ہم سب یہودی ایک ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ختم کر دی جائے نہ کہ اتنا وہ آپ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیں“..... صدر نے بھی خاصے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ایسا ممکن ہی نہیں ہے صدر صاحب۔ ہیڈ کوارٹر تک کوئی نہیں پہنچ سکتا جبکہ پوری دنیا میں ہمارے سپرائٹمنس پھیلے ہوئے ہیں اور وہ بھی ہر لحاظ سے نہ صرف تربیت یافتہ ہیں بلکہ وہ سب یہودی کاز کے لئے اپنی جانیں بھی دے سکتے ہیں“..... فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فادر جوزف نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”یہودی ہو کر مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ نامنس۔ ہم ان مسلمانوں کو قبروں میں اتار دیں گے“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ فائل پر جھک گیا لیکن اسی لمحے فون کی

گھنٹی بج ایک بار پھر بج اٹھی تو فادر جوزف نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”سپیشل نیوز ماسٹر تھری بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو فادر جوزف بے اختیار چونک پڑا۔
 ”کراؤ بات“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ہیلو۔ سپیشل نیوز ماسٹر تھری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک قدرے چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ انداز ایسا تھا جیسے کوئی بولنے کے لئے خاصا زور لگا رہا ہو۔

”کیا نیوز ہے۔“ فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سر۔ میں ایشیا کے ملک پاکیشیا میں سپیشل نیوز کے حصول کے لئے موجود ہوں۔ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کے آفس سے مجھے نیوز ملی ہے کہ باگاریا سفارت خانے کا ریزرو اتاشی سیکرٹری خارجہ سے ملا ہے اور اس نے اسے بتایا ہے کہ باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو ہلاک ریڈ اسکائی کی مورگی نے ایک پیشہ ور قاتل وکٹر سے کرایا ہے۔ سیکرٹری خارجہ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو کال کیا اور پھر عمران اور اتاشی کی ملاقات ہوئی۔ سیکرٹری خارجہ نے عمران سے کہا کہ وہ اس تنظیم کا خاتمہ کر دیں جو پوری دنیا میں اہم مسلمانوں کو قتل کرا رہی ہے“..... دوسری طرف

سے مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا۔

”عمران خطرناک آدمی ہے۔ اس بارے میں خصوصی نیوز حاصل کرتے رہو۔ اگر یہ عمران باگاریا کا رخ کرے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں مورگی کو حکم دے دوں گا کہ اسے ہلاک کروا دے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس فادر۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے کریڈل دبایا اور پھر چند من پر پس کر دیئے۔
 ”لیس فادر“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”مورگی یا فریڈ میں سے جو بھی مل سکے میری بات کراؤ“۔ فادر جوزف نے کہا۔

”لیس فادر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”مورگی فون پر ہے فادر“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو“..... فادر جوزف نے کہا۔
 ”لیس فادر۔ حکم۔ مورگی بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے مورگی کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”مورگی۔ تمہارا نام پاکیشیائی عمران تک پہنچ چکا ہے کہ تم نے کسی پیشہ ور قاتل وکٹر کے ذریعے باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو ہلاک کرایا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے فادر۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے“..... مورگی نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے عمران کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

”عمران پوری دنیا میں خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر اسرائیل کو اور پوری دنیا کے یہودیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے ہیں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ہوگا۔ لیکن ہم ریڈ اسکاٹی کے سپر ایجنٹس ہیں۔ ہم سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ حکم دیں تو میں پاکیشیا جا کر اس کا خاتمہ کر دیتی ہوں“..... مورگی نے اسی طرح لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہم نے اسے براہ راست نہیں چھیڑتا۔ ہاں۔ اگر وہ تمہارے پیچھے باگاریا پہنچ جائے تو پھر تمہیں مکمل اجازت ہوگی کہ تم اسے اور اس کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو تو ان سب کا خاتمہ کر دو۔ فریڈ کو بھی بتا دینا“..... فادر جوزف نے کہا۔

”بس فادر۔ لیکن ہمیں کیسے اطلاع ملے گی کہ یہ لوگ پاکیشیا سے باگاریا کے لئے روانہ ہوئے ہیں“..... مورگی نے کہا۔

”پہلے بھی یہ اطلاع پاکیشیا کے سینٹرل نیوز ماسٹر نے دی ہے۔ میں نے اسے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ جب عمران وہاں سے باگاریا کے لئے روانہ ہو تو وہ یہ اطلاع مجھے براہ راست دے گا اور پھر یہ اطلاع پوری تفصیل کے ساتھ تم تک پہنچ جائے گی“..... فادر جوزف نے کہا۔

”بس فادر۔ ہم ہر وقت ان کا خاتمہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار رہیں گے“..... مورگی نے کہا۔

”مجھے ہر صورت میں ان کا خاتمہ چاہئے۔ ناکامی کی صورت میں تم جانتی ہو کہ کیا ہو سکتا ہے“..... فادر جوزف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس دھمکی کے بعد مورگی اور فریڈ جائیں لڑا دیں گے اور پھر باگاریا ان کا اپنا علاقہ ہے اس لئے وہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔

”تا کہ تمہیں پتہ چل سکے کہ میں سنجیدہ ہوں“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ آپ کیوں سنجیدہ ہیں۔ کوئی خاص وجہ؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ کوئی نئی یہودی تنظیم قائم کی گئی ہے جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک کرانا شروع کر دیا ہے اور باگاریا میں پاکیشیا نے غیر محترم کو جو مسلمان ملکوں کے سفیروں کے ساتھ مل کر یورپ اور افریقا میں مسلمانوں کے بہتر مفادات کے لئے جدوجہد کر رہے تھے، ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر مسلم ممالک کے مسلم ائمہ، سیاست دانوں، کھلاڑیوں اور بین الاقوامی شہرت یافتہ مسلمان افراد کو چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو، کو ہلاک کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ یہ دیکھو اب تک ہلاک ہونے والے مسلمان سٹارز کی فہرست“..... عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ وہ کاغذ تھا جو مسلمانان کے میننگ روم میں ملنے والے مخبر سر فراز نے دیا تھا۔

”دیری بیڈ عمران صاحب۔ یہ تو انتہائی بھیانک سازش ہے۔“..... بلیک زیرو نے کاغذ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو سنجیدہ ہونے کی کوشش کر رہا تھا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون سی تنظیم ہے۔ کیا اس بارے میں کچھ پتہ چلا ہے۔“

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتیاطاً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو“..... ریکی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کوئی خاص بات عمران صاحب۔ آپ کچھ سنجیدہ نظر آ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ میری اداکاری اب کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ میں تو اپنے طور پر انتہائی سنجیدہ بن رہا تھا لیکن تم نے کچھ سنجیدہ کہہ کر میری اداکاری کا خاتمہ کر دیا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کیوں ایسی اداکاری کر رہے تھے“..... بلیک زیرو۔

”ہنستے ہوئے کہا۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ سرسلطان نے ہر سفارت خانے میں ریزرو اتاشی آ صورت میں مقرر رکھے ہوئے ہیں۔ باگاریا میں جو ریزرو اتاشی تھا پہلے سنٹرل انٹیلی جنس میں کام کرتا رہا ہے اور باقاعدہ تربیت یافتہ ہے اس لئے اس نے یہ حتمی معلومات حاصل کر لی ہیں کہ وہاں ایک تنظیم ہے ریڈ اسکاٹی۔ اس تنظیم میں ایک عورت مورگی کام کرتا ہے۔ باگاریا میں پاکیشیائی سفیر محترم کو اس مورگی نے ایک پیشہ قاتل وکٹر کے ذریعے ہلاک کرایا ہے“..... عمران نے تفصیل بتا۔ ہوئے جواب دیا۔

”لیکن آپ تو کسی ایسی تنظیم کی بات کر رہے تھے جو پوری د کے مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ یہ ریڈ اسکاٹی تو کوئی لوکا تنظیم لگتی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن سراغ کا سرا اس تک پہنچتا ہے۔ اب اسی آگے جاسکے گا“..... عمران نے کہا۔

”تو پہلے آپ باگاریا جا کر اس مورگی کے خلاف کام کر کے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میری کوشش تو یہی ہے کہ اصل تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات مل جائیں تاکہ ہم براہ راست جڑ پر ضرب لگائیم تاکہ پورا سیٹ اپ ہی ختم ہو جائے لیکن اگر معلوم نہ ہو سکا مورگی سے بات کرنا پڑے گی“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایسی تحفیں اپنے مین سیٹ اپ یا ہیڈ کوارٹر کو بھی آپ کہہ لیں کسی عام ایجنٹ کو پتہ نہیں چلتے دیتیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن بعض اوقات جو کچھ عام ایجنٹ جانتے ہیں وہ خاص لوگ بھی نہیں جانتے۔ بہر حال پہلے میں نے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ وہ عمر و عیار کی زنبیل جٹ دو“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے میز کی آواز کھولی اور ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے دنیا بھر کی ہر ٹاپ کی معلومات جمع کر لی تھیں اس لئے وہ اسے عمر و عیار کی زنبیل کہتا تھا کیونکہ عمر و عیار کی زنبیل میں سے بھی ہر طرح کا حربہ نکل آتا تھا۔

”میں چائے لے آتا ہوں“..... بلیک زیرو نے عمران کو ڈائری افٹا کر کھولتے دیکھ کر کہا تو عمران نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ڈائری کو بند کر کے واپس میز پر رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ پھر اس نے انکوائری کے نمبر لکھ کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

”پاکیشیا سے باگاریا کا رابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت سے رابطہ نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ اب وہ نمبر کمپیوٹر سے چیک کر کے بتائے گی۔

”ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے نمبرز

دیئے گئے عمران نے مزید کچھ کہے بغیر کریڈل دیا اور پھر ٹون

آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اگر

دوران بلیک زیرو دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں اٹھا

واپس آ گیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسرا

اٹھا۔ وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہیلو۔ گرینی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوا

سنائی دی۔ لہجہ خاصا اکھڑ تھا۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن

بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ عمران صاحب۔ آپ نے بڑے طویل عرصے

بعد فون کیا ہے۔ اگر آپ ڈگریاں ساتھ نہ بتاتے تو شاید میں

پہچان نہ سکتا۔ کوئی حکم“..... دوسری طرف سے چوتھے ہوئے لہجے میں

کہا گیا۔

”تمہارے باگاریا میں کوئی تنظیم ہے ریڈ اسکائی جس کی ایجن

مورگی ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو“..... عمرا

نے کہا۔

”بہت کچھ جانتا ہوں۔ لیکن آپ کیوں اس کے بارے میں

پوچھ رہے ہیں۔ وہ تو صرف باگاریا تک ہی محدود رہتی ہے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس نے باگاریا میں ہی پاکیشیائی سفیر کو ایک پیشہ ور قاتل وکٹر

کے ذریعے ہلاک کرایا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا

تو سامنے بیٹھے بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر

آئے کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ گرینی کون ہے جسے عمران اصل

بات واضح طور پر بتا رہا ہے۔

”اوہ۔ پھر تو آپ کا حق ہے کہ آپ اس کیس پر کام کریں۔

بہر حال میں اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہودیوں کی ایک تنظیم ہے جس کا

نام ریڈ اسکائی ہے۔ یہ ریڈ اسکائی پوری دنیا میں کام کر رہی ہے۔

یہاں باگاریا میں ریڈ اسکائی کا انچارج فریڈ ہے اور مورگی اس کی

اسسٹنٹ ہے۔ دونوں بے حد تربیت یافتہ ہیں اور یہ دونوں پہلے

یورپ کی سرکاری ایجنسیوں سے منسلک رہے ہیں“..... گرینی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریڈ اسکائی کس قسم کا کام کرتی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جرائم کی دنیا کا ہر قسم کا۔ ڈرگ، اسلحہ، بد معاشری، بھتہ خوری

اور نجانے کیا کیا۔ ان کا مقصد دولت اکٹھی کرنا ہے۔ ان کا کہنا ہے

کہ یہ دولت یہودیوں کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے

لئے اکٹھی کی جا رہی ہے۔ یہ دونوں بھی کنٹرول یہودی ہیں“..... گرینی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم جس طرح تفصیل سے بتا رہے ہو تمہیں ان سے خوف نہیں آتا“..... عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ چاہے کچھ بھی ہوں گرینی کی طرف میزھی نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتے“..... گرینی نے بڑے چیلنج بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ریڈ اسکاٹی تو مجرم تنظیم ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی سفیر کو ہلاک کرائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کنزرویوٹیوں نے کوئی ایسی خفیہ تنظیم بنائی ہے جو پوری دنیا کے سازش مسلماؤں کو ہلاک کر رہی ہے اور ایسا تیزی سے ہو رہا ہے۔ مجھے اس تنظیم کا پتہ چلانا ہے۔ بولو۔ کہاں سے اور کس سے معلومات مل سکتی ہیں۔“

عمران نے کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میں نے ایسا کچھ سنا ہے۔ البتہ اگر یہودیوں نے ایسی تنظیم بنائی ہے تو پھر لامحالہ مورگی اور فریڈ دونوں کے علم میں ہو گا۔ ان کا اس سے براہ راست تعلق ہو یا نہ ہو لیکن معلومات ضرور ہوں گی“..... گرینی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب یہ بتا دو کہ اس مورگی کی رہائش گاہ کہاں ہے۔“

عمران نے کہا۔

”رہائش کا مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میں نے کبھی ایسی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ البتہ ان کی ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ریمینڈ روڈ پر واقع ریمینڈ کالونی کی ایک کونھی ہے۔ نمبر تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن وہ تمام عمارت سرخ پتھروں کی بنی ہوئی ہے اس لئے اسے ریڈ ہاؤس کہا جاتا ہے اور ریڈ ہاؤس پوری کالونی میں مشہور ہے“..... گرینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ جلد ہی تم سے ملاقات ہوگی۔ گنڈ بانی“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“ رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نیس سر“..... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”عمران کی سربراہی میں ٹیم ایک بڑے مشن پر بھیجی جا رہی ہے۔ مشن کے بارے میں بھی عمران تمہیں بریف کرے گا۔ صفدر، تنویر، کیپٹن ٹکیل اور صالحہ کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ایک گھنٹے بعد تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر اس مشن کے بارے میں بریفنگ دے گا اور ہو سکتا ہے کہ آج رات ہی تمہاری روانگی یورپ کی طرف ہو جائے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کچھ نئے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”میرے خیال میں گرینی کی باتیں سن کر آپ کسی خاص نتیجے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے آپ کے ایکشن میں تیزی آگئی ہے۔“
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے زیادہ سرسلطان کو جلدی ہے۔ انہیں شاید خطرہ ہے کہ انہیں شمار مسلم سمجھ کر کہیں نشانہ بنادیا جائے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”انہیں اپنے سے زیادہ آپ کی فکر ہوگی۔ آپ یہودیوں کے دشمنوں کی لسٹ میں ٹاپ حیثیت رکھتے ہیں اس لئے آپ یہودیوں کے نزدیک سپر شمار مسلم ہوں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
”ارے۔“ مجھے تو آغا سلیمان پاشا شمار تو ایک طرف دم دار شمار بھی نہیں سمجھتا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

مورگی اور فریڈ دونوں ریڈ اسکاٹی کے ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے آفس میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”ہی“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”کالوچ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے“..... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”اودہ اچھا۔ کراؤ بات“..... فریڈ نے چوک کر سامنے بیٹھی مورگی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مورگی بھی کالوچ کا نام سن کر بے اختیار چوک پڑی تھی کیونکہ کالوچ ان کی تنظیم کے اس گروپ کا انچارج تھا جو انڈر ورلڈ میں کام کر کے وہاں سے ایسی معلومات حاصل کر کے ان تک پہنچاتا تھا جو ان کی تنظیم کے لئے فائدہ مند

ثابت ہو سکیں۔

”ہیلو۔ کالوچ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

”کوئی خاص رپورٹ ہے تمہارے پاس جو تم نے کال کی ہے“..... فریڈ نے کہا۔

”ہیئر سر۔ لیکن میں یہ بات فون پر نہیں کرنا چاہتا۔ آپ مجھے آفس میں حاضر ہونے کی اجازت دیں تو میں تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں“..... کالوچ نے کہا۔

”اوکے۔ آ جاؤ“..... فریڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”کالوچ خوفزدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات اس کے علم میں آئی ہے“..... مورگی نے کہا۔

”ہاں۔ شاید اسی لئے وہ فون پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ بہر حال ابھی وہ آ جائے گا تو پھر ہر بات سامنے آ جائے گی“..... فریڈ نے کہا تو مورگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز کی پینٹ پر جینز کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی کیونکہ یہ لباس انڈر ورلڈ میں بے حد مقبول تھا اور آنے والا انڈر ورلڈ میں گھومتا رہتا تھا۔

”آؤ کالوچ۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے“..... فریڈ نے کہا۔

”تھینک یو ہاس“..... کالوچ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سائیڈ میں موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ مورگی ابھی اور اس نے ریک میں سے خالی گلاس اٹھا کر میز پر موجود بوتل میں سے شراب اس گلاس میں ڈال کر گلاس کالوچ کی طرف بڑھا دیا۔

”تھینکس میڈم“..... کالوچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... فریڈ نے کہا۔

”ہاس۔ آپ گریٹی کو تو جانتے ہوں گے۔ گریٹ کلب کا مالک“..... کالوچ نے کہا۔

”ہاں۔ سنا ہے کہ انڈر ورلڈ میں وہ خاصا بااثر آدمی ہے۔ کیا کیا ہے اس نے“..... فریڈ نے کہا۔

”اس نے آپ کے بارے میں معلومات پاکیشیا کے ایک آدمی عمران کو پہنچائی ہیں“..... کالوچ نے کہا تو فریڈ اور دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”ہمارے بارے میں۔ کیسی معلومات۔ تمہیں کیسے یہ سب معلوم ہوا اور عمران کا گریٹی سے کیا تعلق ہے“..... فریڈ نے یکے بعد دیگرے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

”گریٹی انڈر ورلڈ کا انتہائی بااثر آدمی ہے اور اپنے کلب کی بجائے انڈر ورلڈ میں اپنے آفس میں بیٹھتا ہے اور جرائم کی دنیا میں کام کرتا ہے۔ اس کا اسسٹنٹ ہنری میرا دوست ہے۔ میں اس کے آفس میں بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا کہ اس نے مجھ سے

پوچھا کہ پاکیشیا کون سا ملک ہے اور کہاں ہے۔ میرے پوچھنے پر کہ وہ کیوں پوچھ رہا ہے تو اس نے بتایا کہ باس سے پاکیشیا کے کسی علی عمران نے جس نے اپنے نام کے ساتھ بڑی بڑی ڈگریاں بھی دوہرائی تھیں، فون کیا اور چونکہ وہاں جو فون ہوتا ہے یا وصول کیا جاتا ہے سب کی باقاعدہ ٹپس رکھی جاتی ہیں اور یہ ٹپس ہنری کی تحویل میں ہوتی ہیں۔ پھر اس نے بتایا کہ اس عمران نے جو باس گریٹی سے بے حد بے تکلف تھا، اس سے ریڈ اسکاٹی کے فریڈ اور مورگی کے بارے میں تفصیلات پوچھی تھیں جس پر میں نے چکر دے کر ہنری سے وہ ٹپس حاصل کر لی۔ وہ ٹپس میں لے آیا ہوں تاکہ آپ اسے سن لیں۔۔۔۔۔ کالوچ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک مائیکرو ٹپ نکال کر میز پر رکھ دی۔ فریڈ نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو مبن پریس کر کے اس نے کسی کو مائیکرو ٹپ ریکارڈر بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان مائیکرو ٹپ ریکارڈر اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے مائیکرو ٹپ ریکارڈر فریڈ کے سامنے رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا تو نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ فریڈ نے مائیکرو ٹپ اٹھا کر مائیکرو ٹپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے اس کا مبن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک آواز ابھری جو اپنا تعارف گریٹی کے نام سے کر رہا تھا۔ پھر دوسری آواز ابھری جس نے اپنا تعارف علی عمران کے نام سے کرایا

اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی۔ فریڈ اور مورگی دونوں خاموش بیٹھے ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتے رہے۔ جب ٹپ ختم ہو گئی تو فریڈ نے ٹپ ریکارڈر آف کر دیا۔

”یہ ٹپ مجھے واپس کر دیں۔ میں نے ہنری کو دینی ہے۔ اس کا باس کسی بھی وقت یہ ٹپ اس سے طلب کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ کالوچ نے کہا تو فریڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹپ ریکارڈر سے مائیکرو ٹپ نکال کر اسے کالوچ کی طرف بڑھا دیا۔

”تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے کالوچ۔ تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا اور ہاں۔ اگر ان دونوں کے درمیان مزید بات چیت ہو تو تم نے اس کی ٹپ بھی حاصل کرنی ہے۔ اگر یہ عمران یہاں باگاریا آیا تو لازماً گریٹی سے ملے گا۔ تم نے ہمیں فوری رپورٹ دینی ہے۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

”میں باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب مجھے اجازت ہے۔“ کالوچ نے کہا اور فریڈ کے سر ہلانے پر وہ اٹھا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”یہ علی عمران خاصا تیز آدمی ثابت ہو رہا ہے۔ اب یہ کسی کے بھی ذہن میں نہیں آ سکتا کہ وہ گریٹی کے ساتھ اس قدر بے تکلف ہو گا اور پاکیشیا میں بیٹھ کر ہمارے بارے میں اور خاص طور پر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لے گا۔۔۔۔۔ مورگی

نے کہا۔
 ”ہیڈ کوارٹر کا اسے پتہ چل گیا ہے تو وہ یہاں لازماً ایک کرے گا اور ہمیں سے اس کی بد قسمتی کا آغاز ہو جائے گا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ یہاں کس قسم کے انتظامات ہیں۔ وہ تو یہاں داخل ہو کر اس قدر بے بس ہو جائے گا کہ حقیر کچھ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔“ فریڈ نے کہا۔
 ”وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہمیں صرف یہاں بیٹھ کر اس کا انتظار نہیں کرنا۔ وہ جیسے ہی صاف پتہ پہنچے اسے فوری ہلاک کر دینا چاہئے۔“ مورگی نے کہا۔

”تم اپنے سیکشن سمیت پورے صافقہ میں آنے والوں کو چیک کرو۔ خصوصاً میک اپ چیک کرنے والے کیمروں کو استعمال کرو اور جیسے ہی وہ نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو۔“ فریڈ نے کہا۔
 ”اور تم کیا کرو گے۔“ مورگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں یہاں اس کا انتظار کروں گا۔“ فریڈ نے کہا۔
 ”تم اب انتظار ہی کرتے رہ جاؤ گے کیونکہ میں نے اسے تم تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دینا ہے۔“ مورگی نے کہا تو فریڈ بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا میں ایسا نہیں کر سکتی۔“ مورگی نے

برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”تم اس سے بھی زیادہ کر سکتی ہو لیکن میں نے سنا ہے کہ عمران

کو دیکھ کر لیڈر ایجنٹس سب کچھ بھول جاتی ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ تم اسے ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ۔“ فریڈ نے کہا تو اس بار مورگی نے بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم مجھے اتنا بد ذوق سمجھتے ہو۔“ مورگی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”ابن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی ٹھنسی ایک بار پھر بج اٹھی تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہی۔“ فریڈ نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”سپر چیف کی کال ہے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو فریڈ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہی فادر۔ میں فریڈ بول رہا ہوں باگاریا سے۔“ فریڈ نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ پاکیشیا سے سوشل نیوز ماسٹر نے اطلاع دی ہے کہ عمران دو عورتوں اور تین مردوں سمیت پاکیشیا سے ہانگری روانہ ہو گیا ہے۔“ دوسری طرف سے فادر جوزف کی آواز سنائی دی۔

”ہانگری۔ لیکن اسے تو یہاں باگاریا آتا تھا فادر۔“ فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اسے اطلاع مل چکی ہے کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے ڈانج دینے کے لئے اس نے براہ راست

باگاریا آنے کی بجائے ہانگری کا رخ کیا ہے۔ اس طرح اس کے خیال کے مطابق اس کی نگرانی کرنے والوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ عمران ان کے ملک نہیں آ رہا اور وہ خاموشی سے باگاریا پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیس سر۔ لیکن اس فلائٹ کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم ہوئی ہے جس پر عمران اور اس کے ساتھی سفر کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

”وہ کل رات روانہ ہوئے ہیں اور اب تک تو وہ ہانگری پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ اب فلائٹ کی تفصیل معلوم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور تم نے اور مورگی نے ان کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا ہے۔ یہ تمہاری ڈیوٹی ہے اور ڈیوٹی میں ناکامی کا مطلب موت ہوتا ہے۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فریڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”فادر جوزف نے دو ٹوک بات کر دی ہے۔ اب موت عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقدر بنے گی یا دوسری صورت میں تم اور میں اپنے اپنے سیکشنوں سمیت موت کے منہ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں اور میرے ساتھی انہیں ٹریس کر لیں گے اور ایک بار وہ ٹریس ہو گئے تو پھر کسی صورت بچ کر نہ جاسکیں

گے۔۔۔۔۔ مورگی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ میک اپ کے ماہر ہیں۔ اس بات کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن دو عورتیں اور عمران سمیت چار مرد، یہ تعداد تو چیک کی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ مورگی نے کہا اور فریڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہانگری ہمارا ہمسایہ ملک ہے جس سے ہمارا ملک سڑک، سمندر اور ایئر لائن سے رابطے میں رہتا ہے اور یہ لوگ وہاں سے ان تینوں راستوں میں سے کسی ایک راستے کے ذریعے صافیت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ تم نے ان تینوں راستوں پر میک اپ چیکنگ کیمرے ضرور لگوانے ہیں۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

”مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے زیادہ ان باتوں کو جانتی ہوں اور میں تمہیں جلد ہی وکٹری کی رپورٹ دوں گی۔۔۔۔۔ مورگی نے اٹھتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا اور پھر پلٹ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ فریڈ کے پہرے پر ہلکی سی سکرپٹ تیرنے لگی تھی کیونکہ اس نے دانستہ ہی فقرے کہے تھے تاکہ مورگی کو غصہ آ جائے اور وہ اپنی کارکردگی کو تیز کر دے اور اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا اس لئے وہ مورگی کے غصے پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

”لیس۔ کیتھرائن بول رہی ہوں“..... لڑکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ آپ سے ملنے ایک پاکیشیائی صاحب آئے ہیں جن کا نام تو عمران ہے لیکن وہ اپنا تعارف اتنا لمبا کر رہے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ آپ کے پسندیدہ آدمی ہیں، اور مزید پسندیدہ بننے کے لئے آئے ہیں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو لڑکی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات خاصے نمایاں ہو گئے۔

”کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا الٹ پلٹ باتیں کر رہے ہو“..... لڑکی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ صاحب تو اس سے بھی زیادہ بول رہے ہیں میڈم۔ میں نے تو ابھی آپ کو کچھ بتایا ہی نہیں۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ڈیڑی راجر سمجھتے ان کے گہرے دوستوں میں سے تھے اس لئے جلدی مر گئے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یوٹانسس۔ شٹ اپ۔ میں آ رہی ہوں“..... کیتھرائن نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا اور فون آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات خاصے نمایاں تھے۔

”جلدی چلو ڈرائیور۔ نبانے کون پاگل آ گیا ہے۔ ٹانسس۔“ کیتھرائن نے غصیلے لہجے میں خاموش بیٹھے ڈرائیور سے کہا۔

یورپی ملک ہانگری کے سرحدی شہر روجانہ کی ایک معروف سڑک پر ایک کار تیزی سے راستہ بناتی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی عقبی سیٹ پر ایک خوبصورت لڑکی جس نے پیٹنٹ اور بلیک لیڈر جیکٹ پہن رکھی تھی، آنکھوں پر سرخ شیشوں والا چشمہ لگائے بیٹھی تھی۔ اس کے سر کے بال مردوں کے انداز میں کٹے ہوئے تھے اور ان کا رنگ ڈارک براؤن تھا۔ اپنے چہرے مہرے اور انداز سے وہ کسی ایڈنچر فلم کی ہیروئن دکھائی دے رہی تھی۔ وہ عقبی سیٹ سے پشت لگائے ایک رسالہ سامنے رکھے اس میں موجود تصویریں دیکھنے میں مصروف تھی کہ اس کی جیب میں موجود سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک اٹھی۔ اس نے رسالہ بند کر کے سائیڈ سیٹ پر رکھا اور جیکٹ کی جیب سے ایک سیل فون نکال کر اس کی سکرین پر نگاہ ڈالی اور پھر اس کا مٹن آن کر دیا۔

”لیس میڈم“..... ڈرائیور نے رفتار کو مزید بڑھاتے ہوئے
 مودبانہ لہجے میں کہا تو کیتھرائن نے بے اختیار ہونٹ پھینچ لئے۔
 ”عمران۔ یہ کیسا نام ہے۔ کیا یہ آنے والا کوئی ایشیائی ہے لیکن
 ڈیڑی کا تو کوئی تعلق ایشیا سے نہیں رہا“..... کیتھرائن نے بڑبڑاتے
 ہوئے کہا۔

کیتھرائن روجانہ کے معروف کلب کی مالک تھی اور منیجر بھی۔ یہ
 کلب اس کے والد راجر سمٹھ نے قائم کیا تھا۔ اس کے والد ہانگری
 کی سیرٹ سروس میں طویل عرصہ گزار کر ریٹائر ہوئے تھے اور پھر
 انہوں نے ماسٹر کلب کے نام سے کلب کھول لیا تھا اور اس کے
 ساتھ ہی ایک پرائیویٹ ایجنسی بھی قائم کر لی تھی جس کے تحت وہ
 اہم معلومات بھاری قیمت پر فروخت کرتے تھے۔ راجر سمٹھ کی
 وفات کے بعد اس کی جگہ کیتھرائن نے لے لی تھی اور اب وہ ماسٹر
 کلب اور ماسٹر ایجنسی دونوں کی چیف تھی اور دونوں ادارے اس کی
 سرکردگی میں انتہائی کامیابی سے چل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کار
 ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئی اور پھر عمارت کی
 علیحدہ سائیڈ پر موجود ایک پورچ میں جا کر رک گئی اور ڈرائیور نے
 نیچے اتر کر جلدی سے کار کا عقبی دروازہ کھولا تو کیتھرائن باہر آ گئی۔
 یہ ماسٹر کلب تھا۔ کیتھرائن نے اپنے لئے اپنے آفس تک پہنچنے کے
 لئے علیحدہ راستہ بنایا ہوا تھا۔ کار سے اتر کر کیتھرائن اس راستے سے
 گزرتی ہوئی اپنے آفس میں پہنچ گئی۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے

ان نام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے چند مین پریس کر دیئے۔
 ”میں آفس پہنچ گئی ہو۔ کیا وہ نانسس ابھی تک تمہارے پاس
 موجود ہے یا نہیں“..... کیتھرائن نے کہا۔
 ”موجود ہے میڈم۔ اس نے مجھے ہنسا ہنسا کر پاگل کر دیا
 ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نانسس۔ تم ہو ہی پاگل۔ سمیجو اسے میرے پاس۔ میں دیکھتی
 ہوں کون ہے یہ“..... کیتھرائن نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر رسیور
 ٹریڈل پر پٹخ دیا۔

”ساری دنیا کے مسخرے کیا یہیں اکٹھے ہو گئے ہیں“۔ کیتھرائن
 نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے دیوار پر جمی ہوئی
 تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا منیجر کارل بے حد سنجیدہ آدمی
 ہے۔ اگر وہ ہنس ہنس کر پاگل ہو گیا ہے تو پھر آنے والا کوئی خاص
 چیز ہی ہو گا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر اس طرح دستک دی گئی
 نیچے کوئی بند دروازے کو زور زور سے دھڑ دھڑا رہا ہو۔

”کم ان“..... کیتھرائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو
 دروازہ ایک دھماکے سے کھلا جیسے پوری قوت سے جھکا دے کر کھولا
 گیا ہو۔ دروازے پر ایک وجیبہ نوجوان کھڑا تھا۔ اس نے سوٹ
 پہن رکھا تھا اور اس کے چہرے پر اس قدر مصومیت تھی جیسے اسے
 ابھی تک دنیا کی ہوا تک نہ لگی ہو۔

”مے آئی کم ان سر۔ اوہ سوری۔ میڈم۔ دراصل جب میں

سکول میں پڑھتا تھا تو اس وقت لیڈیز کی بجائے جینٹس پڑھایا کرتے تھے اس لئے سرکہنے کی عادت سی پڑ گئی ہے لیکن اب تو سروں کی بجائے میڈ میں ہی پڑھا رہی ہیں اور بغیر سر کے زیادہ اچھے انداز میں پڑھا رہی ہیں..... نوجوان نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”کم ان پلیز“..... کیتھرائن نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔
نجانے نوجوان کو دیکھنے کے بعد اس کا غصہ کہاں چلا گیا تھا۔ شاید نوجوان کے چہرے پر موجود معصومیت نے اس کے غصے کو دور کر دیا تھا۔

”سوری۔ میرا نام پلیز نہیں ہے بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے“..... دروازے پر موجود نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ اس طرح اطمینان سے سائڈ صوفے پر بیٹھ گیا جیسے میلوں دور سے چلتا ہوا آدی تھوڑا سا آسرا ملتے ہی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے بیٹھ جاتا ہے جبکہ تعارف سن کر کیتھرائن کے ذہن میں دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے کیونکہ اسے یاد آنے لگ گیا تھا کہ جب وہ چھوٹی سی تھی اور اپنے ڈیڈی کے ساتھ کلب آتی تھی تو یہاں کئی بار اس نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی تھی اور یہ کافی عرصہ پہلے کی بات تھی۔ اب تو اس کے ڈیڈی کو فوت ہوئے بھی چھ سال گزر چکے تھے جبکہ یہ نوجوان ویسے کا دیا ہی تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زمانے اور

وقت کے اس پر کوئی اثرات مرتب نہ ہوئے ہوں۔
”اوہ۔ اوہ۔ آپ کی تصویر میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ آپ میرے ڈیڈی کے بہترین دوست تھے“..... کیتھرائن نے یلکھت پیچھتے ہوئے کہا اور اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”اللہ تمہارا بھلا کرے۔ یہی بات میں تمہارے منیجر کارل کو سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں لیکن وہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ چلو تم نے مان تو لیا“..... صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

”اب مجھے اچھی طرح یاد آ گیا ہے۔ کمال ہے۔ میں بڑی ہو گئی ہوں لیکن آپ ویسے کے ویسے ہی ہیں“..... کیتھرائن نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”بتایا تو ہے کہ میں سروں سے پڑھا ہوا ہوں اور آپ میڈموں سے۔ سروں سے پڑھنے والوں کے ذہن بڑے ہوتے ہیں جبکہ میڈموں سے پڑھنے والے چونکہ سروں سے نہیں پڑھے ہوئے ہوتے اس لئے ان کے ذہنوں کی بجائے جسم بڑھتے ہیں۔ عمران نے باقاعدہ فلسفہ بگھارتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے“..... کیتھرائن نے شاید اس لئے بات بدل دی تھی کہ اسے عمران کے اس فلسفے کی سرے سے سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

”آپ راجر سمٹھ کی بیٹی ہیں اور راجر سمٹھ میرا بہترین دوست تھا۔ اس نے اور میں نے مل کر اقوام متحدہ کے تحت بے شمار مشنز میں کام کیا اور خاص طور پر یہودی تنظیموں کے خلاف جو پوری دنیا میں امن کو تباہ کرنے کے درپے تھیں اور تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ تمہارے ڈیڈی کو ایک یہودی تنظیم نے ہی قتل کرایا تھا اور میں نے تمہارے ڈیڈی کی موت پر فیصلہ کیا تھا کہ میں اپنے دوست کے قاتلوں کو پورا پورا سبق دوں گا اور پھر اس یہودی تنظیم کا خاتمہ میرے ہی ہاتھوں ہوا تھا۔ یہ اتنی لمبی تقریر میں نے اس لئے کی ہے کہ تم راجر سمٹھ کی بیٹی ہو۔ تم جو پلا دوگی میں پی لوں گا لیکن میں شراب نہیں پیتا“..... عمران نے کہا۔

”تو چری جوس منگوا لیتی ہوں۔ وہ یہاں کا بہترین مشروب ہے“..... کیتھرائن نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو دو گلاس چری جوس آفس میں بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھی اور آ کر عمران کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

”آج کا دن میرے لئے انتہائی خوش قسمت دن ہے۔ مجھے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ کسی ایسی بات نے اس تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے جس نے ڈیڈی کو ہلاک کرایا تھا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ وہ آپ تھے۔ میں ڈیڈی کی طرف سے اور اپنی طرف سے آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں“..... کیتھرائن نے قدرے گلوگیر لہجے میں

کہا۔

”کسی شکریہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میرے ساتھ ایسا ہوتا تو جو کچھ میں نے کیا ہے وہی کچھ راجر سمٹھ بھی کرتا۔ یہ میرا فرض تھا۔ ایک دوست کی روح کو سکون پہنچانے کے لئے“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں سرخ رنگ کے مشروب کے دو گلاس موجود تھے۔ اس نوجوان نے ایک گلاس عمران کے سامنے اور دوسرا کیتھرائن کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

”آپ کیسے روجانہ آئے ہیں۔ میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیں“..... کیتھرائن نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

”جس طرح ایک یہودی تنظیم نے تمہارے ڈیڈی کو ہلاک کرایا تھا کیونکہ تمہارے ڈیڈی ان کے گھٹیا حروں کے سامنے دیوار تھے اسی طرح ایک بین الاقوامی خفیہ یہودی تنظیم قائم کی گئی ہے جو تمام دنیا کے بڑے مسلمانوں جن میں لیڈر سیاست دان، شار کھلاڑی، انجینئرز، وکلاء، صحافی اور ان جیسے شارز ہیں کو تیزی سے ہلاک کر رہی ہے اور اسی سلسلے میں پاکیشیا کے باگاریا میں سفیر کو بھی ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرناک تنظیم ہے اور اس کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ باگاریا کے دارالحکومت صاقیہ میں ایک خاتون ایجنٹ مورگی اور ایک ایجنٹ فریڈ ہے۔ یہ دونوں کسی یہودی تنظیم ریڈ اسکائی سے متعلق ہیں۔ پاکیشیائی

سفیر کو اس مورگی نے ایک پیشہ ور قاتل وکٹر کے ذریعے ہلاک کرایا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جوں سب کرتے ہوئے کہا۔

”میں جانتی ہوں ان دونوں کو۔ خاصے تیز اور فعال ایجنٹ ہیں لیکن آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں“۔۔۔۔۔ کیتھرائن نے کہا۔

”انہیں یقیناً ہمارے بارے میں اطلاع مل چکی ہو گی اور انہوں نے یہاں سے باگاریا جانے والے ہر راستے پر پکٹنگ کر رکھی ہو گی۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اس پکٹنگ کی تفصیلات بھی مل جائیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور وہاں کس قسم کے انتظامات ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری تنظیم کے آدمی باگاریا میں خاصے موثر ہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرا لوں گی۔ پوری تفصیل معلوم کرا لوں گی لیکن اس میں وقت لگے گا۔ آپ کتنا وقت دے سکتے ہیں“۔۔۔۔۔ کیتھرائن نے کہا۔

”زیادہ نہیں کیونکہ جس قدر دیر ہو گی مسلم سٹارز کی ہلاکتوں کی تعداد بروقتی چلی جائے گی اور ہم جلد از جلد اس مشن کو مکمل کرنا چاہتے ہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”دو تین گھنٹے تو بہر حال لگ ہی جائیں گے“۔۔۔۔۔ کیتھرائن نے کہا۔

”اوکے۔ مناسب وقفہ ہے۔ میرا فون نمبر نوٹ کر لو اور مجھے

فون کر کے مکمل تفصیل بتا دینا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا فون نمبر بتا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”آپ کہاں رہائش پذیر ہیں“۔۔۔۔۔ کیتھرائن نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ریگل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر تھری سکس تھری، بی بلاک“۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو کیتھرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

غصے کا اظہار کر دیا۔ تنویر کے چہرے پر بھی غصے کے تاثرات موجود تھے۔

”معتقد لوگ کہتے ہیں کہ عادتیں سر کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔ مطلب ہے کہ جب تک سرگردن پر قائم رہتا ہے عادتیں بھی قائم رہتی ہیں جیسے تم اور تنویر۔ تمہاری عادت ہے کہ جب بھی میں آؤں تم مجھ پر غصے کا اظہار کر دو“..... عمران نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم الٹا ہم پر طنز کر رہے ہو۔ ہم تمہارے نزدیک بچے ہیں جو گھر سے باہر نکلتے ہی گم ہو جائیں گے“..... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”نانی اماں کہا کرتی تھیں کہ پردیس میں بڑے محتاط رہنا چاہئے۔ بچوں کی گمشدگی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ خاص طور پر جہاں بہن بھائی بچے گم ہو جائیں“..... عمران نے جولیاء اور تنویر کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جس کام کے لئے آپ گئے تھے کیا وہ کام ہو گیا“..... صفدر نے اپنی عادت کے مطابق تنویر اور جولیاء کے چہروں پر ابھرنے والے تاثرات دیکھتے ہوئے موضوع بدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور معاملات گزرتے چلے جائیں گے۔

”کون سا کام بھائی۔ یہاں ہم کام کرنے تو نہیں آئے۔ بڑا

تم ایک بار پھر اپنی عادت کے مطابق غائب ہو گئے تھے۔ کیوں“..... جولیاء نے عمران کے کمرے میں داخل ہوتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔ جولیاء اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمران کی راہنمائی میں رات کو رو جانہ پہنچی تھی اور یہاں سے وہ ریگل ٹاؤن کی اس کونٹری میں پہنچ گئے تھے۔ یہ کونٹری بقول عمران کے چیف نے بک کرائی تھی۔ پھر صبح ناشتے کے بعد عمران تھوڑی دیر میں واپس آنے کا کہہ کر یہاں سے چلا گیا تھا اور اب اس کی واپسی تقریباً سہ پہر کو ہوئی تھی جبکہ جولیاء اور اس کے ساتھی کمرے میں بیٹھے عمران کے خلاف ہی بولتے رہے تھے۔ انہیں غصہ اس بات پر تھا کہ عمران چیف کے حکم کی تعمیل میں انہیں ٹیم کے طور پر ساتھ لے لیتا ہے لیکن سارا کام خود کرتا رہتا ہے اور ٹیم کے افراد صرف اس کا انتظار کرتے رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ عمران جیسے ہی واپس آیا جولیاء نے اپنے

خوبصورت ملک اور شہر ہے۔ گھومیں گے، پھریں گے، تفریح کریں گے، حسن کے جلوے دیکھیں گے..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

”عمران صاحب۔ میں بتا دوں کہ آپ کس کام کے لئے گئے تھے..... صفدر کے بولنے سے پہلے کیپٹن کھلیل نے کہا تو عمران سمیت سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

”ہاں بتاؤ.....“ عمران نے چلیج بھرے لہجے میں کہا۔

”مشن باگاریا میں مکمل کرنا ہے اور آپ اپنی عادت کے مطابق براہ راست وہاں جانے کی بجائے یہاں سرحدی شہر میں آگئے ہیں۔ اس سے ملحقہ باگاریا کا دارالحکومت صاقیہ ہے اور آپ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ اب آپ نے کوئی ایسا فرد تلاش کیا ہوگا یا کوئی پارٹی جو آپ کو وہاں کے بارے میں تفصیلات بتائے کہ وہاں آپ کے بارے میں اطلاع پہنچ چکی ہے یا نہیں۔ اگر پہنچ چکی ہے تو آپ کو روکنے کے لئے کیا کیا تیاریاں کی گئی ہیں اور یقیناً آپ اس میں بھی پہلے کی طرح کامیاب لوٹے ہوں گے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد فون آئے گا اور آپ کو تمام معلومات یہاں بیٹھ ل جائیں گی اور پھر ان معلومات کی بناء پر آپ مشن میں آگئے بڑھ جائیں گے.....“ کیپٹن کھلیل نے باقاعدہ تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”اور مزید تجزیہ میں کر دوں کہ عمران صاحب کی ملاقات کسی خاتون سے ہوئی ہے اور انہوں نے خاتون کو بے حد متاثر کیا

ہے..... خاموش بیٹھی صالو نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔ خاص طور پر جولیا کے چہرے پر نئے سے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یہاں بیٹھے بیٹھے تم نے یہ تجزیہ کیسے کر لیا.....“ جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”آپ عمران صاحب سے پوچھ لیں۔ میں غلط نہیں کہہ رہی.....“ صالو نے کہا۔

”کیا تم واقعی کسی عورت سے ملنے گئے تھے اور بہانہ بنایا معلومات کا۔ کیوں.....“ جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران پر بے حد غصہ آ رہا ہو کہ وہ کیوں کسی عورت سے ملنے گیا تھا۔

”کمال ہے۔ صالو کو تو باقاعدہ کشف ہوتا ہے۔ چلو کیپٹن کھلیل کے تجزیے کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ سابقہ مشن کو سامنے رکھ کر تجزیہ کر رہا تھا لیکن صالو نے یہ اندازہ کیسے لگایا کیونکہ میں واقعی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی سے ملا ہوں.....“ عمران نے کہا۔

”کیوں ملے ہو۔ بولو۔ کیوں ملے ہو۔ کیا اسی لئے تم اکیلے گئے تھے۔ بولو.....“ جولیا نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”وہ میری بہتیمی ہے۔ میرے بہترین دوست راجر سمٹھ کی بیٹی۔

وہ بہت چھوٹی تھی جب میں اور راجر سمٹھ اکٹھے اقوام متحدہ کے مشنر میں کام کرتے تھے اور پھر ایک یہودی تنظیم نے راجر سمٹھ کو ہلاک کرا دیا جس پر میں نے اس تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ راجر سمٹھ نے ہانگری سیکرٹ سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد یہاں ایک کلب کھول لیا اور ساتھ ہی ایک پرائیویٹ ایجنسی بھی بنالی تھی۔ راجر سمٹھ کے بعد وہ کلب اور ایجنسی اس کی بیٹی کیتھرائن نے سنبھال لی تھی۔ میں کیتھرائن سے ملے گیا تھا کیونکہ کیتھرائن کیلکلی کے تجزیہ کے مطابق میں واقعی ریڈ اسکاٹی کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ورنہ ہم بڑی آسانی سے مارے جاسکتے تھے اور میں مارا جاتا تو اس کا تو چیف پر کوئی اثر نہ پڑتا لیکن اگر تم میں سے کوئی معمولی سا زخمی بھی ہو جاتا تو چیف مجھے گولی مار دیتا اس لئے مجبوری تھی لیکن صالحہ، تم نے کیسے یہ بات کر دی..... عمران بنے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”بڑی سادہ سی بات تھی۔ مس جولیا تو غصے کی وجہ سے ایسی باتوں پر دھیان نہیں دیتیں ورنہ صاف اور سیدھی بات تھی۔“ صالحہ نے کہا۔

”اب بتاؤ بھی سہی۔ تم نے بھی شعبہ بازوں کی طرح نخرے شروع کر دیئے ہیں..... جولیا نے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔ ویسے عمران سمیت سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ سب ایسی نظروں سے صالحہ کو دیکھ رہے تھے جیسے

بچے کسی شعبہ باز کو دیکھتے ہیں کہ نجانے وہ اچانک کون سا شعبہ دکھا دے۔

”میں عمران صاحب کے قریب بیٹھی ہوں۔ عمران صاحب کے منہ سے چیری کی تیز خوشبو آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب جس سے ملے ہیں اس نے عمران صاحب کو چیری کا جوس پلویا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ چیری کا جوس خواتین کا پسندیدہ جوس ہے جبکہ مرد اپیل جوس کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے میں نے کہہ دیا کہ عمران صاحب کسی خاتون سے مل کر آئے ہیں.....“ صالحہ نے اپنے اندازے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”حیرت انگیز۔ اب واقعی ہمیں بھی عمران صاحب کے منہ سے چیری کی خوشبو آنا شروع ہو گئی ہے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے مستقبل کے لئے الارم بھی ہے.....“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”یہ تو کم عمر لڑکی ہو گی۔ یہ ان معاملات میں تمہاری مدد کیسے کرے گی.....“ جولیا نے اس بار بڑے نرم لہجے میں کہا۔ شاید اس کا غصہ یہ سن کر ختم ہو گیا تھا کہ عمران جس سے ملے گیا تھا وہ اس کے دوست کی کم عمر بیٹی تھی۔

”اتنی بھی کم عمر نہیں ہے۔ دیے لڑکیاں ناڈ کے درخت کی طرح تیزی سے بڑی ہو جاتی ہیں لیکن بہر حال وہ ہے ابھی لڑکی۔“ عمران

بڑھنے کا راستہ مل سکتا ہے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر کافی دیر تک مشن کے سلسلے میں ہی باتیں ہوتی رہیں کہ پاس پڑے ہوئے فون کی کھٹکی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔
 ”ہیلو۔ کیتھرائن بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“..... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ گو آپ کی میرے ساتھ ملاقات کی اطلاع مورگی تک پہنچ گئی تھی اور اس نے مجھے فون کر کے پوچھا کہ آپ نے میرے ساتھ ملاقات میں کیا ڈیمانڈ کی ہے تو میں نے اسے بتایا کہ آپ میرے ڈیڈی کے دوست ہیں اس لئے آپ مجھ سے ملنے آئے تھے تاکہ ڈیڈی کی تعزیت کر سکیں۔ درگی نے مجھے کہا کہ آپ کی مصروفیات خصوصاً روجانہ سے صافیہ روانگی کی تفصیل اسے بتاؤں لیکن میں نے اسے صاف انکار کر دیا کہ چونکہ آپ میرے انکل ہیں اس لئے میں آپ کے خلاف کوئی بارروائی نہیں کر سکتی“..... دوسری طرف سے کیتھرائن نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ لاؤڈر کی وجہ سے اس کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

”راجر سمجھ کی بیٹی کو ایسی ہی اصول پسند ہونا چاہئے۔ میرے

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے مورگی اور فریڈ اور ریڈ اسکاٹی کا ذکر کیا تھا، پاکیشیا سے روانگی سے پہلے۔ کیا ان دونوں کا خاتمہ ہی ہمارا مشن ہے یا اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہے۔ کیا پوری دنیا کے مسلم شارز کو یہی دو افراد ہی ہلاک کر رہے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ریڈ اسکاٹی یہودیوں کی بنائی ہوئی ایک جرائم پیشہ تنظیم ہے اور دولت اکٹھی کرنے کے لئے ہر ٹائپ کے جرم میں شامل ہے لیکن اصل لوگ تو ظاہر ہے ان کے پیچھے ہوں گے۔ مورگی اور فریڈ کے بارے میں اس لئے معلوم ہو گیا ہے کہ باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو ہلاک کیا گیا اور اس سلسلے میں جب معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ یہ کام ریڈ اسکاٹی کی مورگی نے ایک پیشہ ور قاتل وکٹر کے ذریعے کرایا ہے۔ وکٹر اس واردات کے بعد اکیرمیہ فرار ہو گیا ہے لیکن یہ مورگی یہاں موجود ہے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا مورگی کو پیچھے موجود لوگوں کے بارے میں معلوم ہو گا“..... جولیانے کہا۔

”ہونا تو نہیں چاہئے کیونکہ ایسی بڑی تنظیمیں اپنے آپ کو بے حد خفیہ رکھنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن بہر حال مورگی یا فریڈ کسی کو کوئی نہ کوئی اندازہ ضرور ہو گا۔ اس اندازے کے ذریعے آگے

کام کا کیا ہوا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”روحانہ سے صاقیہ جانے کے تین راستے ہیں۔ ایک سمندری، ایک سڑک کے ذریعے اور ایک ہوائی جہاز کے ذریعے اور ان تینوں راستوں پر شدید چکنگ کی جا رہی ہے۔ ایئر پورٹ، سڑک اور سمندری گھاٹ پر باقاعدہ میک اپ چیک کرنے والے کیرے لگائے گئے ہیں جو ہر قسم کے میک اپ کو فوری چیک کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ صاقیہ کے تمام ہوٹلوں، کلبوں، پراپرٹی ڈیلرز اور رہائش گاہیں کرائے پر دینے والے اداروں کی نگرانی ہو رہی ہے اور سب سے زیادہ چکنگ ایک گروپ کی، کی جا رہی ہے۔ آپ کے گروپ میں دو عورتیں اور آپ سمیت چار مرد ہیں اس طرح چار مرد اور دو عورتوں کے گروپ کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ مورگی نے ایسے سخت انتظامات کر رکھے ہیں کہ آپ لوگوں کی وہاں جانے کی صورت میں موت لازمی ہے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ واپس چلے جائیں پھر کچھ عرصہ بعد اچانک آ جائیں تو آپ کے حق میں بہتر رہے گا“..... کیتھرائن نے کہا تو عمران سمیت سب کے چروں پر مسکراہٹ ریگنے لگ گئی۔ ظاہر ہے کیتھرائن کو معلوم نہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی حالت اور کسی صورت میں ناکام واپسی برداشت نہیں کر سکتی۔

”ریڈ اسکائی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم ہوا ہے“۔ عمران نے کیتھرائن کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال

لرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ریمنڈ کالونی میں ایک کٹھی ہے جسے ریڈ ہاؤس کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پوری عمارت سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ یہ عام کٹھی نہیں ہے۔ اسے انتہائی جدید آلات سے محفوظ بنایا گیا ہے۔ وہاں ان کی مرضی کے بغیر کبھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی اس لئے اس کا خیال چھوڑ دو تو بہتر ہے“..... کیتھرائن نے ایک بار پھر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چھوڑ دیا۔ آخر تم میری بھتیجی ہو۔ تمہاری بات تو مجھے ماننا پڑے گی۔ بہر حال معلومات کا بے حد شکر ہے۔ پھر کبھی ہانگری آتا ہوا تو ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”یہ کیا بات کی ہے تم نے۔ کیا ہم ان سے ڈر کر واپس جا رہے ہیں“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”کیتھرائن کی ٹون بتا رہی تھی کہ وہ مورگی سے خاصی خوفزدہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ مورگی نے جدید آلات کی بناء پر اس کی مجھے کی جانے والی کال ٹیپ کی ہو۔ اس صورت میں اس تک پیغام پہنچنے کا کہ ہم نے واپسی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ قدرے ڈھیلی پڑ جائے گی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ اب آپ کیا پلاننگ کریں گے صاقیہ میں

داخل ہونے کے لئے۔ کیا صرف میک اپ ہی کافی رہے گا۔“
صنذر نے کہا۔

”میک اپ تو بہر حال کرنا پڑے گا۔ ایسا میک اپ جو کیمروں سے چپک نہ کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ گروپ کو تقسیم کرنا پڑے گا اور یہی اصل مسئلہ ہے کہ اس طرح ہماری طاقت تقسیم ہو جائے گی اور دو تین گروپ ہونے کی وجہ سے ہم کوئی موثر کارروائی نہیں کر سکتے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ٹارگٹ کیا ہے۔ صرف مورگی سے پوچھ گچھ اور ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا ہے یا کچھ اور بھی ہے۔“ کیپٹن ٹھکیل نے کہا۔

”یہ ہیڈ کوارٹر تو مقامی ہے۔ ہم نے اصل ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کرنا ہے لیکن یہ خاتمہ اسی وقت ہی ہو سکے گا جب اس اصل ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع معلوم ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”اس کے بارے میں آپ کے خیال کے مطابق صرف مورگی کو علم ہوگا یا فریڈ بھی جانتا ہوگا۔“ صنذر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ مورگی سے زیادہ فریڈ کو علم ہوگا لیکن ہمیں بہر حال دونوں سے پوچھ گچھ کرنا ہوگی۔“ عمران نے کہا۔

”آپ مورگی کو پہچانتے ہیں۔“ صنذر نے پوچھا۔

”نہیں۔ میری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے اس کی تصویر دیکھی ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”تو پھر اسے کیسے ٹریس کیا جاسکے گا۔“ صنذر نے کہا۔
”ہمیں اس کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود ہی ہم سے آکرے گی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ اسلحہ کہاں سے حاصل کیا جائے گا کیونکہ اسلحہ تو ساتھ نہیں لے جانے دیا جائے گا۔“ کیپٹن ٹھکیل نے کہا۔

”ہم سمندری راستے سے جائیں گے۔ تین گروپوں کی صورت میں۔ ایک گروپ صنذر اور صالحہ کا ہوگا۔ دوسرا تنویر اور جولیا کا جبکہ میں اور کیپٹن ٹھکیل علیحدہ گروپ ہوں گے۔ کمپنیں بھی ہر گروپ اپنی اپنی خریدے گا۔ اسلحہ وہاں سے ہی حاصل کیا جائے گا ورنہ اسلحہ لازماً چپک ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔“ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے باگاریا کا رابطہ نمبر اور صاقیہ کا رابطہ نمبر دے دیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں رابطہ نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز پورے کمرے میں سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھائے

جانے کی آواز سنائی دی۔

”گولڈن کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ روڈش سے بات کراؤ“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ روڈش بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ چیخا ہوا تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے۔ چیف صاحب نے آپ

کے بارے میں مجھے بتایا تھا“..... دوسری طرف سے اس بار خاصے

نرم لہجے میں کہا گیا۔

”ایک گٹھی چاہئے جس میں دو کاریں موجود ہوں“..... عمران

نے کہا۔

”گارش کالونی کی گٹھی نمبر دو سو بارہ آپ کے لئے مناسب

رہے گی۔ کاریں وہاں پہنچا دی جائیں گی“..... روڈش نے مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں مخصوص اسلحہ بھی چاہئے ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”آپ لسٹ بتا دیں تو اسلحہ بھی کاروں سمیت وہاں پہنچا دیا

جائے گا اور ہاں۔ گٹھی کے باہر نمبرز والا لاک موجود ہوگا۔ آپ

گٹھی کے نمبر کو ڈیل کر کے اسے آسانی سے کھول سکتے ہیں۔ دیے

اگر آپ چاہیں تو یہاں سے کسی آدمی کو بھی خدمت کے لئے بھجوایا

جاسکتا ہے“..... روڈش نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیں کوئی آدمی وہاں نہیں چاہئے۔ بس کاریں اور اسلحہ

چاہئے۔ اسلحے کی تفصیل میں بتا دیتا ہوں۔ نوٹ کر لو“..... عمران

نے کہا۔

”یس سر۔ بتائیے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے

تفصیل بتا دی اور پھر عمران نے ٹھٹکنس کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”آؤ۔ اب آپ سب کا سیسے والا خصوصی میک اپ کر دیا

جائے۔ ہم نے آج شام کو ہی وہاں پہنچنا ہے“..... عمران نے کہا تو

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

مورگی کے ہاتھ سے ان کا نکل جانا ناممکن تھا۔

وہ بیٹھی دل ہی دل میں یہ دعا کر رہی تھی کہ کسی طرح عمران اور اس کے ساتھی اس کے ہاتھ لگ جائیں تاکہ وہ دنیا کو دکھا سکے کہ مورگی کیا نہیں کر سکتی۔ اسے یقین تھا کہ سپر چیف فادر جوزف اس کے اس کارنامے پر اسے کوئی بہت بڑا عہدہ سونپ دیں گے۔ اس طرح وہ اپنی کارکردگی کی بناء پر اس میدان کی ٹاپ سیٹ پر پہنچ جائے گی۔ وہ بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ گھنٹی اسی فون کی بج رہی ہے۔ دوسرے لمحے اس نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحہ کی بھی دیر ہوگئی تو قیمت ٹوٹ پڑے گی۔

”لیس“..... مورگی نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”روجانہ سے رابرٹ کی کال ہے میڈم“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... مورگی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں رو جانہ بندرگاہ سے“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”کوئی خاص رپورٹ ہے رابرٹ۔ جلدی بتاؤ“..... مورگی نے انتہائی بے جھین لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ یہاں ایک جوڑا میرے قریب سے گزرا ہے۔ وہ

مورگی صاقیہ میں اپنے سیکشن آفس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ پورے شہر میں اس کے سیکشن کے افراد پھیلے ہوئے تھے جبکہ سمندری راستے پر آنے والے گھاٹ، سڑک کے راستے، صاقیہ داخل ہونے والی سڑک پر بنی ہوئی چیک پوسٹ اور ایئر پورٹ پر نہ صرف خصوصی اور تربیت یافتہ افراد موجود تھے بلکہ وہاں ہر طرف میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی نصب کئے گئے تھے اور ہر جگہ ایک سائینڈ پران کیمروں کی باقاعدہ مانیٹرنگ کی جا رہی تھی۔ مورگی نے صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ ہانگری کے سرحدی شہر رو جانہ میں بھی ایئر پورٹ، سمندری راستے اور سڑک کے راستوں پر بھی اپنے آدمی بھجوائے ہوئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی رو جانہ میں اتنے الٹ نہیں ہوں گے جتنے صاقیہ میں ہوں گے اس لئے وہاں انہیں چیک کیا جا سکتا ہے اور ایک بار چیکنگ کے بعد

آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن انہوں نے کوئی ایشیائی زبان بولی اور اس میں عمران کا نام لیا تو میں نے انہیں چپک کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے صاف کی نکلیں لی ہیں۔ وہ یورپ کے ملک فان لینڈ کے شہری اور میاں بیوی ہیں۔ اس لڑکی کا نام ڈیسی ہے جبکہ اس کے شوہر کے نام میچائس ہے۔ دونوں کے پاس سیاحت کے بین الاقوامی کارڈ ہیں..... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ایشیائی زبان تو اکثر سیاح بول لیتے ہیں لیکن عمران کا نام لینے کا مطلب ہے کہ وہ عمران کے ساتھی ہیں۔ کس فیوری میں سوار ہوئے ہیں وہ اور ان کے سیٹ نمبر کیا ہیں..... مورگی نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو رابرٹ نے اسے تفصیل بتا دی۔

”ان دونوں کے حلیے علیحدہ علیحدہ تفصیل سے بتاؤ..... مورگی نے کہا تو رابرٹ نے دونوں کے حلیے تفصیل سے بتا دیے۔

”انہوں نے جو لباس پہنے ہوئے ہیں ان کے بارے میں بتاؤ رنگوں سمیت..... مورگی نے کہا تو رابرٹ نے لباس کی تفصیل بتا دی۔

”وہ اس وقت کہاں ہیں..... مورگی نے کہا۔

”فیوری کی روانگی میں ابھی کچھ دیر ہے اس لئے وہ باقی مسافروں کے ہمراہ گھاٹ پر موجود ہیں..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کو نظروں میں رکھو۔ لازماً ان کے باقی ساتھی بھی ارد گرد

موجود ہوں گے اور وہ لازماً ان سے ملیں گے یا اشارے کریں گے۔ تم نے ان کو بھی چپک کر کے مجھے بتانا ہے..... مورگی نے کہا۔

”یس میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے..... مورگی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر سامنے موجود پیڈ کو تھمیت کر قریب کیا اور قلمدان سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے تیزی سے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔ وہ فیوری کا نام اور نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے حلیوں اور لباسوں کی تفصیل لکھتی رہی۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے یکے بعد دیگرے دو نمبر پر پس کر دیئے۔

”یس میڈم..... دوسری طرف سے اس کی فون بیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کلاؤک سے بات کراؤ..... مورگی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مورگی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس..... مورگی نے کہا۔

”کلاؤک لائن پر ہے میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراؤ بات..... مورگی نے کہا۔

”یس میڈم..... میں کلاؤک بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک

بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”روحانہ بندرگاہ سے رابرٹ نے اطلاع دی ہے کہ ایک یورپی جوڑا فیری کے ذریعے صاف آ رہا ہے۔ ان دونوں نے رابرٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے ایشیائی زبان میں بات کی ہے اور عمران کا نام لیا ہے۔ ان کی تفصیل تم نوٹ کرو“..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم۔ بتائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو مورگی نے سامنے موجود بیڈ کو دیکھتے ہوئے دونوں کے نام، حلیوں کی تفصیل، لباسوں کی تفصیل کے ساتھ ساتھ فیری کا نام ریڈ روز اور اس کا نمبر بھی بتا دیا۔

”میڈم۔ ان کے سیٹ نمبر معلوم ہوئے ہیں“..... کلارک نے

پوچھا۔

”ہاں۔ بتاتی ہوں“..... مورگی نے کہا اور پھر سیٹ نمبر زبانی بتا دیئے۔

”پھر کیا حکم ہے ان کے بارے میں میڈم“..... کلارک نے پوچھا۔

”یہ دو ہیں جبکہ اس گروپ کے افراد کی تعداد چھ ہے اس لئے باقی بھی شاید دو دو کے گروپوں کی صورت میں علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ تم نے ان دونوں کے میک اپ خصوصی طور پر چیک کرنے ہیں اور فیری میں آنے والے تمام افراد کو بھی تاکہ ہم ان سب کا خاتمہ کر سکیں“..... مورگی نے کہا۔

”میڈم۔ یہ جوڑا بھی اس لئے ٹریس ہو گیا ہے کہ انہوں نے

ان کا نام لیا ہے۔ جہاں تک میک اپ چیک کرنے کا کام ہے تو مجھے شک ہے کہ کیمرے میک اپ چیک نہ کر سکیں گے کیونکہ ہم معلوم ہے کہ موجودہ دور میں ایسے میک اپ ایجاد ہو گئے ہیں جنہیں چیک نہیں کیا جاسکتا اس لئے ہم ان دونوں کو اغوا کر کے لیٹن ہیڈ کوارٹر لے جائیں اور وہاں سے ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لیں۔ اس طرح آسانی رہے گی“..... کلارک نے کہا۔

”لیکن وہاں کھلے عام تو ان پر ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا“۔ مورگی نے کہا۔

”یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں انہیں خصوصی چیکنگ کے بہانے زیر و دم میں لے جاؤں گا اور پھر ان پر سی ٹی ایم گیس فائر کر کے بے ہوش کر دوں گا اور زیر و دم کے عقبی راستے سے انہیں کار میں ڈال کر سیکشن ہیڈ کوارٹر لے آؤں گا۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ ہوگی“..... کلارک نے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم غلط لوگوں پر ہاتھ ڈال دیں اور اصل لوگ بچ کر نکل جائیں“..... مورگی نے کہا۔

”باقی لوگوں کی تو شہر میں چیکنگ ہوتی رہے گی۔ میں تو اس ہرزے کی بات کر رہا ہوں تاکہ حتمی طور پر یہ سب کچھ سامنے آ جائے“..... کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے لیکن وہاں سے روانگی سے پہلے مجھے سیل

فون پر اطلاع دینا تاکہ میں ان کا خاطر خواہ بندوبست سکوں..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو مورگی نے رپ رکھ دیا اور پھر جیکٹ کی جیب سے اپنا سیل فون نکال کر سامنے رکھ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ روجا نہ سے فیری دو گھنٹوں میں مسافروں کا صاف پہنچائے گی اس لئے ابھی دو اڑھائی گھنٹے انتظار کرنا پڑے اور پھر واقعی تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد میز پر موجود سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو مورگی نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا۔ اس سکرین پر کلاک کا نمبر اور نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ مورگی نے بڈ پریس کر دیا۔

”کلاک بول رہا ہوں میڈم“..... کلاک کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے“..... مورگی نے کہا۔

”دونوں میری گاڑی کے عقبی حصے میں بے ہوش پڑے ہیں میں انہیں لے کر آ رہا ہوں“..... کلاک نے کہا۔

”پہلے تفصیل بتاؤ۔ کیا ان کے میک اپ چیک کئے گئے“

”تھے“..... مورگی نے کہا۔

”جیسے میں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا ہے میڈم۔ ان دونوں سمیت کسی کا میک اپ بھی چیک نہیں ہو سکا“..... کلاک -

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب انہیں لے آؤ۔ اب یہ خود بتائیں گے کہ

لون ہیں اور ان کے ساتھی کہاں ہیں“..... مورگی نے کہا اور اس نے ساتھ ہی اس نے سیل فون آف کر کے اسے میز پر رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

”لیس میڈم“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈکٹر۔ کلاک دو بے ہوش افراد کو گاڑی میں لاد کر لے آ رہا ہے۔ انہیں فوراً نارچنگ روم میں لے جا کر راڈز میں جکڑ دینا اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ باقی کارروائی میں خود اپنے سامنے مکمل کراؤں کی“..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اوکے“..... مورگی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو مورگی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... مورگی نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ڈکٹر بول رہا ہوں میڈم۔ کلاک ایک بے ہوش جوڑے کو پہنچا کر واپس چلا گیا ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق دونوں کو نارچنگ روم میں پہنچا کر راڈز میں جکڑ دیا ہے۔ اب مزید کیا حکم ہے“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”جدید میک اپ واشر لے کر وہاں پہنچو۔ میں خود بھی آ رہی ہوں“..... مورگی نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ فریڈ کو اس معاملے کے بارے میں آگاہ کر دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ پہلے خود چیک کر لینا چاہتی تھی کہ کیا واقعی یہ جوڑا پاکیشائی اور عمران کے ساتھی ہیں یا رابرٹ سے غلطی ہوئی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ بعد میں اگر یہ سب کچھ غلط ثابت ہوا تو فریڈ اس کا کئی دنوں تک مذاق اڑاتا رہے گا اس لئے اس نے فیصلہ بدل دیا تھا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ وہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے مورگی کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”وکٹر آ گیا ہے“..... مورگی نے پوچھا۔

”لیس میڈم۔ اندر موجود ہیں“..... مسلح آدمی نے مودبانہ لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا تو مورگی سر ہلاتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی تو اس کے پیچھے مسلح نو جوان بھی اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں سامنے دیوار کے ساتھ دس کرسیاں موجود تھیں جن کے گرد راڈز موجود تھے۔ ان کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ایک یورپی مرد اور دوسری پر ایک یورپی عورت موجود تھی اور وہ دونوں راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی ایک میک اپ واشر ٹرائل پر رکھے کھڑا تھا۔ یہ وکٹر تھا۔

لیسن کا انتظامی انچارج۔ اس نے مورگی کو بڑے مودبانہ انداز میں مام کیا۔

”ان دونوں کا میک اپ باری باری چیک کرو“..... مورگی نے کہا اور سامنے موجود تین کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

”لیس میڈم“..... وکٹر نے کہا اور پھر ٹرائل کو دیکھ کر اس نے پہلے اس عورت کے سامنے کیا اور مشین سے منسلک ہیملٹ نما خول اس عورت کے سر اور چہرے پر چڑھا کر گردن تک پہنچا دیا اور پھر اس کے تسمے گردن پر باندھ کر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا تو شفاف شیشے کے بنے ہوئے ہیملٹ میں سرخ رنگ کا دھواں بھرتا چلا گیا۔ چند منٹوں بعد مشین خود بخود بند ہو گئی اور اس نے ساتھ ہی سرخ رنگ کا دھواں تیزی سے غائب ہو گیا۔ جب شیشے کا ہیملٹ پھر پہلے کی طرح شفاف ہو گیا تو وکٹر نے تسمہ کھولا اور ہیملٹ اتار دیا۔ عورت کا چہرہ پہلے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی۔

”یہ تو میک اپ میں نہیں ہے۔ اس مرد کو چیک کرو“..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم“..... وکٹر نے کہا اور پھر اس نے عورت کے ساتھ الٹی لٹری پر موجود مرد کے چہرے پر ہیملٹ چڑھا کر تسمے کسے۔ پھر وہی کارروائی اس مرد کے ساتھ کی گئی جو پہلے عورت کے ساتھ کی گئی تھی۔ مرد کا چہرہ بھی پہلے کی طرح ہی رہا۔

”یہ بھی میک اپ میں نہیں ہے۔ پھر یہ کون لوگ ہیں۔ وکٹر کہہ
تم نے ان کی تلاشی لی ہے“..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم۔ یہ آپ کی سائیڈ میں موجود میز پر ان کی جیبوں
سے نکلنے والا سامان موجود ہے“..... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے
کہا تو مورگی نے مڑ کر دیکھا۔ یہ سامان کاغذات پر مبنی تھا۔ اگر
میں کوئی اسلحہ وغیرہ نہ تھا۔

”رابرٹ سے واقعی غلطی ہوئی ہے۔ بہر حال ان کے ہوش میں
آنے کے بعد ان کی اصلیت معلوم ہوگی“..... مورگی نے کہا۔

”لیس میڈم۔ اب کیا حکم ہے“..... وکٹر نے کہا۔
”کمارک تمہیں اس گیس کا امیٹی دے گیا ہو گا جس گیس سے
انہیں بے ہوش کیا گیا ہے“..... مورگی نے پوچھا۔

”لیس میڈم۔ وہ میری جیب میں ہے“..... وکٹر نے جیب سے
ایک لمبی گردن والی بوتل نکالتے ہوئے کہا۔

”پہلے چیک کرو کہ راؤز درست طور پر ان کے جسموں کے گرد
موجود ہیں یا نہیں۔ پھر ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ“..... مورگی
نے کہا۔

”لیس میڈم“..... وکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر
اس نے باقاعدہ ہاتھ لگا کر راؤز کی چیکنگ کی۔

”راؤز درست ہیں میڈم۔ یہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر
سکتے“..... وکٹر نے کہا۔

”اوکے۔ ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ اب“..... مورگی نے
ٹھیل سانس لیتے ہوئے کہا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
ہیب سے لمبی گردن والی بوتل نکالی اور پھر اس کا ڈھکن ہٹا کر اس
لے بوتل کا دہانہ پہلے مرد کی ناک سے لگایا اور پھر چند لمحوں بعد اس
سے ہٹا کر عورت کی ناک سے لگا دیا اور چند لمحوں بعد اس نے
ٹھیل بنائی۔ اس کا ڈھکن لگایا اور بوتل جیب میں ڈال کر پیچھے ہٹ
کر لڑکیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھ جاؤ۔ شاید لمبی بات ہو ان سے“..... مورگی نے کہا۔
”تھینکس میڈم“..... وکٹر نے کہا اور کونے والی خالی کرسی پر
مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا جبکہ مورگی کی نظریں ان دونوں پر جمی
ہوئی تھیں جو ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔

پر لیں کر دیئے۔

”لیس فادر“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
لبجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”ڈرائیور سے کہو گاڑی تیار کر کے لے آئے۔ میں نے سپیشل میننگ میں جانا ہے“..... فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دسٹک ہوئی۔

”اوکے“..... فادر جوزف نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا۔
”کار تیار ہے فادر“..... ڈرائیور نے تقریباً رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... فادر جوزف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی رہائش گاہ کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا جہاں سائیڈ پورچ میں سفید رنگ کی ایک خوبصورت کار موجود تھی جو جدید ماڈل کی تھی۔
ڈرائیور نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا تو ہلکی سی موسیقی بجنے لگی۔ فادر جوزف عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو ڈرائیور نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور چند لمحوں بعد کار بیک رفتار سے کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل رائیونگ کے بعد کار ایک تین منزلہ عمارت کے کمپائونڈ گیٹ میں رکنی۔ عمارت پر ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا جس پر انٹرنیشنل ہسپتال اینڈ ایکسپورٹرز کمپنی درج تھا۔ عمارت کی ایک سائیڈ پر کافی

فادر جوزف اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھے ایک اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بجی تو فادر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سپیشل میننگ کے شرکاء پہنچ گئے ہیں فادر۔ اب آپ کا انتظار ہے“..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔
”سب سپیشل ڈائریکٹرز آ گئے ہیں۔ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا“ فادر جوزف نے کہا۔

”لیس فادر۔ چاروں سپیشل ڈائریکٹرز تشریف لے آئے ہیں“ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں“..... فادر جوزف نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر یکے بعد دیگرے تین

بڑا پورچ تھا جس میں رنگ رنگی کاریں موجود تھیں جبکہ فادر جوزف کی کار پورچ کی طرف مڑنے کی بجائے اس کی مخالف سمت کی طرف بڑھ گئی اور پھر عمارت کی سائیڈ سے گھوم کر عقبی طرف پہنچ گئی جہاں عمارت کے تقریباً درمیان میں ایک دروازہ موجود تھا جس کے پاس دو مشین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکے انداز میں موجود تھے۔ کار رکتے ہی ڈرائیور نے نیچے اتر کر عقبی دروازہ کھولا تو فادر جوزف باہر آ گئے تو مسلح افراد نے رکوع کے بل جبکہ کر انہیں سلام کیا اور فادر جوزف سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ انہوں نے دروازے پر بنے ہوئے ایک مخصوص نشان پر اپنا ہاتھ رکھا تو دروازہ بغیر کسی آواز کے اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ فادر جوزف اندر داخل ہوئے تو اس بڑے ہال نما کمرے کے درمیان میں ایک مستطیل شکل کی میز کے گرد موجود چار بوڑھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان چاروں نے سرخ رنگ کے مخصوص انداز کے گاؤن پہنے ہوئے تھے۔ وہ چاروں سر سے گنجے تھے۔ یہ ریڈ اسکائی کے سپیشل ڈائریکٹرز تھے۔ ان کی سپیشل میننگ اس عمارت میں ہر ماہ کی تین تاریخ کو ہوا کرتی تھی۔ آج بھی تین تاریخ تھی اس لئے یہ چاروں یہاں اکٹھے تھے۔ اپنی ماہانہ میننگ میں یہ مسلم شارز کلرز کی کارکردگی کا تفصیل سے جائزہ لیا کرتے

تھے اور آئندہ ماہ کے لئے کلرز کے لئے ٹارگٹ طے کیا کرتے تھے۔ فادر جوزف آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے جبکہ باقی چاروں دوبارہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

”نمبر ون آپ اپنی رپورٹ پیش کریں کہ اس ماہ شارز کلرز کی کارکردگی کیسی رہی“..... فادر جوزف نے کہا تو ایک بوڑھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھ کر بات کریں نمبر ون“..... فادر جوزف نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو بوڑھا فادر جوزف کا شکریہ ادا کر کے دوبارہ بیٹھ گیا۔

”گزشتہ ماہ شارز کلرز کو چار ٹارگٹس دیئے گئے تھے۔ ان چاروں میں سے دو سیاستدان، ایک سائنس دان جبکہ ایک ہاکی کا سپر شار تھا۔ دو سیاستدانوں میں سے ایک ساریا کا فشر اور دوسرا تاریکی کا ڈیفنس فشر تھا تیسرا مسلم ملک گاریا کا سائنس دان جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ اس سال نوبل پرائز لے گا اور چوتھا کروشیا کا ہاکی کا سپر شار تھا جس کی وجہ سے کروشیا کی ہاکی ٹیم اولمپک جیتنے کے لئے ہاٹ فیورٹ سمجھی جا رہی تھی۔ ان میں سے سوائے ہاکی کے کھلاڑی کے باقی تینوں ٹارگٹ کامیابی سے ہمکنار ہوئے لیکن کھلاڑی جس کا نام باقر ہے وہ ہلاک نہیں ہوا بلکہ زخمی دا ہے“..... بوڑھے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جہاں کامیابی ہوئی وہاں کی حکومتوں نے کیا ردعمل ظاہر کیا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

بہت جلد ختم ہو جائے گا“..... فادر جوزف نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے فادر لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمران کا خاتمہ جس قدر جلد ہو سکے ہو جانا چاہے تاکہ پوری یہودی دنیا اس کی موت کا جشن منا سکے“..... سب نے ایک ساتھ کہا تو فادر جوزف بے اختیار ہنس پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے تین اور نارکنس فائل کے اور مینگ ختم ہو گئی۔

”اب مینگ ختم کی جاتی ہے۔ آئندہ ماہ کی تین تاریخ کو جب ہم پھر اکٹھے ہوں گے تو مجھے یقین ہے کہ ہمارے چاروں نارکنس کو رہا ہو چکے ہوں گے“..... فادر جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے اٹھتے ہی باقی چاروں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر فادر جوزف مڑے اور کمرے سے نکل کر ایک بار پھر مختلف راہداریوں سے گزر لڑھکی دروازے سے باہر آ گئے۔ وہاں ان کی کار موجود تھی۔ ڈرائیور نے جلدی سے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور فادر جوزف کے اندر بیٹھنے پر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

”عمران کی بڑی شہرت ہے۔ سب نہ صرف اسے جانتے ہیں بلکہ اس سے خوفزدہ بھی ہیں۔ مجھے فریڈ سے بات کرنا ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اطمینان سے بیٹھے رہیں اور وہ ہمارے سروں پر پہنچ جائے“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”وہاں بھاری دولت دے کر انہیں خاموش کرا دیا گیا ہے۔ اب صرف رکی کارروائیاں ہوں گی اور باقی کھلاڑی کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ جیسے ہی اس کے بارے میں معلومات ملیں اس کا بھی خاتمہ یقینی طور پر کر دیا جائے گا“..... نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہوا کہ ہم کامیاب رہے ہیں“..... فادر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیس فادر“..... اس بار نہ صرف اس بوڑھے نمبر ون بلکہ باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ رپورٹ منظور کی جاتی ہے۔ اب آئندہ ماہ کے ٹارگٹ پیش کئے جائیں تاکہ انہیں فائل کیا جا سکے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سر۔ میرے تحت برعظم ایشیا ہے اور میری تجویز ہے کہ ایشیائی ملک پاکستان کے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ شخص انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش کے بارے میں معلوم کر لیتا ہے۔ اس کی باقاعدہ اور مسلسل نگرانی کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں کوئی بڑا نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے“..... ایک اور بوڑھے نے کہا۔

”یہ محض پروپیگنڈہ ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور ویسے بھی وہ

”سر۔ میرے لئے کوئی حکم ہے“..... ڈرائیور نے کہا۔
 ”اوہ نہیں۔ تم ڈرائیونگ پر توجہ دو“..... قادر جوزف نے سخت
 لہجے میں کہا اور پھر اس نے بڑبڑاتا بند کر دیا۔

جولیا کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک چھوٹا سا نقطہ نمودار ہوا
 لیکن پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور
 جاگا اس کے ذہن میں بے ہوئی سے پہلے کے واقعات کسی فلمی
 مناظر کی طرح ایک لمحے میں گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ
 ہانگری کے اس سرحدی شہر رو جانہ سے ایک مسافر بردار فیری کے
 ذریعے باگاریا کے دارالحکومت صاقیہ جانے کے لئے سوار ہوئے
 تھے۔ چونکہ عمران نے پہلے ہی گروپ بنا دیئے تھے اور جولیا اور تنویر
 کا گروپ بنایا گیا تھا اس لئے تنویر اس کے ساتھ تھا جبکہ صفدر اور
 صالحہ کا گروپ اور عمران اور کیپٹن کھیل کا گروپ علیحدہ تھا۔ یہ سب
 ہی ایک ہی فیری سے صاقیہ جا رہے تھے۔

صاقیہ کے گھاٹ پر پہنچ کر جب وہ نیچے اترے تو سب
 مسافروں کو ایک چیک پوسٹ پر لے جایا گیا اس لئے جولیا اور تنویر

بھی چیک پوسٹ پر پہنچے اور پھر انہیں پینٹل چینگ کے لئے زیرِ روم لے جایا گیا۔ وہاں خصوصی کیمرے اور میک اپ واشر موجود تھے لیکن جیسے ہی وہ دونوں زیرِ روم میں داخل ہوئے ان دونوں کی ناک پر پٹانے سے چھوئے اور ٹانوس سی یو جیسے ان کی ناک میں جبراً گھسی چلی گئی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ان کے ذہنوں پر تاریکی پھیلنے لگی اور اس کے بعد اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن کو یہ محسوس کر کے جھٹکا سا لگا کہ وہ راڈز میں جکڑی ہوئی ہے اور اس جھٹکے نے بھی اس کے شعور کو مزید بیدار کر دیا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر اسے تنویر بیٹھا نظر آ گیا۔ وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں ٹارچنگ کے آلات موجود تھے اور میک اپ واشر بھی۔ سامنے کرسیوں پر دو افراد موجود تھے۔ ایک نوجوان عورت تھی جبکہ دوسرا لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان تھا۔ ہال نما کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جس کے ساتھ اندرونی طرف دیوار سے پشت لگائے ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے مشین گن کا نہرے سے لٹکائی ہوئی تھی۔ جولیا اور تنویر دونوں کو راڈز میں جکڑا گیا تھا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے ڈیسی۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں“..... اسی لمحے تنویر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو اس کا لہجہ اور

اپنا نام ڈیسی سن کر جولیا کو تنویر کے ذہنی اور اعصابی کنٹرول اور ذہانت پر خاصی خوشی ہوئی تھی ورنہ تنویر سے کم از کم جولیا یہ توقع نہ رہتی تھی کہ وہ اس طرح ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر بولنے کے باوجود سب باتوں کا خیال رکھے گا۔

”میں خود حیران ہو رہی ہوں میتھاس۔ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کیا باگاریا میں سیاحوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے۔“ جولیا نے بھی خاصے سخت اور خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں اصل سیاح نہیں ہو۔ تم دونوں کا تعلق پاکیشیا بیٹ سرورس سے ہے اور تم عمران کے ساتھی ہو اور یہ بھی بتا دوں۔ تم اب تک اس لئے زندہ ہو ورنہ تمہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی کولیاں مار دی جاتیں“..... سامنے بیٹھی ہوئی عورت نے بڑے اہتمام لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا۔ وہ کہاں ہے۔ ہمارا پاکیشیا سے کیا تعلق اور یہ تم کیا نام لے رہی ہو۔ بڑا عجیب سا نام ہے۔ ہمارا تعلق تو فان لینڈ سے ہے۔ ہمارے پاس مکمل کاغذات ہیں اور تم ہو کون۔ تم اپنا تعارف دو۔“..... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مورگی ہے۔ بس اتنا ہی تعارف کافی ہے کیونکہ تمہارا لہجہ عمران میرا نام بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ تم دونوں نے ہوش میں آنے کے بعد لاشعوری طور پر فرضی نام لئے ہیں لیکن تمہارا

بولے تو پھر دوسرا ہاتھ باہر نکال کر اس کی انگلیوں کے ناخن کھینچو اگر پھر بھی نہ بولے تو ناک کاٹ دینا۔ پھر کان اور آخر میں گردن۔“۔
مورگی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”تم عورت ہو یا کوئی قصائی ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم انسانوں سے جانوروں جیسا سلوک کر رہی ہو“..... جولیا نے چیخنے ہوئے کہا۔

”یہ پاگل ہے۔ مکمل پاگل“..... لیکھت تصویر نے چیخنے ہوئے کہا۔

”مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ مورگی کو۔ تمہاری یہ جرأت۔“۔
مورگی نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے مشین پستل نکالا اور اس کا رخ تصویر کی طرف کر دیا۔

”رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں“..... جولیا نے لیکھت چیخنے ہوئے کہا تو مورگی نے ایک جھٹکے سے مشین پستل والا ہاتھ جولیا کی طرف موڑ دیا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ ہم کہیں بھاگ تو نہیں سکتے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی ہوں“..... جولیا نے ایسے اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے مورگی اس کی گہری دوست ہو۔

”تم۔ تم نے یہ بات کر کے اپنے ساتھی کو فوری موت سے بچا لیا ہے“..... مورگی نے لیکھت لہجے لہجے سانس لیتے ہوئے کہا اور

رد عمل فطری نہ تھا۔ تم دونوں عام سیاح ہوتے تو ہوش میں آتے چہنچہ چلاتے اور رونا شروع کر دیتے اس لئے اب سب کچھ سچ دو تمہارے ساتھ رعایت کی جاسکتی ہے ورنہ اس کمرے میں موج خوفناک ٹارچنگ آلات تمہارے جسموں کی کھال تک ادھیڑ دے گئے“..... مورگی نے تیز اور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”ہم اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ہم رویہ ان پڑھوں جیسا کیوں ہوگا اور سنو۔ تم جو کوئی بھی غلطی ہو۔ ہم وہ نہیں ہیں جو تم ہمیں سمجھ رہی ہو۔ ہمیں اپنے سفار خانے سے رابطہ کرنے دو پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے جائے گا“..... جولیا نے بھی تیز لہجے میں کہا۔
”وکڑ“..... مورگی نے لیکھت غصے سے بھرے ہوئے لہجے

کہا۔
”لیس میڈم“..... کونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے اُ جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
”اس لڑکی کے ناخنوں کو پلاس سے کھینچ لو۔ یہ بہت بول ہے“..... مورگی نے چیخنے ہوئے کہا۔

”لیس میڈم۔ لیکن اس کے لئے اس کے راڈز ہٹانے ہ گئے“..... وکڑ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ پورے راڈز مت کھولو۔ صرف اس کا ایک ہاتھ نکالو اور اس کی انگلیوں کے تمام ناخن کھینچ لو۔ پھر بھی اگر یہ

مشین پمپل واپس جیب میں رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے وکٹر رسی کا ہنڈل اٹھائے جولیا کے قریب پہنچ گیا تھا۔

”اب یہ خود سب کچھ بتا رہی ہے۔ اب اس کے ناخن کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے“..... مورگی نے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایس میڈم“..... وکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاید رسی کا ہنڈل واپس رکھنے کے لئے وہ کمرے کے کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”تم مورگی ہو اور تمہارا تعلق ریڈ اسکاٹی سے ہے“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ میں اور فریڈ سپر ایجنٹس ہیں۔ تم بتاؤ کہ تمہارا اصل نام کیا ہے اور تمہارا عمران سے کیا تعلق ہے“..... مورگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے شاید دلی طور پر اطمینان محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب عمران تک لازماً پہنچ جائے گی اور پھر ان سب کو ہلاک کرنے کا کارنامہ بھی اس کے نام ہی لکھا جائے گا جبکہ دوسری طرف جولیا ایک اور فیصلہ کر چکی تھی۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کے جسم کے گرد موجود راڈز گوستے کھلے تو نہیں ہیں کہ وہ آسانی سے ان سے باہر نکل آئے لیکن ایک تو وہ عورت تھی اس لئے اپنے جسمانی خطوط کی وجہ سے وہ تنویر کی نسبت کسی نہ کسی طرح باہر آ سکتی تھی لیکن اس کے لئے ضروری تھا کہ پہلے اس کے دونوں بازو ان راڈز سے باہر آ جائیں تاکہ وہ دونوں بازوؤں کو کرسی کے بازوؤں پر رکھ

کر جھکے سے اپنے جسم کو باہر نکال سکے اور رسی سے باندھنے کا آئیڈیا دے کر مورگی نے اس کو لاشعوری طور پر بتا دیا تھا اس کے دونوں بازو بغیر راڈز ہٹائے بھی باہر نکالے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے مورگی کو اہم باتوں میں اس لئے مصروف کیا تھا کہ اس کی ادوری توجہ اس کے ہاتھوں پر نہ رہے اور ایسا ہی ہوا۔ جولیا اس سے باتیں کرتی رہی اور آہستگی سے اس نے پہلے ایک بازو باہر کھینچ لیا اور پھر دوسرا۔

”تم بات کو طوالت کیوں دے رہی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھ نہیں معلوم کہ تم کیا سوچ رہی ہو اور کیا کر رہی ہو“..... مورگی کا لبو ایک بار پھر بدلنے لگا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم ہمیں راڈز میں جکڑ کر بھی ہم سے اس قدر خوفزدہ ہو۔ اگر ہم لڑے ہٹا دیں تو پھر تمہارا کیا حال ہو گا سپر ایجنٹ صاحبہ“..... جولیا نے اس بار طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تم۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مورگی سے اس انداز کی بات اس لہجے میں کرو گی۔“..... ٹائمنس“..... مورگی نے ایک بار پھر چیخنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جب سے ایک بار پھر مشین اعلیٰ نکالا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن دوسرے لمحے اپنی بوٹی اچھل کر پشت پر موجود کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت چھ فرش پر ایک دھماکے سے جا گری اور اسے اس حالت تک نہانے کا کارنامہ جولیا نے دکھایا تھا۔ مورگی نے جتنی دیر میں جیب

لوش کر رہا تھا جبکہ اسے گولی مارتے ہی جولیا تیزی سے گھومی اور اس کا دوسرا نشانہ دروازے کے قریب کھڑا وہ مسلح آدمی تھا جواب کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن کو تیزی سے اتار رہا تھا اور اس نے ساتھ ہی جولیا ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے گھومی تاکہ اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی مورگی پر بھی فائر کھول سکے لیکن مورگی نے اسے اس کی مہلت نہ دی۔ ابھی جولیا اس کی طرف پوری طرح گھومی ہی نہ تھی کہ مورگی کی لات پوری قوت سے اس ہاتھ پر پڑی جس ہاتھ میں جولیا نے مشین پسل پکڑا ہوا تھا۔ مورگی نے اٹھتے دئے بڑے ماہرانہ انداز میں لات چلائی تھی جو جولیا کے ہاتھ پر لگی تھی۔ جولیا اپنے جسم کو ضرب سے بچانے کے لئے سائیڈ پر ہٹتی ہی تھی کہ مورگی حیرت انگیز طور پر اپنی جگہ سے گھومی اور اس پر جولیا اس کی دوسری لات کی ضرب سے نہ بچ سکی اور جولیا اچھل کر پہلو کے بل سائیڈ پر فرش پر جا گری۔

جولیا کے نیچے گرے ہی مورگی نے ایک بار پھر بڑے ماہرانہ انداز میں اور دونوں پیر جوڑ کر اس پر چھلانگ لگائی تاکہ وہ دونوں پر جولیا کے دونوں پہلوؤں پر پوری قوت سے مار سکے اور جولیا اس دھماکا کی ضرب کی وجہ سے کسی حد تک مفلوج ہو کر رہ جائے لیکن مایہ مورگی کو یہ معلوم نہ تھا کہ جولیا مارشل آرٹ میں اس قدر ماہر ہے کہ بعض اوقات عمران بھی اس کی تیزی، پھرتی اور غیر معمولی انداز میں داؤ لگانے پر اسے خراج تحسین ادا کرنے پر مجبور ہو جاتا

سے مشین پسل نکالا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی اتنی دیر میں جولیا نے بازوؤں پر پوری طرح دباؤ ڈال کر اپنے جسم کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا تو اس کا جسم قدرے کھلے کڑوں میں سے کھٹکتا ہوا اوپر کو اٹھتا چلا گیا جبکہ جولیا کا سر اور اوپر والا جسم نیچے کی طرف جھکتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی اس کی ٹانگیں کڑوں سے باہر آئیں اس کا جسم تیز رفتار پرندے کی طرح فضا میں اڑتا ہوا اٹھ کر کھڑی ہوتی ہوئی مورگی سے پوری قوت سے ٹکرایا اور مورگی اس طرح زور دار جھٹکے کی وجہ سے چیختی ہوئی پہلے عقب میں موجود کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت نیچے جا گری جبکہ جولیا اس کے سر پر سے ہوتی ہوئی اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔ اسی لمحے وکٹوری کا ہنڈل الماری میں رکھ کر مڑا ہی تھا جبکہ دروازے کے پاس موجود مسلح آدمی شاید حیرت سے بت بنا اپنی جگہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا تھا۔ اچانک دھچکا لگنے سے مورگی کے ہاتھ سے مشین پسل نکل کر سائیڈ پر جا گرا تھا اس لئے جولیا کے پیر جیسے ہی قلابازی کھا کر زمین پر پڑے اس نے پلک جھپکنے میں چھلانگ لگائی اور سائیڈ پر پڑے ہوئے مشین پسل پر جھپٹ پڑی۔ دوسرے لمحے جب وہ سیدھی ہوئی تو مشین پسل اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور پھر فائرنگ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونگ اٹھا۔ یہ فائرنگ جولیا نے کی تھی اور اس کا نشانہ الماری سے مڑ کر واپس آنے والا وکٹر بنا تھا جو شاید جیب سے مشین پسل نکالنے کو

ہے۔ اس بار بھی وہی ہوا۔ جیسے ہی مورگی اچھل جولیا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہٹ گئی اور پھر جیسے ہی مورگی کے دونوں ہین زمین سے ٹکرائے جولیا کی دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے گھومیں اور مورگی چیختی ہوئی اچھل کر خوفناک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری تو جولیا بجلی کی سی تیزی سے ابھی اور اس پر چھٹی لیکن دوسرے لمحے جولیا بھی پہلو کے بل فرش سے جا ٹکرائی کیونکہ مورگی نے بھی جولیا کا کھیل ہوا داؤ کھیل دیا تھا لیکن اس بار مورگی تیز کر کے اٹھ کر کھڑی نہ ہو سکی۔ البتہ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ جولیا مڑ کر تیزی سے ابھی لیکن اسی لمحے کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھا لو ورنہ..... انہوں نے مشین گنوں کا رزق جولیا کی طرف کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا دیئے کیونکہ ایک تو وہ خالی ہاتھ تھی دوسرا اس کے اور ان دونوں آنے والوں کے درمیان فاصلہ کافی تھا۔ پھر ان کی تعداد دو تھی اس لئے وہ کسی طرح بھی ان کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں سے بچ نہ سکتی تھی۔

”میڈم۔ بے ہوش پڑی ہیں اور کرسی کے راڈز بھی بند ہیں۔ یہ سب کیا ہے..... ایک آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو گولی مار دی جائے۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں..... دوسرے آدمی نے کہا۔

”نہیں۔ پہلے اسے دوسری کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑو۔ پھر میڈم کو ہوش میں لے آئیں گے۔ اس کے بعد تمام فیصلے میڈم کریں گی..... پہلے نے کہا اور پھر دونوں نے جولیا کو تنویر کی دوسری طرف موجود راڈز والی کرسی کی طرف چلنے کے لئے کہا۔ اس کرسی کے راڈز ابھی بند تھے۔ جولیا دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر اس کرسی کی طرف مڑ گئی اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی کیونکہ اس وقت وہ جس پوزیشن میں تھی اس پوزیشن میں اگر وہ بچ بھی جاتی تو تنویر کو بچانا ناممکن ہو جاتا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے تنویر کی جان کو رسک میں نہ ڈال سکتی تھی لیکن اسے یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ مورگی نے ہوش میں آتے ہی اسے اور تنویر دونوں کو گولیاں مار دی ہیں کیونکہ وہ طبیعت کے لحاظ سے خاصی اشتعال پسند نظر آتی تھی۔ جولیا کے ذہن میں مختلف خیالات کی کچھڑی سی پک رہی تھی اور پھر اسی وقت اس کے ذہن میں ایک خیال نے جڑ پکڑ لی اور اس خیال کے آتے ہی اسے بچ نکلنے کا راستہ نظر آ گیا۔ اسے کونے والی کرسی پر بیٹھا کر راڈز میں جکڑ دیا گیا تھا۔

”یہ بند راڈز سے باہر آ گئی ہو گی رینڈ..... ایک آدمی نے تنویر کے پاس سے پھر مار کر راڈز کو مٹا دیا کرتے ہوئے جولیا کے سامنے کھڑے دوسرے آدمی سے کہا۔

”یہ عورت ہے اور راڈز اس کے جسم سے خاصے کھلے نظر آ رہے ہیں“..... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تو پھر میں ان راڈز کو مزید تنگ کر دیتا ہوں ورنہ یہ پھر نکل جائے گی“..... پہلے آدمی نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا کرنا ضروری ہے ہنری“..... ریمنڈ نے جواب دیا تو ہنری نے اپنی بات پر عمل کیا تو جولیا کے جسم کے گرد راڈز اتنے تنگ ہو گئے کہ جولیا اب کسی صورت بھی پہلے کی طرح راڈز سے نکل نہ سکتی تھی لیکن اسے اب اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ ریمنڈ اور ہنری نے اسے اس انداز میں کرسی پر بٹھایا تھا اور اسے معلوم تھا کہ وہ ٹانگ موڑ کر آسانی سے کڑوں کو ہٹا سکتی ہے جبکہ تنویر درمیان والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور پہلے وہ بھی تنویر کی دوسری سائیڈ پر درمیان والی کرسی پر راڈز میں جکڑی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد ریمنڈ اور ہنری اسے راڈز میں اچھی طرح جکڑ کر تیزی سے مڑے اور فرش پر پڑی ہوئی مورگی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے لیکن مورگی کو کوئی ایسی چوٹ آئی تھی کہ وہ ہوش میں نہ آ رہی تھی۔
 ”میڈم کو فوری میڈیکل ایڈ چاہئے ریمنڈ۔ انہیں ہسپتال لے جانا ہو گا۔ چلو اٹھاؤ انہیں۔ دیر ہونے سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔“
 ہنری نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم انہیں لے کر ہسپتال پہنچو۔ میں چیف کو اطلاع دیتا ہوں“..... ریمنڈ نے کہا اور پھر ہنری نے فرش

پر بے ہوش پڑی ہوئی مورگی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تو جولیا نے فوراً لات موڑی اور چند لمحوں بعد ہی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جولیا کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔

”ادھ جلدی کرو۔ ہمیں انہیں پکڑنا ہو گا“..... تنویر نے کہا تو جولیا تیزی سے اٹھ کر کرسیوں کے عقب میں گئی اور چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی تنویر کے جسم کے گرد موجود راڈز بھی غائب ہو گئے اور تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر ان دونوں نے بھی وہاں موجود مورگی کا مشین پھسل اور وکٹر کی جیب میں موجود مشین پھسل نکالا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ گودروازے کے قریب موجود آدمی کے پاس مشین گن موجود تھی لیکن وہ ان کے لئے بے کار تھی کیونکہ وہ اسے ساتھ لے کر اس عمارت سے باہر نہ جاسکتے تھے جبکہ مشین پھسل وہ جیبوں میں ڈال کر لے جاسکتے تھے۔

”ہم نے مورگی کو بے ہوشی کے عالم میں لے جانا ہے۔“ جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے اور ایک راہداری سے ہوتے ہوئے جب برآمدے میں پہنچے تو سامنے وسیع اور کشادہ فرنٹ کے بعد پھاٹک تھا جسے ریمنڈ اس انداز میں بند کر رہا تھا جیسے کسی گاڑی کے باہر جانے کے بعد پھاٹک بند کیا جاتا ہے۔ جولیا اور تنویر دونوں برآمدے کے ستونوں

فریڈ ریڈ اسکاٹی کے باگاریا ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اُٹھی تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیس“..... فریڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
 ”مورگی کیشن کا کلارک بات کرنا چاہتا ہے باس“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 ”کراؤ بات“..... فریڈ نے کہا۔

”ہیس باس۔ ہولڈ کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو باس۔ میں کلارک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”ہیس۔ کوئی خاص بات کہ مورگی کی بجائے تم نے مجھے کال کیا ہے“..... فریڈ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کے پیچھے ہو گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ ریمنڈ اب واپس کسی کمرے میں ہی آنے گا اور مورگی کے ساتھی فریڈ کو فون کرے گا۔
 مورگی کو ہنری کسی ہسپتال لے گیا تھا۔ انہیں مورگی کے اس طرح ہاتھ سے نکل جانے کا دلی افسوس ہو رہا تھا لیکن حالات ایسے تھے کہ وہ اس وقت کچھ نہ کر سکتے تھے۔

”اے ختم کرو اور یہاں سے نکل چلو۔ وہاں ہماری رہائش گاہ پر ہمارے ساتھی ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے“..... جولیا نے کہا۔
 ”اس سے فریڈ کا پتہ معلوم کرنے کے بعد وہاں ریڈ کریں گے پھر واپس جائیں گے“..... تنویر نے جواب دیا۔
 ”نہیں۔ وقت زیادہ لگ جائے گا“..... جولیا نے کہا تو تنویر ہونٹ بھیج کر رہ گیا۔

”میں آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ایک مشکوک یورپی جوڑے کو میڈم مورگی کے حکم پر بے ہوش کر کے سیکشن ہیڈ کوارٹر پہنچایا گیا ہے“..... دوسری طرف سے کلارک نے کہا تو فریڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”مشکوک جوڑے کو۔ کب۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... فریڈ نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو کلارک نے مورگی کی طرف سے ملنے والی ہدایات سے لے کر ایک مرد اور ایک عورت کو زیرو روم میں بے ہوش کر کے سیکشن ہیڈ کوارٹر انچارج وکٹر کے حوالے کرنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

”یہ کتنی دیر پہلے کی بات ہے“..... فریڈ نے پوچھا۔

”تقریباً دو گھنٹے ہو گئے ہوں گے“..... کلارک نے کہا۔

”اوہ۔ اب تک تو مورگی ان سے تمام معلومات حاصل کر کے مجھے اطلاع دے چکی ہوتی۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ اب میں خود ہی مورگی سے معلوم کر لوں گا“..... فریڈ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”مورگی سے بات کراؤ“..... فریڈ نے کہا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے رسیور

رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ مورگی بہت منظم انداز میں کام کرتی ہے اور خاصی تیز رفتاری سے بھی کام کرتی ہے اس لئے اگر اس نے اس جوڑے کو مشکوک قرار دے کر سیکشن ہیڈ کوارٹر میں منگوایا ہے تو لازماً یہ جوڑا عمران کے ساتھیوں میں سے ہو گا اور اب تک مورگی ان سے تمام معلومات حاصل کر چکی ہو گی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے فریڈ نے کہا۔

”باس۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر سے فون انڈ نہیں کیا جا رہا۔ وہاں گھنٹی جا رہی لیکن کوئی انڈ نہیں کر رہا“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”وہاں آفس میں وکٹر موجود ہوتا ہے۔ وہ کیوں کال انڈ نہیں

کر رہا“..... فریڈ نے کہا۔

”معلوم نہیں باس۔ اب کیا حکم ہے“..... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

”ریمینڈ سے رابطہ کرو۔ جلدی سے“..... فریڈ نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے کسی شدید خطرے کا احساس ہو گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد خنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ریمینڈ لائن پر ہے۔ بات کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

”ہیلو۔ ریمنڈ بول رہا ہوں باس“..... چند لمحوں بعد ریمنڈ کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ریمنڈ تم ہنری کو ساتھ لے کر سیکشن ہیڈ کوارٹر میں خفیہ راستے کے ذریعے جاؤ اور دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں ایک مشکوک جوڑے کو لے جایا گیا ہے لیکن اب وہاں فون انڈ نہیں کیا جا رہا۔ تم نے مجھے تفصیلی رپورٹ دینی ہے“..... فریڈ نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں ہنری کو لے کر ابھی جاتا ہوں“..... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فوراََ جاؤ اور پھر مجھے رپورٹ بھی فوراً ملنی چاہئے“..... فریڈ نے کہا۔

”لیس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب ظاہر ہے اسے ریمنڈ کی کال کا انتظار تھا۔ اس نے خفیہ راستے سے جانے کی بات اس لئے کی تھی کہ اس کے ذہن میں اس مشکوک جوڑے کے وہاں جانے اور پھر وکٹر کے فون انڈ نہ کرنے کی وجہ سے خدشات ابھر رہے تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نہ بجنی تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیس“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”سپیشل ہسپتال سے ہنری کی کال ہے باس“..... فون سیکرٹری نے کہا تو فریڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہسپتال سے کال۔ کراؤ بات“..... فریڈ نے قدرے چیخے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ میں ہنری بول رہا ہوں۔ سپیشل ہسپتال سے باس“۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ“..... فریڈ نے پہلے سے زیادہ اونچے لہجے میں چیخے ہوئے کہا۔

”باس۔ ریمنڈ نے آپ کو کال تو کر دی ہوگی۔ میں نے اس لئے کال کی ہے کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ میڈم مورگی ہوش میں آ گئی ہیں لیکن ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ کئی گھنٹوں بعد انہیں ہسپتال سے چھٹی ملے گی“..... ہنری نے کہا تو فریڈ اچھل پڑا۔

”مورگی اور ہسپتال میں اور پھر ہوش میں آنا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا تھا مورگی کو۔ اور سنو۔ ریمنڈ نے تو ابھی تک کال ہی نہیں کی۔ تم بتاؤ کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ“..... فریڈ نے چیخے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر حیرت کے شدید تاثرات ابھر آئے تھے۔

”باس۔ میں ریمنڈ کے ساتھ جب خفیہ راستے سے سیکشن ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تو وکٹر کا آفس بھی خالی پڑا ہوا تھا اور نہ ہی جیکب جیکب پھانک کے پاس موجود تھا۔ البتہ پھانک کھلا ہوا تھا اور پورچ میں میڈم مورگی اور وکٹر دونوں کی کاریں موجود تھیں۔ ہم

نے پوری عمارت کا جائزہ لیا لیکن سب کمرے خالی تھے اور پھر جب ہم تہہ خانے میں پہنچے تو ہمیں اندر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جو مشکوک تھیں۔ ہم نے سائیڈوں سے اندر جھانکا تو انتہائی عجیب منظر نظر آیا۔ ایک کرسی پر ایک یورپی مرد کڑوں میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ ایک اور کرسی کے گرد راڈز تو موجود تھے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ ایک عورت وہاں موجود تھی۔ وکٹر اور جبکب دونوں کی لاشیں بھی نظر آ گئیں اور ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ میڈم مورگی بھی فرش پر بے ہوش پڑی ہیں۔ اس پر میں نے اس عورت اور مرد کو فوری طور پر ہلاک کرنے کی بات کی تو ریمینڈ نے کہا کہ شاید میڈم ان سے معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں دروازے کو دھکیل کر اچانک اندر گئے اور ہم نے اس یورپی عورت کو گھیر لیا۔

پھر ہم نے اسے ایک کرسی پر بٹھا کر راڈز میں اچھی طرح جکڑ دیا اور پھر میڈم مورگی کو ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر لیکن میڈم ہوش میں نہ آئیں تو ہم نے انہیں فوری ہسپتال لے جانے کا فیصلہ کیا اور پھر ہم اپنی ہیڈ کوارٹر کی کار میں ہی انہیں ڈال کر وہاں سے نکل آئے۔ میڈم کو میں لے گیا تھا جبکہ ریمینڈ وہیں رہ گیا تھا تاکہ آپ کو حالات بتا کر آپ سے احکامات حاصل کر سکے۔ میڈم کو باوجود ڈاکٹروں کی شدید کوشش کے ہوش نہ آ رہا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ میڈم کے اچانک فرش پر گرنے سے ان کی ریزہ کی ہڈی پڑ

ایسا پڑا ہے اور ان کا اعصابی سسٹم بند ہو گیا ہے لیکن اب کوششیں کامیاب ہو گئی ہیں اور میڈم ہوش میں آ گئی ہیں جس کے بعد میں نے آپ کو کال کیا ہے“..... ہنری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ریمینڈ نے تو مجھے فون نہیں کیا۔ تم ایسا کرو کہ میڈم کو ہسپتال میں چھوڑ کر فوراً واپس سیکشن ہیڈ کوارٹر جاؤ اور خفیہ راستے سے اندر جا کر صورت حال دیکھ کر مجھے فوری رپورٹ دو“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ مورگی ان کے ہاتھوں مار کھا گئی ہے۔ اگر ریمینڈ اور ہنری کو میں نہ بھجواتا تو وہ لوگ مورگی کو ہلاک کر دیتے۔ ویری بیڈ“..... فریڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریسور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود مین کو پریس کر دیا۔

”نہیں باس“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”پیش ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر ولیم سے میری بات لراؤ“..... فریڈ نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اُٹی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”نہیں“..... فریڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ڈاکٹر ولیم لائن پر ہیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... فریڈ نے کہا۔

”یس سر۔ میں ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں۔ حکم سر“..... دوسرا طرف سے ایک بے حد مودبانہ آواز سنائی دی کیونکہ سیشل ہپتہ قائم ہی ریڈ اسکاٹی کے ایجنٹوں کے لئے کیا گیا تھا اس ۔ انچارج ڈاکٹر ولیم کو معلوم تھا کہ فریڈ کی ریڈ اسکاٹی میں کیا حیثیت ہے۔

”مورگی کی کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر“..... فریڈ نے کہا۔

”میڈم مورگی بے ہوشی کے عالم میں ہسپتال لائی گئی تھیں پہلے تو ان کی بے ہوشی کو عام سمجھتے ہوئے انہیں ہوش میں لاسنے کوششیں کی گئیں لیکن جب باوجود کوششوں کے وہ ہوش میں آئیں تو انہیں چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ریڈہ کی بڈی پر ضرب لگنے کی وجہ سے ان کے اعصابی نظام کی مین رگ دب چکی ہے لئے میڈم بے ہوش ہیں اس لئے انہیں آپریشن روم میں شفٹ پڑا۔ وہاں دو گھنٹوں کی کوششوں کے بعد آخر کار ہم ان کی بے ہوشی ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ پوری طرح ہوش میں لیکن ابھی انہیں آرام کی شدید ضرورت ہے“..... ڈاکٹر ولیم تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”مورگی کا آپریشن کیا گیا ہو گا تو پھر مورگی سپر ایجنٹ تو عام ایجنٹ بھی نہ رہ سکے گی کیونکہ آپریشن کرانے والا آدمی پھر طرح حرکت تو نہیں کر سکتا جیسے اسے کرنا پڑتی ہے اس لئے ا

بھرا ابجینسی سے ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔

”نہیں۔ آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔ ہم نے دوسرے ذرائع سے بلا کیج ختم کی ہے“..... ڈاکٹر ولیم نے جواب دیا۔

”گڈ ڈاکٹر۔ تمہاری کارکردگی واقعی شاندار ہے۔ اب مورگی کو ہری طرح آرام کرنے دو۔ جب تم مطمئن ہو جاؤ تب اسے ہسپتال سے ڈسچارج کرنا“..... فریڈ نے کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فریڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار بھونچ اٹھی اور فریڈ نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہنری کی کال ہے باس۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر سے“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کراؤ بات“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیلو باس۔ میں ہنری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ہنری کی پریشانی سے پر آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ ریمنڈ کہاں ہے“..... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ ریمنڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس یورپی جوڑے کو انہیں راڈز میں جکڑا گیا تھا وہ غائب ہیں۔ ان کی کرسیوں کے راز کھلے ہوئے ہیں۔ ریمنڈ کو بھی ایک کرسی پر بٹھا کر راڈز میں ملا کر دیا گیا ہے اور پھر اس پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے۔ اس

کے بعد اسے گولی مار دی گئی ہے..... ہنری نے تفصیل بتا دی ہوئے کہا۔

”وکٹر کی کار وہاں موجود ہے یا نہیں..... فریڈ نے پوچھا۔
 ”وکٹر کی کار پورچ میں موجود ہے۔ وکٹر اور چوکیدار جینکس دونوں کی لاشیں البتہ ٹارچنگ روم میں پڑی ہیں۔ چھوٹا پھانک کھ ہوا ہے۔ یہ لوگ اسے کھول کر باہر گئے ہیں اور انہوں نے اسے باہر سے بند کر دیا ہے..... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم واپس آ جاؤ اور آ کر مجھے ان کے حلیئے تفصیل سے بتا تاکہ میں انہیں تلاش کرا سکوں..... فریڈ نے کہا۔

”لیس باس۔ میں وکٹر کی کار لے کر واپس آ رہا ہوں۔ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو فریڈ نے اسے کہہ کر کریڈل دیا یا پھر یکے بعد دیگرے کئی مٹن پریس کر دیئے۔
 ”لیس باس۔ جیمز بول رہا ہوں..... رابطہ ہوتے ہی دوسرے طرف سے ایک موبائل آواز سنائی دی۔

”جیمز۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر میں دشمنوں نے حملہ کیا ہے۔ وکٹر اور چوکیدار جینکس کے ساتھ ساتھ ریمنڈ بھی مارا گیا ہے۔ البتہ مورچہ بچ گئی ہے۔ تم وہاں سے لاشیں اٹھوا کر انہیں برقی بجٹی میں ڈال دیا۔
 ”راکھ کر دو اور سیکشن ہیڈ کوارٹر کو بند کر دو۔ جب مورچی ہسپتال سے واپس آئے گی تو پھر اسے کھول لے گی..... فریڈ نے کہا۔

”لیس باس۔ لیکن کیا یہ پاکیشیائی اینجنوں کا کام ہے..... جیمز

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مورچی سے تفصیلی بات ہوگی تو پھر اصل بات سامنے آئے گی..... فریڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

ہونے کے بعد تو کسی طرح کا بھی ٹکڑ نہیں کرنا چاہئے اور پھر اس کا خیال اس وقت درست ثابت ہوا جب کافی دیر کے بعد تنویر اور جولیا وہاں آ گئے۔ انہوں نے جب اپنے بے ہوش کر کے مورگی کے پاس لے جانے اور پھر وہاں ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتائی تو صفدر، صالحہ اور کیپٹن کھیل نے جولیا کی کارکردگی کی بے حد تعریف کی۔

”جولیا نے واقعی کام کیا ہے۔ مورگی خاصی تیز فائٹر ہے لیکن جولیا نے اسے حقیقتاً ناک آؤٹ کر دیا تھا اور اگر وہ دو مسلح افراد اچانک کمرے میں نہ آ جاتے تو ہم یقیناً مورگی کو یہاں لے آنے میں کامیاب ہو جاتے“..... تنویر نے جولیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے فریڈ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا معلوم کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ریمینڈ روڈ پر واقع ریمینڈ کالونی میں سرخ پتھروں سے بنی دوئی عمارت ہے جسے ریڈ ہاؤس کہا جاتا ہے“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ معلوم ہو جانے کے باوجود تم ادھر جانے کی بجائے واپس آ گئے ہو۔ مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے تو جولیا سے کہا تھا لیکن یہ نہیں مانی اور تم نے ہی اسے لیڈر بنا دیا تھا۔ مجھے لیڈر بنایا ہوتا تو میں اس ہیڈ کوارٹر کی

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کوٹھی میں موجود تھا جو اس نے روجانہ سے ہی ایڈوانس بک کرا لی تھی۔ یہاں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ عمران نے روجانہ سے روانگی سے قبل ٹیم کے تین گروپ ۶ دیئے تھے جن میں تنویر اور جولیا کا ایک گروپ، صفدر اور صالحہ کا دوسرا اور عمران اور کیپٹن کھیل کا تیسرا گروپ تھا۔

یہ تینوں گروپ علیحدہ علیحدہ مسافر بردار فیری میں سوار ہو کر صاف پہنچے تھے اور پھر عمران اور کیپٹن کھیل کے ساتھ صفدر اور صالحہ بھی گھاٹ سے اس کوٹھی میں پہنچ گئے اور انہوں نے سفر کے دوران بھی نگرانی کا خیال رکھا تھا لیکن جولیا اور تنویر غائب تھے اور تنویر کو جذباتیت کی وجہ سے صفدر، کیپٹن کھیل اور صالحہ تینوں خاصے متعلقہ تھے لیکن عمران مکمل طور پر مطمئن تھا۔ اس کا یہی کہنا تھا کہ تنویر لاکا جذباتی سہی لیکن بہر حال احمق نہیں ہے اور خصوصاً جولیا کے ساتھ

اینٹ سے اینٹ بجا کر ہی واپس آتا“..... تنویر نے بڑے جوشیہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اگر لیڈر تم ہوتے تو جولیا اس طرح اپنی جان رسک میں نہ ڈالتی۔ بہر حال اب ہم نے ریڈ اسکاٹی کے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں جو مسلسل شارکو ہلاک کر رہا ہے۔ فریڈ اور مورگی دونوں چھوٹے ٹارگٹ ہیں لیکن ہم نے ان کی مدد سے آگے بڑھنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فریڈ اور مورگی کو اس بڑے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل کا علم ہو گا“..... صفدر نے کہا۔

”میں سو فیصد یقین سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے اندازہ ہے کہ اگر یہ مکمل طور پر نہیں جانتے ہوں گے تب بھی کوئی نہ کوئی کلیڈل جائے گا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس ہیڈ کوارٹر پر فوری حملہ کیا جائے تاکہ ان کے سنبھلنے سے پہلے ان تک پہنچا جا سکے ورنہ ہم ان کے شہر میں ہیں اور ان کے ساتھ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ وہ ہمیں بھی ٹریس کر سکتے ہیں“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”لیکن تنویر اور جولیا دونوں کا نیا میک اپ ضروری ہے کیونکہ ان کے موجودہ میک اپ فوراً چپک ہو جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ متبادل کاغذات تو موجود ہیں۔ آؤ ادھر کمرے میں تاکہ تمہارا ٹیکشل میک اپ کیا جا سکے۔ نجانے ابھی اندہ کیسے کیسے معاملات پیش آئیں“..... عمران نے کہا اور اٹھ کر مایڈ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور جولیا بھی اٹھ کر اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد تنویر اور جولیا جب مائیک اپ میں واپس آئے تو سب کے چہروں پر عمران کی مہارت کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ان دونوں کا میک اپ ہر لحاظ سے بے داغ تھا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں وہاں جانے سے پہلے اسلحہ حاصل کر لینا چاہئے“..... صفدر نے کہا۔

”اسلحہ مارکیٹ سے حاصل کر لیں گے۔ یہاں سے تو نکلیں۔“
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”صفدر کا خیال درست ہے۔ ہمیں چپک بھی کیا جا سکتا ہے۔ مارکیٹ میں یقیناً نگرانی کی جا رہی ہو گی“..... عمران نے کہا اور ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

”اتھارٹی پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”رائل کلب کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رائل کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دیا
 ”البرٹ سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں“
 دوست..... عمران نے یورپی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ البرٹ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک
 آواز سنائی دی لیکن لہجہ خاصا سخت تھا۔
 ”مائیکل بول رہا ہوں۔ تارکی کے پاشا نے تمہیں کال کر
 گا“..... عمران نے کہا۔
 ”اوہ۔ اوہ آپ۔ ہاں جناب۔ پاشا نے آپ کے بارے
 فون کیا تھا۔ آپ حکم دیں“..... دوسری طرف سے اس بار
 نرم لہجے میں کہا گیا۔

البرٹ کا انداز ایسے تھا جیسے وہ پاشا کا کوئی زر خرید غلام
 عمران کے چہرے پر مسکراہٹ سی پھیل گئی کیونکہ عمران جانتا
 جس بین الاقوامی اسلحہ ریکٹ سے البرٹ کا تعلق ہے اس کا
 پاشا ہے اور پاشا کا ایک اشارہ البرٹ کو آسمان سے زمین
 سکتا تھا اور پاشا کا ایک مہربان اشارہ اسے زمین سے آسمان
 پہنچا دیتا۔ اسے معلوم تھا کہ یورپ میں کام کرتے ہوئے اس
 جگہ پر جدید اور حساس اسلحے کی ضرورت پڑے گی اس لئے اس
 پاشا سے رابطہ کیا تھا۔ پاشا سے اس کے کافی طویل عرصے
 تعلقات چلے آ رہے تھے۔ پاشا نے اسے یورپ کے تقریب

کھوں کے لئے ٹیس دی تھیں اور ظاہر ہے پاشا نے ہی یہاں کے
 البرٹ کی شپ دی تھی۔

”مجھے کچھ ضروری اسلحہ اس انداز میں چاہئے کہ اس بارے میں
 کسی کو معلومات نہ ہو سکیں۔ خاص طور پر مقامی تنظیم ریڈ اسکاٹی کے
 کارندوں کو، کیونکہ وہ سہولت ہے کہ یہ لوگ اسلحہ مارکیٹ کی نگرانی کر
 رہے ہوں“..... عمران نے کہا۔

”آپ اسلحے کی لسٹ دیں۔ مارکیٹ تک جانے کی ضرورت ہی
 نہیں پڑے گی۔ ہمارے اپنے گوداموں میں ہر قسم کا جدید اور
 اسلحہ وافر مقدار میں موجود ہے“..... البرٹ نے جواب دیتے
 ”اے کہا۔

”اوکے۔ پھر کاغذ قلم اٹھاؤ اور لکھ لو“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ ون منٹ“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیس۔ اب فرمائیے“..... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد البرٹ
 لی آواز سنائی دی تو عمران نے اسے اسلحے کی تفصیل اور تعداد لکھوا
 لی۔

”لیس سر۔ یہ اسلحہ کہاں بھجوانا ہے“..... البرٹ نے کہا تو عمران
 نے اسے اپنی کوٹھی کا نمبر اور کالونی کے بارے میں بتا دیا۔

”لیس سر۔ ایک گھنٹے کے اندر اسلحہ آپ تک پہنچ جائے گا۔“
 البرٹ نے کہا۔

”میری ایک بات غور سے سن لو۔ کسی قسم کی لکچ نہیں ہونی

چاہئے۔ جس آدمی کے ذریعے تم نے اسلحہ بھجوانا ہے اسے ہر
سے قابل اعتماد ہونا چاہئے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
”یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔“ دوم
طرف سے البرٹ نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا

فریڈ نے کارپیشل ہسپتال کی مخصوص پارکنگ میں روکی اور پھر
نیچے اتر کر وہ بجائے ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف جانے کے
سائیڈ پر موجود ایک چھوٹے سے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
اسے معلوم تھا کہ ہسپتال میں مورگی کو کہاں رکھا گیا ہوگا اور اس
کے لئے مخصوص راستے کا بھی اسے علم تھا اس لئے وہ اطمینان سے
چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس کمرے
میں داخل ہوا جس میں بستر پر مورگی لیٹی ہوئی تھی اور کمبل اس کی
گردن تک موجود تھا لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ دروازہ
کھلنے کی آواز سن کر اس نے گردن گھمائی اور پھر فریڈ کو اندر آتے
دیکھ کر وہ بے اختیار جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”مجھے افسوس ہے فریڈ کہ میں ان کے مقابلے میں شکست کھا گئی
ہوں“..... مورگی نے بڑے اداس سے لہجے میں کہا تو فریڈ بے

اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے شکست نہیں کھائی مورگی۔ اصل میں تمہیں ان کی مہارت کا اندازہ نہ تھا ورنہ تم اتنی آسانی سے مار کھانے والوں میں سے نہیں ہو“..... فریڈ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو مورگی کا اداس چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید فریڈ اسے شرمندہ کرے گا۔ اس کی کارکردگی کا مذاق اڑائے گا لیکن فریڈ جانتا تھا کہ مورگی کو اگر اس سٹیج پر سنبھالا نہ گیا تو وہ خودکشی بھی کر سکتی ہے۔

”تھینکس فریڈ، ورنہ میں اندر سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی“۔ مورگی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوا کیا تھا۔ مجھے تفصیل تو بتاؤ۔ تم آسانی سے تو مار نہیں کھا سکتی تھی“..... فریڈ نے کہا۔

”کیا کرو گے تفصیل سن کر۔ مجھے خواہ مخواہ شرمندگی ہو گی“۔ مورگی نے کہا۔

”کیسی شرمندگی مورگی۔ یہ سب کچھ تو ہمارے پیشے میں ہوتا رہتا ہے۔ کبھی ڈاؤن، کبھی اپ۔ البتہ ہمیشہ ڈاؤن کو سامنے رکھ کر اپ کی طرف بڑھنا چاہئے“..... فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو پھر سنو“..... مورگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بتایا کہ رابرٹ نے اسے ایک یورپی جوڑے کے متعلق بتایا کہ انہوں نے ایشیائی زبان استعمال کی اور ساتھ ہی

نران کا نام بھی لیا۔ رابرٹ کو میں نے روجانہ بھجوا یا تھا تاکہ وہ وہاں چیکنگ کر سکے۔ چنانچہ رابرٹ نے اس جوڑے پر خصوصی توجہ دی۔ پھر یہ جوڑا سمندری سفر کے بعد یہاں صافیہ پہنچ گیا۔ یہاں میں نے کلارک کو انہیں بے ہوش کر کے سیکشن ہیڈ کوارٹر لے آنے کا حکم دیا تو اس نے حکم کی تعمیل کر دی۔ وہ انہیں سیکشن ہیڈ کوارٹر پہنچا کر واپس چلا گیا۔ وکٹر نے دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر راڈز میں بلا دیا۔ پھر اچانک اس لڑکی نے کسی جنسائٹک ماہر کی طرح کڑوں سے آزادی حاصل کر لی۔ وہ واقعی تیز لڑکی تھی اور مارشل آرٹ میں بھی حیرت انگیز مہارت رکھتی تھی“..... مورگی نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم دشمنوں کی تعریفیں شروع کر دو“..... فریڈ نے کہا تو مورگی بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں درست کہہ رہی ہوں۔ آج تک میں اس غلط فہمی میں تھی کہ مارشل آرٹ میں میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا لیکن اس لڑکی نے اپنی تیزی اور مہارت سے مجھے بھی ناک آؤٹ کر دیا ہے۔ بہر حال میں نیچے گرنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی اور پھر مجھے یہاں ہسپتال میں ہوش آیا ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہیں میرے بارے میں کس نے بتایا ہے“..... مورگی نے کہا تو فریڈ نے اسے کلارک کی طرف سے فون آنے سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

”رینڈ سے انہوں نے کیا معلوم کرنے کی کوشش کی ہو

گی“.....مورگی نے کہا۔

”بھی کہ تمہیں بھری کہاں لے گیا ہے تاکہ وہ تم پر دوبارہ حملہ کر سکیں“.....فریڈ نے جواب دیا۔

”یہاں وہ کیسے حملہ کر سکتے ہیں اور ایک بات اور بھی ذہن میں رکھو کہ اگر وہ واقعی عمران کے ساتھی ہیں اور ان کا تعلق پاکیشٹ سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنے مشن کے دوران اصل ٹارگٹ پر نظر رکھتے ہیں اور ادھر ادھر کوئی کام نہیں کرتے تاکہ وقت ضائع نہ ہو“.....مورگی نے کہا۔

”یہی بات تو میں کر رہا ہوں۔ تم ان کا اصل ٹارگٹ ہو کیونکہ یہ بات ہمارے علم میں آ چکی ہے کہ انہیں یہ معلوم ہے کہ باگار میں پاکیشٹائی سفیر کو مورگی نے ایک پیشہ ور قاتل وکٹر کے ذریعہ ہلاک کرایا ہے اور وہ اپنے سفیر کے قتل کا انتقام لینے یہاں آئے ہیں اس لئے ان کا اصل ٹارگٹ تم ہو“.....فریڈ نے کہا تو مورگی نے اختیار ہنس پڑی۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں عمران کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے“.....مورگی نے کہا۔

”اور تم تو جیسے عمران کے ساتھ زندگی گزار چکی ہو“.....فریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عمران کے بارے میں جو کچھ معلوم کیا ہے۔ وہ تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا۔ عرا

ایسا آدمی ہے جو اپنی ذات کے خلاف بڑے سے بڑے اقدام کا انتقام نہیں لیا کرتا اس لئے ایک قتل کے انتقام کے لئے وہ خود ٹیم لے کر نہیں آ سکتا جب تک کہ اس کے سامنے کوئی بڑا ٹارگٹ نہ ہو“.....مورگی نے کہا۔

”کون سا ٹارگٹ۔ یولو“.....فریڈ نے اسی طرح ناراض لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہاری آمد سے پہلے اس پر کافی سوچا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ریڈ اسکاٹی کے اس گروپ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے نکلے ہیں جو مسلم شارڈ کو ہلاک کرا رہا ہے اور وہ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم دونوں کو یا ہم سے ایک کو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات ہو گی“.....مورگی نے کہا۔

”یہ سب اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ سوائے سپر ایجنٹوں کے اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں تو پاکیشٹا جیسے پسماندہ ملک تک یہ خبر کیسے پہنچ سکتی ہے“.....فریڈ ابھی تک اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

”بہر حال تم اپنے تحفظ کا خصوصی خیال رکھنا۔ وہ کسی بھی وقت تم پر حملہ کر سکتے ہیں“.....مورگی نے کہا۔

”میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ میرے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں اور مارے جائیں یا پکڑے جائیں ورنہ تمہارا نیٹ ورک تمہارے بغیر اس قدر متحرک نہیں رہا جس طرح تمہارے درمیان میں رہتے

دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ کے چہرے پر شدید ترین حیرت اور پریشانی کے طے جلے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کون تھے یہ لوگ اور کیسے فرار ہو گئے۔“ فریڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”ہاس۔ ان کی تعداد چھ تھی۔ دو عورتیں اور چار مرد۔ چھ کے چھ یورپی تھے۔ وہ دو کاروں میں آئے اور انہوں نے پھانک پر بم مار کر اسے اڑانے کی کوشش کی لیکن حفاظتی انتظامات کی وجہ سے بم پھٹ نہ سکا تو انہوں نے اندر چار میزائل فائر کر دیئے۔ یہ میزائل بھی حفاظتی سرکل کی وجہ سے نہ پھٹ سکے جبکہ جوابی طور پر ہم نے بھی ان پر میزائل فائر کئے جس پر وہ فرار ہو گئے۔ ہمارے میزائل ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے کیونکہ وہ میزائل رینج سے دور تھے جبکہ ان کے پاس جو میزائل گئیں تھیں وہ یقیناً وسیع رینج کی تھیں۔ بہر حال وہ فرار ہو گئے ہیں۔ دھماکوں کی وجہ سے پولیس وہاں پہنچ گئی جسے میں نے کارڈ دکھا کر واپس بھجوا دیا ہے۔“ ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔“ فریڈ نے کہا۔

”نو ہاس۔ کوئی نقصان نہیں ہوا لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ حملہ کریں اس لئے ضروری ہے کہ مزید احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔“ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ عقبی راستہ کھول دو۔“ فریڈ نے

ہوئے ہوتا ہے اور میں تو بس ہیڈ کوارٹر تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہوں۔ فیلڈ میں کام تو تم کرتی ہو۔“ فریڈ نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میرا نیٹ ورک کلارک کے تحت کام کرتا رہے گا۔ وہ بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔“ مورگی نے کہا۔

”اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ گڈ بائی۔“ فریڈ نے کہا اور اس کے بازو پر ہاتھ سے ٹھکی دے کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔ پھر وہ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے ملا اور اسے مورگی کے تحفظ کا خصوصی خیال رکھنے کا کہہ کر وہ ہسپتال سے باہر آ کر اپنی کار تک پہنچ گیا اور ابھی وہ کار میں بیٹھا نہیں تھا کہ جیب میں موجود سیل فون کی مخصوص گھنٹی کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سیل فون کا استعمال ایمرجنسی میں ہی کیا جاتا تھا اور گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہے۔ فریڈ نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیل فون باہر نکال کر سیل فون کی سکرین پر نظریں دورائیں تو ایک بار پھر وہ چونک پڑا کیونکہ کال اس کے ہیڈ کوارٹر کے سپر انچارج ڈیوڈ کی طرف سے تھی۔ ڈیوڈ اس کا نائب تھا اور پورے ہیڈ کوارٹر کا مکمل چارج اس کے پاس تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے مختلف شعبوں کے انچارج تھے جنہیں سیکشن انچارج کہا جاتا تھا۔

”لیس۔ کیوں کال کی ہے۔“ فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاس۔ ہیڈ کوارٹر پر خوفناک حملہ ہوا ہے۔ ہم نے حملہ آوروں کو پسا کر دیا ہے۔ وہ فرار ہو گئے ہیں۔ آپ فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچیں۔“

کہا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے بغیر کچھ کہے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

”ویری ہیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ مورگی کا خیال درست ثابت ہوا ہے“..... فریڈ نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کا خاتمہ کیسے کیا جائے۔ کیا انہیں پہلے اندر آنے دیا جائے پھر ان پر گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر کے ان پر فائر کھول دیا جائے یا انہیں ہیڈ کوارٹر سے باہر ہی ختم کر دیا جائے اور پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ڈیوڈ کے مطابق ان کے پاس چونکہ جدید ترین اسلحہ ہے اس لئے بہتر ہے کہ انہیں اندر آنے دیا جائے اور پھر ان پر قابو پایا جائے۔ اس نتیجے پر پہنچتے ہی اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

دو کاریں تیزی سے ریمنڈ کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران جبکہ سائیڈ پر جولیا اور نقی سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیڈ پر صالحہ اور نقی سیٹ پر کپٹن عقیل موجود تھا۔ ان سب کی جیبوں میں جدید ترین مشین پستول تھے جو پوری طرح لوڈ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک سیاہ رنگ کا تھیلہ بھی نقی سیٹوں کے درمیان موجود تھا جسے اس انداز میں چھپایا گیا تھا کہ اگر کسی چیک پوسٹ پر پولیس چیکنگ ہو اور وہ مکمل تلاشی نہ لیں تو یہ صرف عام چیکنگ میں ٹریس نہ ہو سکے۔ اس تھیلے میں جدید انداز کی بغیر آواز کی گیس گنیں تھیں۔ اس کے علاوہ ہلکی آواز پیدا کرنے والے ناصے طاقتور بم بھی موجود تھے۔

گو روانگی سے پہلے تنویر نے ڈائریکٹ ایکشن کا اپنی فطرت

کے مطابق مشورہ دیا تھا لیکن عمران نے یہ کہہ کر اسے خاموش کرا دیا تھا کہ ریڈ ہاؤس گنجان آباد کالونی میں واقع ہے اور دھماکے سننے پر پورپی پولیس فوراً وہاں پہنچ جائے گی اور اگر وہ ایک بار بھی پورپی پولیس کے چکر میں پھنس گئے تو وہ اپنا مشن سرانجام نہ دے سکیں گے۔ اس کے بعد اس معاملے پر کافی دیر تک بحث ہوتی رہی کہ اس ہیڈ کوارٹر کا کوئی خفیہ راستہ تلاش کیا جائے لیکن اس کے لئے کافی وقت چاہئے تھا جو ان کے پاس نہیں تھا۔ وہ جلد از جلد اہم ہیڈ کوارٹر کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ روزانہ اخبارات کے ذریعے انہیں دنیا بھر میں کسی نہ کسی مسلم شہر کی موت کی خبر مل جاتی تھی جس کا مطلب تھا کہ یہودی اس ہیڈ کوارٹر کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف انتہائی تیز رفتاری سے کام کر رہے ہیں بلکہ یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ ان کی سپیڈ میں دن بدن تیزی آتی رہی ہے اس لئے عمران جلد از جلد اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد اس بارے میں بھی سوچا گیا کہ گٹرو کے راستے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جائے لیکن عمران نے سرسری سے جائزہ کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اس ہیڈ کوارٹر کے ہر راستے میں سائنسی حفاظت آلات نصب ہیں۔ چنانچہ آخر کار سب نے عمران پر ہی بوجھ ڈال دیا کہ وہ خود ہی جو مناسب سمجھے وہ کرے اور عمران نے مزید کچھ سوچے بغیر سب کو روانگی کا سگنل دے دیا تھا اور اب وہ دو کاروا

میں سوار تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
 ”عمران صاحب۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ باہر سے گیس میزائل اندر فائر کر دیں گے لیکن آپ اندر کیسے جائیں گے۔ اب سائنسی حفاظتی انتظامات تو بے ہوش نہیں ہو جائیں گے.....“ صفدر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

”صفدر کی بات درست ہے۔ تم ہمیں تو بتاؤ کہ آخر کار تم نے کیا سوچا ہے.....“ جولیا نے کہا۔

”میں نے تو بہت کچھ سوچا ہے لیکن صفدر تعاون ہی نہیں کرتا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا مطلب۔ کیوں تعاون نہیں کرتا.....“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خطبہ نکاح جو یاد نہیں کرتا.....“ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ اس قدر خبیثہ معاملے میں بھی تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے.....“ جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے خود جا کر ریڈ ہاؤس کا جائزہ لیا ہے۔ اندر جانے کا کوئی نہ کوئی طریقہ تو آپ کے ذہن میں ہو گا.....“ صفدر نے دانستہ مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے مذاق کرنے سے باز نہیں آتا اور جولیا مزید ناراض

ہوتی چلی جائے گی اور ماحول خراب ہو جائے گا۔

”ہاں۔ ایک طریقہ میں نے سوچا تو ہے“..... عمران نے کہا۔

”کون سا طریقہ“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”ان لوگوں نے واقعی اس ہیڈ کوارٹر کو ہر لحاظ سے ناقابل تخیل

بنا رکھا ہے اور جدید ترین حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں لیکن یہ تمام

انتظامات مشینری پر مشتمل ہیں اور مشینری بجلی سے چلتی ہے۔ اگر بجلی

کی روک ٹوک دی جائے تو تمام حفاظتی نظام اور انتظامات دھرے کے

دھرے رہ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی آئوٹ بیک متبادل نظام اختیار کر

رکھا ہو۔ کوئی جزیئر وغیرہ“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یقیناً کر رکھا ہوتا۔ اگر یہ باگاریا کی بجائے پاکیشیا ہوتا

جہاں بجلی کی روک ٹوک جانا معمول بن چکا ہے لیکن یہ ترقی یافتہ یورپی

ملک ہے یہاں بجلی کی روک ٹوک ہونے کا کوئی تصور ہو ہی نہیں

سکتا۔ ہمارے ملک کے ایک وزیر کو اس بناء پر بڑی شرمندگی اٹھانا

پڑی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا تھا عمران صاحب“..... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے

پوچھا۔

”پاکیشیا کا ایک وزیر ایک ترقی یافتہ ملک میں گیا۔ وہاں انہیں

ایک بہت بڑی فیسٹری کا وزٹ کرایا گیا جس کی تمام مشینری بجلی

سے چلتی تھی۔ پاکیشیائی وزیر نے اپنے طور پر بڑا اہم سوال کیا کہ

اگر بجلی کی روک ٹوک ٹوٹ جائے تو کیا متبادل انتظامات کئے گئے

ہیں لیکن وزیر صاحب کا یہ سوال سن کر یورپی لوگ اس قدر حیران

ہوئے جیسے وزیر صاحب نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔ بجلی کی رو

ک ٹوک ٹوٹ جانا ان کے تصور میں ہی نہ تھا۔ انہوں نے اس حیرت کا

اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہر چیز کی باقاعدہ

دیکھ بھال کی جاتی رہے تو بجلی کی رو کیسے ٹوٹ سکتی ہے اور وزیر

صاحب کو اپنے سوال پر خود شرمندگی سے دوچار ہونا پڑا۔ اب یہ

صفدر کی مرضی ہے کہ وہ شرمندہ ہوتا ہے یا نہیں“..... عمران نے پورا

واقعہ سناتے ہوئے کہا۔

”صفدر درست کہہ رہا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کا مذاق اڑا رہے

ہو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے انہوں نے لازماً کوئی نہ کوئی

متبادل انتظام کر رکھا ہو گا“..... جولیا نے صفدر کی حمایت کرتے

ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ متبادل انتظامات نہ ہونے کے باوجود صرف

بجلی کی رو کاٹنے کے باوجود ہم کیا چلتی ٹریفک کے سامنے بھاٹک

پر چڑھ کر اندر کودیں گے۔ ایسی صورت میں تو ایک بار پھر پولیس

وہاں پہنچ جائے گی“..... صفدر نے کہا۔

”میں نے خاص طور پر اس بات کا جائزہ لیا تھا۔ عقبی طرف گو

دیوار کے اوپر خاردار تار لگائی تھی ہے اس میں الیکٹرک کرنٹ بھی

سلسل چلتا رہتا ہے لیکن الیکٹرک کرنٹ ختم ہونے کے بعد کوٹ

ان خاردار تاروں پر ڈال کر دوسری طرف آسانی سے کودا جا سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا تو اس بار صفدر نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں ریڈ ہاؤس کے سامنے پہنچ گئیں۔ ریڈ ہاؤس کی دیواریں خاصی اونچی تھیں۔ پھانک بند تھا اور پھانک پر سفید رنگ کی چمک دور سے نظر آ رہی تھی۔ عمران نے کار کچھ فاصلے پر موجود پبلک پارکنگ میں لے جا کر روک دی تو تنویر نے بھی کار اس کے عقب میں کھڑی کر دی۔ عمران نے عقبی سیٹ پر موجود اسلحے کا تھیلہ اٹھا کر اپنے آگے رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک چھٹی ٹال والا پمفل نکالا اور تھیلہ واپس عقبی طرف رکھ کر وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر۔ اس کے ساتھی بھی کاروں سے باہر آنے لگے تو عمران نے انہیں باہر آنے سے روک دیا۔

”ہو سکتا ہے کہ اندر سے باہر کے لئے نگرانی کی جارہی ہو اور ہماری تعداد ہمارے لئے مسئلہ بن سکتی ہے“..... عمران نے کہا تو سب نے کاروں سے باہر آنے کا ارادہ ترک کر دیا جبکہ عمران نے پمفل جیب میں ڈالا اور عقبی طرف کو مڑ گیا جہاں پولز کا سیٹ موجود تھا اور وہاں سے الیکٹریک کنکشن زمین کی طرف جا کر زمین میں غائب ہو جاتے تھے۔ عمران کو یورپ میں بجلی کے نظام کے بارے میں خاصی معلومات حاصل تھیں۔ وہاں الیکٹریک لائنز زیر زمین رکھی جاتی تھیں اور جہاں سے یہ لائنیں نیچے اتاری جاتی تھیں وہاں ہر

لائن کے ساتھ چھوٹا سا بورڈ موجود تھا تاکہ کسی شکایت کی صورت میں صرف شکایت کنندہ کی لائن ہی چیک کی جا سکے۔ عمران نے جب ریڈ ہاؤس کی لائن کو چیک کر لیا تو اس نے صفدر کو آواز دی۔ ”دیس عمران صاحب“..... صفدر نے کار کے اندر سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھیلے سے خصوصی گیس پمفل نکالو۔ میں لائن آف کرتا ہوں۔ پھر تم سائیڈ سے کوششی کے اندر گیس فائر کر دینا تاکہ اگر اندر گیس سے بچاؤ کی کوئی مشین کام کر رہی ہو تو الیکٹریک روختم ہو جانے سے کام نہ ہو سکے۔ اس طرح گیس اپنا کام کر گزرے گی“..... عمران نے کہا تو صفدر تھوڑی دیر بعد کار سے نیچے اتر۔ اس کے ہاتھ میں گیس پمفل تھا۔

”پھر میں عقبی طرف سے کود کر اندر چلا جاؤں گا۔ زیادہ افراد کا حرکت میں آنا خطرناک ہو سکتا ہے“..... صفدر نے گیس پمفل کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ۔ میں سوئیک گن کر الیکٹریک رو کی لائن کاٹ دوں گا“..... عمران نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ سڑک کر اس کر کے مڑا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ عمران الیکٹریک یونٹ کے قریب خاموش کھڑا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے جیب سے چھٹی ٹال کا پمفل نکالا اور اس کا رخ اس لائن کی طرف کر دیا جس کے

ساتھ ریڈ ہاؤس کی چھوٹی سی پلیٹ موجود تھی۔ پھر اس نے ٹریگر دیا۔
 دیا۔ ٹریگر دبتے ہی عمران کے ہاتھ کو جھکا لگا اور ایک چپٹا سا سیاہ
 رنگ کا کپسول نال سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا لائن
 سے ٹکرایا تو ٹکراؤ والی جگہ سے نیلے رنگ کا شعلہ سا نکلا اور پھر چڑھ
 جلنے کی ہلکی سی بو وہاں پھیل گئی۔ عمران نے پہلے واپس جیب میں
 ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ لائن
 کٹ چکی تھی اور لائن کے کٹ جانے کا مطلب تھا کہ ریڈ ہاؤس
 میں الیکٹرک رو فیمل ہو چکی ہے۔ اب اسے صفدر کا انتظار تھا۔ اسے
 معلوم تھا کہ صفدر غنیمتی دیوار پر موجود خاددار تاروں کے باوجود آسانی
 سے اندر کود جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھانک
 کھلا اور صفدر باہر آ گیا۔ اس نے ہاتھ کو فضا میں لہرایا اور پھر مڑ کر
 واپس اندر چلا گیا۔

”میرے پیچھے آؤ تنویر“..... عمران نے دوسری کار کی ڈرائیونگ
 سیٹ پر موجود تنویر سے کہا اور خود اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ
 گیا جس کی سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور پھر دونوں کاریں
 پارکنگ سے نکل کر سڑک پر آئیں اور پھر کافی آگے جا کر انہیں
 دوسری سائیڈ پر مڑنے کی جگہ ملی تو آگے پیچھے دوڑتی ہوئی دونوں
 کاریں مڑ کر اب ریڈ ہاؤس کے پھانک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔
 ان کے وہاں پہنچنے تک بڑا پھانک کھول دیا گیا تھا اس لئے عمران
 نے کار اندر کی طرف موڑ دی۔ اس کے پیچھے تنویر نے بھی کار اندر

موڑی اور پھر دونوں کاریں ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں جا کر
 رک گئیں۔ وہاں ایک اوسط درجے کی کار موجود تھی۔ عمران کار
 روک کر نیچے اترا تو سائیڈ سیٹ سے جولیا اور عقبی کار سے تنویر،
 صالحہ اور کیپٹن کلیل بھی نیچے اتر آئے جبکہ اس دوران صفدر پھانک
 بند کر کے واپس پارکنگ میں پہنچ گیا۔

”خاددار تاروں کا کیا ہوا۔ کہیں کوٹ تو نہیں پھاڑ دیا۔“ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ گو بڑے عرصے بعد یہ ترکیب استعمال
 کرنا پڑی ہے لیکن پرانا سبق ہمیں ابھی تک بخوبی یاد ہے۔“ صفدر
 نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”چیک کرو اندر کون کون ہیں۔ ہمیں فریڈ کو تلاش کرنا ہے اور
 مشینوں کو بھی کنٹرول کرنا ہے کیونکہ الیکٹرک لائن کٹ جانے کی وجہ
 سے الیکٹرک گرڈ اسٹیشن میں سرخ بلب سپارک کرنے لگ گیا ہو گا
 کیونکہ ایسا تقریباً ناممکن ہے کہ لائن خود بخود کٹ جائے اس لئے ٹیم
 وہاں سے یہاں پہنچے گی اور لائن جوڑ کر انہوں نے رپورٹ لینی
 ہے کہ الیکٹرک لائن درست ہوئی ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر تم خود یہاں ٹھہرو اور اس ٹیم کو مطمئن کرو۔ ہم اندر
 چینگنگ کرتے ہیں“..... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
 دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر تیزی سے برآمدے سے اتر کر عمران
 کی طرف آیا۔

”الیکٹریک لائن جوڑ دی گئی ہے اور بجلی بحال ہو گئی ہے۔“ صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران، صفدر کو وہیں رکنے کا کہہ کر چھوٹے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور باہر نکل گیا جبکہ صفدر وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس اندر آ گیا اور اس نے مڑ کر چھوٹا پھاٹک بند کر دیا اور پھر مسکراتا ہوا صفدر کی طرف آنے لگا۔

”کیا بات ہوئی عمران صاحب۔ آپ بہر حال کسی طرح بھی کوششی کے گارڈ نہیں لگ رہے تھے۔“ صفدر نے کہا۔

”جب فریڈ کا منیجر خود باہر جا کر ان کا شکریہ ادا کر دے تو الیکٹریک کمپنی کے ملازمین کو خوش تو ہوتا ہی ہے۔“ عمران نے کہا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران، صفدر کے ساتھ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ مشینری روم تھا اور یہاں چار پانچ انتہائی جدید قد آدم مشینیں دیواروں کے ساتھ موجود تھیں۔ کمرے کے درمیان ایک میز کے پیچھے کرسی پر ایک آدمی بے ہوشی کے عالم میں ڈھلکا ہوا بیٹھا تھا۔

”یہ فریڈ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مشینری انچارج ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس عمارت میں چار سیکورٹی گارڈز کے علاوہ چھ افراد ہیں جو اس آدمی کی طرح مختلف سیکشنوں کے انچارج

دیکھائی دیتے ہیں۔ ایک بڑا آفس ہے لیکن وہ خالی پڑا ہے۔“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس آدمی کو ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جاسکیں۔“ عمران نے کہا۔

”پہلے اسے باندھنا پڑے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم یہ کارروائی کرو۔ میں ایک راؤنڈ لگا لوں پھر واپس آتا ہوں۔“ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب اس لئے مطمئن تھا کہ اسے علم تھا کہ یہ سب گیس سے بے ہوش پڑے ہیں اور انہیں دس بارہ گھنٹوں سے پہلے خود بخود ہوش نہیں آ سکتا۔

کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو کر وہ ایک چوڑے تنے والے درخت کے قریب رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دوبارہ جھٹکے دیئے تو تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی جھنڈ کے درمیان خالی جگہ سے زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ اب وہاں پختہ سڑک نیچے گہرائی میں جاتی نظر آ رہی تھی۔ فریڈ مڑا اور پھر واپس آ کر وہ کار میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو کر زمین کی گہرائی میں جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کچھ گہرائی میں جانے کے بعد سڑک ہموار ہو گئی تو فریڈ نے کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ سائیڈ دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں دیوار پر ایک ہک نظر آ رہا تھا جس کا رخ نیچے کی طرف تھا۔ فریڈ نے آگے بڑھ کر اس ہک کو ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز سے اوپر کھلا ہوا دہانہ بند ہو گیا اور فریڈ واپس کار میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھانے لگا۔ اب موڑ کاٹ کر اس نے کار روک لی کیونکہ آگے ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جو بند تھا۔

”ڈیوڈ نے یہ راستہ کیوں نہیں کھولا“..... فریڈ نے کہا اور پھر اس نے کار سے نیچے اتر کر بند دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے تاکہ وہ اسے کھول سکے لیکن اس سے پہلے کہ وہ خود دروازہ کھولتا اچانک

فریڈ نے کار اپنے ہیڈ کوارٹر کی عقبی طرف کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر وہ درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ڈیوڈ نے اسے ایمر جنکو کال کر کے کہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر پر دو عورتوں اور چار مردوں نے میزائلوں سے حملہ کیا ہے لیکن مخصوص ریز کی وجہ سے ان کا یہ حملہ ناکام ہو گیا اور وہ پسپا ہو کر واپس چلے گئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ حملہ کریں اس لئے فریڈ کی اس وقت ہیڈ کوارٹر میں موجودگی ضروری ہے اور اس سلسلے میں فریڈ نے عقبی خفیہ راستے سے اندر جانے کا فیصلہ کیا تھا اور اس نے ڈیوڈ کو عقبی راستہ اندر سے کھولنے کا حکم دے دیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ راستہ اندر سے کھول دیا گیا ہو گا لیکن کار سمیت اندر جانے کے لئے اسے باہر سے کھولنا پڑتا تھا اس لئے فریڈ کار سے اتر کر درختوں کے اس جھنڈ

دروازہ دوسری طرف سے ایک دھماکے سے کھلا اور فریڈ وہاں ایک اجنبی آدمی کو دیکھ کر ابھی حیرت سے اچھلا ہی تھا کہ اس کی کنبی پر جیسے اینٹ بم کا دھماکہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکھٹ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جیسے سیاہ بادلوں میں بجلی کی لکیر چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کی لکیر نمودار ہوئی اور پھر یہ لکیر پھیلتی چلی گئی۔ شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا کیونکہ اسے احساس ہوا کہ وہ ایک کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے ٹارچنگ روم میں کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا ہے جبکہ سامنے کرسیوں پر ایک مرد اور ایک عورت اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔

”تمہارا نام فریڈ ہے اور تم ریڈ اسکائی کے یہاں باگاریا میں انچارج ہو“..... مرد نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں اور تم کون ہو اور یہاں کیسے نظر آ رہے ہو“..... فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اسے یقین آ گیا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہے۔

”تمہارے نائب ڈیوڈ نے تمہیں کال کر کے بتایا تو تھا کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر پر دو عورتوں اور چار مردوں نے حملہ کیا تھا“۔ مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن وہ حملہ تو پسپا ہو گیا تھا کیونکہ یہاں انتہائی جدید ترین مشینری نصب ہے“..... فریڈ نے کہا۔

”حملہ پسپا نہیں ہوا تھا بلکہ کامیاب ہوا تھا“..... مرد نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جو چاہے کرو۔ ہماری مشینری سے نکلنے والی ریز انہیں بے اثر کر دیتی ہیں۔ یہ سب غلط ہے“..... فریڈ نے کہا تو وہ مرد بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہاری مشینری بہر حال الیکٹریک کرنٹ سے چلتی ہے اور ہم نے تمہارے ہیڈ کوارٹر کی الیکٹریک لائن کاٹ دی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشینری بے کار ہو گئی اور ہمارا ایک کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد الیکٹریک کنبی والوں نے آ کر الیکٹریک لائن بحال کر دی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ اب بتاؤ جس مشینری پر تم اس قدر بھروسہ کر رہے تھے اس کے ساتھ کیا ہوا“..... اس مرد نے کہا تو فریڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں بیک وقت کئی آتش فشاں پھٹ پڑے ہوں۔ جو کچھ یہ آدمی کہہ رہا تھا ایسا واقعی ہو سکتا تھا جس کا خیال پہلے کبھی اسے نہ آیا تھا۔

”لائن کیسے کٹ سکتی ہے“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فریڈ

کے منہ سے خود بخود الفاظ نکلے۔

”لائن کنٹرول ایجاد ہو گیا ہے دوست“..... مرد نے جواب دیا تو فریڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ایک بار اس نے اس بارے میں پڑھا تھا لیکن اسے اس پر یقین نہ آیا تھا۔

”تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو“..... فریڈ نے ایک طویل سانس لیے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میرا نام علی عمران ایس ایس ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ سیری ساقھی ہیں۔ ہمارے دوسرے ساقھی باہر نگرانی کر رہے ہیں“..... اس آدمی نے کہا جس نے اپنے آپ کو عمران کہا تھا فریڈ اس عمران کو جو یورپی میک اپ میں تھا اس طرح دیکھنے لگا جیسے کسی مجوبے کو دیکھ رہا ہو۔

”تم واقعی وہی عمران ہو جو“..... فریڈ نے رک رک کر کہا۔

”ہاں۔ وہی عمران جو شیطان کی طرح مشہور ہے“..... عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو فریڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم ہمارے خلاف کیوں کام کر رہے ہو۔ ہم نے تو کچھ نہیں کیا“..... فریڈ نے کہا۔

”تمہاری نائب مودگی نے باگاریا میں پاکیشیا کے سفیر کو ایک پیشہ ور قاتل دکنر کے ذریعے ہلاک کرایا اور اب تم دونوں نے ہمیں فریس کر کے ہلاک کرنے کے لئے یہاں کیا کیا جال نہیں بچھا

رکھے۔ اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ بہر حال اب بھی تمہاری اور تمہاری ساقھی مودگی جو مجھے معلوم ہے کہ ہسپتال میں موجود ہے، کی زندگیاں بچ سکتی ہیں۔ اگر تم مجھے ریڈ اسکاٹی کے سپر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”سپر ہیڈ کوارٹر۔ کیا مطلب۔ بس یہی ریڈ اسکاٹی کا ہیڈ کوارٹر ہے جس میں تم بیٹھے ہو۔ اس کے علاوہ تو اور کوئی سپر ہیڈ کوارٹر نہیں ہے“..... فریڈ نے کہا۔

”سنو فریڈ۔ تم سمجھ رہے ہو کہ ہم تمہارے اور مودگی کے خلاف کام کرنے یہاں آئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ کام تو ہمارا یہاں کا فائن ایجنٹ با آسانی کر سکتا تھا۔ ہمارے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمہاری ریڈ اسکاٹی نای تنظیم جو پوری دنیا میں ہر قسم کے جرائم میں ملوث ہے اور جس کے باگاریا میں تم انچارج ہو تمہارے تحت ایک سپر سیکشن بنایا ہوا ہے جس کے تحت پوری دنیا میں اہم نامور اور مسلمانوں کے مستقبل کے لئے کارآمد افراد کو مسلسل اور تیزی سے ہلاک کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا میں یہ کام ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم اس بارے میں خود ہی بتا دو ورنہ تمہیں بتانا تو پڑے گا لیکن تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہو گا“..... عمران کے لہجے میں آخر میں اتنی آگئی تھی اور فریڈ کے ذہن میں عمران کی باتیں سن کر مسلسل

فادر جوزف کا نام اور شخصیت آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عمرالا جس سطح کا ایجنٹ ہے اور اس وقت اس کی جو پوزیشن ہے ایسے حالات میں اس پر خوفناک تشدد کر کے اس کے پاس جو معلومات ہیں وہ بھی حاصل کر لی جائیں گی اور اسے ہلاک بھی کر دیا جائے گا اور اس کے پاس جو معلومات تھیں وہ اس انداز کی نہ تھیں جس سے عمران کو کوئی فائدہ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے تشدد کے بغیر تو اپنی معلومات اپون کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

”اگر میں حلفاً وہ سب کچھ بتا دوں جو مجھے معلوم ہے تو کیا مجھے زندہ چھوڑ دو گے اور مورگی کا بھی پیچھا چھوڑ دو گے ورنہ جانے ہو کہ ہم سپر ایجنٹس نے باقاعدہ تشدد کو برداشت کرنے کا کورس کئے ہوتے ہیں“..... فریڈ نے کہا۔

”مجھے ان تمام کورمز کا بھی علم ہے اور ان کے توڑ کا بھی علم ہے۔ اس کے باوجود میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا اور مورگی کی طرف ہم متوجہ ہی نہیں ہیں ورنہ وہ ہسپتال کی بجائے کم گٹر میں پڑی نظر آتی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اس سپر ہیڈ کوارٹر کا انچارج ایک آدمی ہے جس کا نام فادر جوزف ہے۔ وہ ریڈ اسکاکی کا ڈائریکٹر بھی ہے اور سپر سیکشن کا انچارج بھی۔ اس کا فون اکثر آتا رہتا ہے۔ باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو ہلاک کرنے کا مشن بھی اسی نے مورگی کو دیا تھا اور

یہ حکم فون پر دیا گیا تھا“..... فریڈ نے کہا۔
”اس کی پوری تفصیل بتاؤ ورنہ جوزف نام کے تو لاکھوں لوگ ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”جو میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے“..... فریڈ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں شاید معلوم نہیں کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون غلط بول رہا ہے اور کون درست۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ اس حد تک درست ہے لیکن تمہیں اس سے زیادہ معلوم ہے۔ مجھے اس آدمی تک پہنچنے کے لئے پوری تفصیل چاہئے۔ صرف ایک عام سا نام معلوم کر لینے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”میں واقعی اتنا جانتا ہوں“..... فریڈ نے ایک بار پھر اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری فریڈ“..... عمران نے یکھٹ اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فریڈ کچھ سنبھلنا عمران نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور دوسرے لمحے فریڈ کے حلق سے لاشعوری طور پر تیز چیخ نکل گئی کیونکہ اسے اپنے ناک میں شدید درد کی تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اسی لمحے ناک کی دوسری طرف بھی ایسی ہی تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی اور فریڈ نے اپنے ذہن کو بلیٹک کرنے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ اسے لاشعوری طور پر یہ احساس ہو گیا تھا کہ اس پر تشدد شروع کر دیا گیا ہے لیکن ابھی وہ

ذہن کو بلیک کرنے کے پرائیس میں تھا کہ یکفخت اس کے ذہن میں خوفناک دھماکہ ہوا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن کو لاکھوں کروڑوں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

فادر جوزف اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے دو رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی موزم ٹھنٹی بج اُٹھی تو فادر جوزف نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”باگاریا سے راسن کی کال ہے“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”باگاریا سے راسن۔ وہ کون ہے“..... فادر جوزف نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”وہ فریڈ گروپ کا آدی ہے اور کوئی اہم خبر دینا چاہتا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ کراؤ بات“..... فادر جوزف نے کہا۔

راستے سے وہاں پہنچا تو وہاں قیامت برپا تھی۔ وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ باس فریڈ کی لاش بھی ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی۔ ان کی ناک کے دونوں نٹھنے کٹے ہوئے تھے اور چہرہ شدید تشدد کی وجہ سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ میں نے سیشل ہسپتال میڈم مورگی کو فون کیا تاکہ انہیں بتا سکوں تو مجھے بتایا گیا کہ میڈم مورگی کو نامعلوم آدمی نے گردن توڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاش ہسپتال کے بیڈ پر پڑی ملی ہے۔ ہسپتال کا عملہ یہ سمجھتا رہا کہ میڈم مورگی سو رہی ہیں۔ جب کافی دیر کے بعد انہیں جگانے کی کوشش کی گئی تو پتہ چلا کہ ان کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے اور وہ کافی دیر پہلے ہلاک ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ دوسری طرف سے راسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم وہاں کی مقامی ریڈ اسکائی کا چارج سنبھال لو۔ اگر تمہاری کارکردگی اچھی رہی تو تمہیں سپر ایجنٹ بھی بنا دیا جائے گا اور اس کے لئے تم نے وہاں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹرینس کر کے ہلاک کرنا ہے۔ یہی تمہاری کارکردگی کا ثبوت ہوگا۔ فریڈ والے ہیڈ کوارٹر کو اب تم استعمال کرو اور مورگی کا ہیڈ کوارٹر بند کر دو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سپر باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے رسیوں رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے کے

”ہیلو سپر باس۔ میں راسن بول رہا ہوں باگاریا سے“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے اور تمہیں یہ نمبر کس نے دیا ہے“..... فادر جوزف نے سخت لہجہ میں کہا۔

”باس فریڈ کو ان کے ہیڈ کوارٹر میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور میڈم مورگی بھی ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔ یہ نمبر مجھے فریڈ نے دیا تھا کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں اس نمبر پر کال کر کے اطلاع دے دی جائے“..... راسن نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ سب کیسے ہوا۔ تفصیل بتاؤ“..... فادر جوزف نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کیا جا رہا تھا۔ صافیتہ میں داخلے کے ہر راستے کو چیک کیا جا رہا تھا۔ میں بھی اس کام میں مصروف تھا کہ ایک ہدایت لینے کے لئے میں نے باس فریڈ کے ہیڈ کوارٹر فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ سیشل ہسپتال میں میڈم مورگی سے ملنے گئے ہیں۔ میں نے وہاں فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ میڈم مورگی سے ملاقات کر کے واپس جا چکے ہیں جس پر کچھ دیر ٹھہر کر میں نے دوبارہ ہیڈ کوارٹر فون کیا لیکن وہاں سے کال انڈنہیں کی گئی جس پر میں نے باس فریڈ کے سیل فون پر کال کی لیکن یہ کال بھی انڈنہ کی گئی تو میں نے خود وہاں جانے کا فیصلہ کیا اور پھر جب میں خفیہ

تاثرات ضرور موجود تھے لیکن فریڈ اور مورگی کی موت کی خبر سن کر کسی افسوس کے تاثرات موجود نہ تھے کیونکہ قادر جوزف کے مطابق ایجنٹوں کا تو کام ہی یہی ہے۔ دوسروں کو ہلاک کرنا یا ان کے ہاتھوں خود ہلاک ہو جانا۔ وہ خاموش بیٹھا چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز کی سائیڈ پر موجود ایک ٹین پریس کر دیا تو آفس کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”یس فادر“..... لڑکی نے سر جھکاتے ہوئے بڑے احترام بھرے لہجے میں کہا۔

”ریمینڈ سے کہو کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل لے کر میرے آفس آئے۔ ابھی اور اسی وقت“..... قادر جوزف نے کہا تو لڑکی نے ایک بار پھر احتراماً سر جھکایا اور خاموشی سے مڑ کر آفس سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے احتراماً سر جھکا دیا۔

”ہینسو ریمینڈ اور یہ فائل مجھے دو“..... قادر جوزف نے کہا تو ریمینڈ نے خاموشی سے حکم کی تعمیل کی اور فائل قادر جوزف کی طرف بڑھا دی۔ قادر جوزف نے اپنے سامنے پہلے سے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر ریمینڈ کے ہاتھ سے فائل لے کر اسے اپنے سامنے رکھ لیا لیکن فائل کھولتے کھولتے وہ اس طرح چوک پڑا جیسے اچانک اسے کوئی خیال آ گیا ہو۔

”اب تک جو ٹارگٹ ہٹ ہو چکے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔“ قادر جوزف نے سامنے مودبانہ انداز میں بیٹھے ریمینڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اے کنگری کے میں، بی کنگری کے آٹھ اور سی کنگری کے پندرہ سر“..... ریمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بے حد کم تعداد ہے۔ اسے بڑھانا ہوگا“..... قادر جوزف نے کہا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کھول لی جو ریمینڈ لے آیا تھا۔ قادر جوزف نے فائل کھولی تو اس میں صرف دو کاغذ تھے جن میں سے ایک کاغذ پر ایک مسخرے سے نوجوان کی تصویر تھی جس میں وہ کسی ہوٹل سے باہر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ تیر رہی تھی جبکہ دوسرے کاغذ پر باریک الفاظ میں کمپیوٹر ٹائپ مضمون تھا۔ قادر جوزف اسے پڑھتا رہا۔

”ٹانسنس“ اس قدر تعریفیں اور وہ بھی ایک مسلمان کی۔ ٹانسنس۔ اور کیا یہ عمران ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ اس کے علاوہ فائل میں اور کچھ نہیں۔ کیوں“..... قادر جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

”سپر باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا چیف ایکسٹو خفیہ رہتے ہیں حتیٰ کہ پاکیشیا کے صدر اور پرائم منسٹر بھی انہیں نہیں جانتے اس لئے ان کے بارے میں کہیں بھی کوئی فائل موجود نہیں ہے“..... ریمینڈ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”وہ مشن مکمل کرتے ہیں تو ان کے حلیئے وغیرہ معلوم ہو جاتے ہوں گے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”وہ سب میک اپ کے ماہر ہیں۔ اصل چہروں کا کسی کو علم نہیں ہے اور پھر سروس خاصی بڑی ہے اس لئے ایجنٹ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ صرف ایک آدمی عمران سامنے رہتا ہے۔ اس کے بارے میں سب جانتے ہیں لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اسے مشن کے لئے ہار کرتا ہے“..... ریمینڈ نے پہلے کی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو یہ کرائے کا سپاہی ہے لیکن فائل میں تو اس کی تعریفوں میں زمین و آسمان ایک کر دیئے گئے ہیں جیسے یہ انسان نہ ہو کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس سر۔ عمران دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ یہودی اسے دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں۔ اس اکیلے نے جس قدر نقصان یہودیوں کو پہنچایا ہے اتنا نقصان پوری دنیا کے مسلمانوں نے مل کر بھی نہ پہنچایا ہو گا۔ یہ شخص بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا ہے“..... ریمینڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اسی لئے اسرائیل کے صدر بھی اسے اے کنگڈم میں رکھنے کا کہہ رہے تھے تاکہ جلد از جلد اس کا خاتمہ کیا جائے۔ ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی ہو گا۔ تم جانتے ہو“..... فادر جوزف نے فائل

اٹھا کر واپس ریمینڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”لیس سر“..... ریمینڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور آفس سے باہر نکل گیا۔ فادر جوزف نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نچلے حصے میں موجود ایک بٹن پر پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”جارج بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ فرمائیے کیا حکم ہے“..... جارج نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم اکیڈمیا کی بلیک ایجنسی کے چیف ہو۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے مسلمان ایجنٹ عمران کو جانتے ہو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے“..... جارج کے لہجے میں حیرت تھی۔

”میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک محفل میں بات ہو رہی تھی اور اس کی اتنی تعریفیں کی جا رہی تھیں کہ مجھے یقین نہ آیا اس

لئے میں نے تم سے پوچھا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”وہ ان تحریفوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اگر آپ کا سے کوئی تعلق ہے تو فوراً اسے ختم کر دیں ورنہ وہ آپ کے سر پہنچ جائے گا“..... جارج نے کہا۔

”تمہارا مشورہ اچھا ہے لیکن میرا اس سے واقعی کوئی تعلق نہ ہے۔ اوکے“..... فادر جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس رسیور رکھ دیا۔

”اگر جارج جیسا آدمی اس کے بارے میں ایسا کہہ رہا ہے۔ پھر وہ صرف اے نہیں بلکہ سیشل اے کنگری میں آتا ہے“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس ایک ٹین پریس کر دیا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”سٹار گروپ کے چیف جارج سے بات کراؤ“..... فادر جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی کھنکھن بج اٹھی تو فادر جوزف نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے کہا۔

”جاگر لائن پر ہے سر باس“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو جاگر۔ میں فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف

نے خود ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جاگر آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ حکم دیجئے۔“ دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا لیکن آواز خاصی بھاری اور قدرے سر دھچی۔

”سپر سٹار گروپ کی کارکردگی درست جا رہی ہے لیکن اس میں تیزی کی ضرورت ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سپر باس۔ اے کنگری کے ٹارگٹ ہم نے ہٹ کرنے ہوتے ہیں اور آپ دیکھ لیں کہ ہم نے باقی کنگریوں کی نسبت سب سے زیادہ تعداد میں ٹارگٹ ہٹ کئے ہیں“..... جاگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو جاسنے ہو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس سر۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہم اکیرمیا میں کئی مشن کے دوران اس کے خلاف کام کرتے رہے ہیں“..... جاگر نے جواب دیا۔

”اسے میں نے سیشل کنگری میں رکھ دیا ہے۔ کیا تم اس کا خاتمہ کر سکو گے یا سٹار گروپ کو سپر سٹار بنا کر کسی اور کے حوالے کر دیا جائے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سیشل کنگری کا مطلب ہے کہ ایک ماہ کے اندر اس کا خاتمہ ہونا ضروری ہے“..... جاگر نے کہا۔

”لیس۔ یو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”آپ نے صرف عمران کو اسے کیٹگری میں رکھا ہے یا پاکپا سیکرٹ سروس کے دوسرے لوگوں کو بھی؟“ جاگر نے پوچھا۔

”صرف عمران کو کیونکہ باقی سامنے نہیں آتے۔ ان کے بارے میں بعد میں فیصلہ کیا جائے گا“..... فادر جوزف نے کہا۔

”یہ سر۔ ٹارگٹ ہٹ ہو جائے گا یقینی طور پر“..... جاگر۔ بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ ٹارگٹ ہٹ نہ ہونے کا نتیجہ تمہارے حق میں کیا نکلے گا“..... فادر جوزف نے کہا۔

”میں جانتا ہوں سر۔ اب مجھے فوری اس ٹارگٹ کو ہٹ کر کے لئے پاکپا فوری روانہ ہونا پڑے گا“..... جاگر نے کہا۔

”وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران پاکپا سیکرٹ سروس سمیت اس وقت باگاریا کے دارالحکومت صافیہ میں موجود ہے۔ اگر تم فوری حرکت میں آ جاؤ تو آسانی سے اسے گھیر کر ختم کر سکتا ہو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”باگاریا میں ہے۔ کیوں۔ وہاں اس کا کیا مشن ہے؟“..... جاگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باگاریا میں پاکپا کیٹگری کا ٹارگٹ تھا جو سی کیٹگری کا ٹارگٹ تھا اور اسے باگاریا میں سپر ایجنٹوں فریڈ اور مورگی کو یہ ٹارگٹ دیا گیا تھا؟ مورگی نے دو روز میں پورا کر دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ عمران کے سربراہی میں پاکپا سیکرٹ سروس باگاریا پہنچ گئی ہے۔ انہیں روکنا

لی بے حد کوشش کی گئی لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ مورگی اور فریڈ دونوں مارے گئے۔ یقیناً مشن مکمل ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی ہند روز وہاں آرام کریں گے اس لئے انہیں آسانی سے ختم کیا جا رہا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سوری سر۔ عمران کو آپ عام ایجنٹ نہ سمجھیں۔ وہ بے حد ہوشیار، تیز اور فعال آدمی ہے اور میں اس کی نفسیات جانتا ہوں۔ وہ صرف مورگی اور فریڈ کو ہلاک کرنے کے لئے ٹیم لے کر باگاریا نہیں آ سکتا۔ اس کے لئے تو وہ ایک دو ایجنٹ بھجوا سکتا تھا۔ وہ یقیناً کسی بڑے ٹارگٹ کے پیچھے آیا ہو گا۔ فریڈ اور مورگی از خود اس لئے راستے میں آئے ہوں گے“..... جاگر نے کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بڑا مشن کیا ہو سکتا ہے؟“..... فادر جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ معلوم کرنا پڑے گا۔ دیے آپ بے فکر رہیں۔ یہ عمران بہ حال ایک ماہ کے اندر ہلاک کر دیا جائے گا چاہے یہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہو۔ بہت کر دیا جائے گا“..... جاگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس نے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے جاگر اس کے گروپ جسے شارگروپ کہا جاتا تھا، کی صلاحیتوں کا اپنی علم تھا۔

”میں بتاتا ہوں کہ وہ دونوں کہاں گئے ہیں۔ وہ مورگی کو ہلاک کرنے گئے ہیں“..... کیپٹن کلیل نے کہا تو عمران، صفدر اور صالحہ لہجوں چونک پڑے۔

”مورگی۔ لیکن وہ تو ہسپتال میں ہے اور زخمی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس لئے وہ آسان ٹارگٹ ثابت ہو گی“..... کیپٹن کلیل نے کہا۔

”کسی زخمی کو ہسپتال میں ہلاک کرنا تو انسانیت کے خلاف ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ زیادہ رحمدل نہ بن جایا کریں۔ اگر جولیا اور تنویر نے واقعی یہ فیصلہ کیا ہے تو اچھا فیصلہ ہے۔ دشمن کو کسی صورت کوئی رعایت نہیں دی جانی چاہئے“..... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی چھانک سے باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

”جولیا اور تنویر واپس آئے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں“..... صفدر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ہونٹ بیچنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سکدر کے تاثرات اباباں تھے۔ کمرے میں گھمبیر خاموش طاری تھی۔ تھوڑی دیر بعد لیا اور تنویر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے صفدر تھا۔

”مشن مکمل کر آئے“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت صاقیہ کی ایک کالونی کی کوشی میں موجود تھا اور اس وقت بڑے کمرے میں عمران کے ساتھ صفدر کیپٹن کلیل اور صالحہ موجود تھے۔

”یہ تنویر اور جولیا کہاں ہیں۔ ناشتے کے بعد سے نظر نہیں رہے“..... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ دونوں علیحدہ کمرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور اٹھ کر چلے گئے۔ کار بھی لے گئے ہیں۔ نجانے کہاں گئے ہیں انہوں نے کچھ بتایا تو نہیں“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا

”مجھے تو لگتا ہے کہ عمران صاحب کے خلاف کوئی سازش رہی ہے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہ تنویر سازش کر سکتا ہے اور نہ ہی جولیا“..... صفدر۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب جمہوریت کا دور ہے۔ میری کون سنتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ فریڈ سے آپ کو کیا معلومات ملی ہیں مین ہیڈ کوارٹر کے بارے میں“..... صفدر نے کہا۔

”ارے ہاں۔ تم نے اب تک بتایا نہیں۔ اب فریڈ اور مورگی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب مزید کیا کرنا ہے۔ کیا یہاں بیٹھے صرف باتیں ہی کرتے رہو گے“..... جولیانے کہا۔

”فریڈ اور مورگی ہمارا ٹارگٹ نہیں تھے۔ ہم نے صرف ان سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھیں۔ مورگی سے پوچھنے کی تو نوبت ہی تم لوگوں نے نہیں آنے دی۔ البتہ فریڈ سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ریڈ اسکاٹی کے سپر ہیڈ کوارٹر کا انچارج ایک بزنس مین فادر جوزف ہے لیکن یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اس بارے میں فریڈ کو واقعی علم نہ تھا۔ البتہ اس کے لاشعور سے ایک نئی بات کا علم ہوا ہے کہ ہیڈ کوارٹر نے مسلم سٹارز کو تین کینگریوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اے، بی اور سی کینگری۔ باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو سی کینگری میں رکھا گیا تھا اس لئے یہ ڈیوٹی ان کے ذمے لگائی گئی تھی جبکہ اے کینگری میں رکھے جانے والے مسلم سٹارز کے خلاف کارروائی ایک خصوصی گروپ کرتا ہے جس کو سٹار گروپ کہا جاتا ہے اور اس کا انچارج ایک آدمی جاگر ہے۔ بس اس سے

”ہاں۔ اس مورگی کا خاتمہ ضروری تھا۔ اس نے پاکیشیائی سفیر ہلاک کرایا تھا اور یہ ہماری دشمن ایجنٹ تھی“..... تنویر نے سخت لمبی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ رنجی تھی اور ہسپتال میں تھی۔ یہ انسانیت کے خلاف کارروائی ہے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم آپکشی سے استعفیٰ دے کر کوئی اور کام کرو۔ سمجھ۔ دشمن زندہ چھوڑ دینا اپنے اور اپنے ملک سے غداری ہے“..... جولیانے بھی غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں ٹیم کا لیڈر ہوں اور یہ لیڈر میں خود بخود نہیں بن گیا۔ تمہارے چیف نے بتایا ہے اس لئے میری اجازت کے بغیر تمہاری یہ کارروائی تمہارے لئے عذاب بھی بن سکتی ہے۔ مجھ سے بات تو کر لیتے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ تم لیڈر ہو لیکن ہمیں یقین تھا کہ تم اس کی اجازت نہ دو گے اور مورگی ٹھیک ہو کر ایک بار پھر ہمارے مقابلے پر آ جائے گی“..... جولیانے کہا۔

”عمران صاحب۔ مس جولیانے اور تنویر ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مورگی نے پاکیشیائی سفیر کو ہلاک کر کے تمام ہمدردیاں خود ہی ختم کر لی تھیں“..... صفدر نے تنویر اور جولیانے کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور پھر ایسی ہی حمایت کیپٹن نکیل نے بھی کر دی جبکہ صالحہ پہلے ہی جولیانے کی حمایت کر رہی تھی۔

زیادہ اسے کچھ معلوم نہ تھا..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب آپ اس جاگر کو ٹریس کریں گے اور کیا یہ ضروری ہے کہ جاگر کو اس ہیڈ کوارٹر کا علم ہو۔ اس جیسے گروپ تو یہودیوں نے پوری دنیا میں رکھے ہوں گے۔ ہم کس کس کو ٹریس کر کے ان سے لڑتے رہیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”جاگر اے کیلگری کو ڈیل کرتا ہے تو لازماً اسے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی معلوم ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو فون نمبر کا تو علم ہوگا۔ فون نمبر معلوم ہو جائے تو جگہ ہم خود ٹریس کر لیں گے.....“ عمران نے کہا۔

”فون نمبر تو فریڈ کو بھی معلوم ہوگا.....“ کیپٹن کلکیل نے کہا۔
 ”وہ خود فون نہیں کر سکتا تھا اور جو کال ہیڈ کوارٹر سے آتی تھی اس کا نمبر ڈسپلے نہیں ہوتا تھا اس لئے اسے نمبر معلوم نہیں تھا۔“
 عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس فادر جوزف کو کیوں نہ ٹریس کیا جائے.....“ صالحہ نے کہا۔
 ”جوزف نام کے لاکھوں نہیں تو ہزاروں افراد ہوں گے اور اس نام کے بے شمار پادری ہوں گے جنہیں فادر جوزف کہا جاتا ہوگا۔ یہ اس قدر عام نام ہے کہ اس سے کوئی بات سرے سے معلوم ہی نہیں ہو سکتی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ جاگر کو بھی تو تلاش کرنا پڑے

گا.....“ صفدر نے کہا۔

”جاگر کا نام میرے لاشعور میں محفوظ ہے لیکن سامنے نہیں آ رہا۔ بہر حال کوشش تو کرنا ہی پڑے گی۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے تو مسائل حل نہیں ہو سکتے.....“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور اس بٹن کے پریس ہوتے ہی دوسری طرف ٹھنٹی بجنے کی آواز نمایاں طور پر سنائی دینے لگی۔
 ”انکوائری پلیز.....“ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے ایکریمیا اور اس کے دارالحکومت وٹکنٹن کا رابطہ نمبر دے دیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب وٹکنٹن کی انکوائری کو کال کر رہا تھا۔ چونکہ اتوار صبح کے تحت پوری دنیا میں انکوائری نمبر کے لئے ایک ہی نمبر مقرر تھا اس لئے انکوائری کا نمبر پوچھنے کی عمران کو ضرورت نہ تھی۔

”انکوائری پلیز.....“ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمی تھا۔

”کلیگ ٹریڈنگ کارپوریشن کا نمبر دے دیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل

دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کلیک ٹریڈنگ کارپوریشن“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جنرل منیجر کلیک سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ اودھ اچھا۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ کلیک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”اودھ۔ اودھ پرنس عمران آپ نے اچھا کیا کہ ڈگریاں دوہرا دیں ورنہ اتنے طویل عرصے بعد میں پہچان نہ سکتا۔ خوش آمدید۔ آج کا دن تو بڑا مبارک ہے کہ بڑے طویل عرصے بعد پرنس عمران کو کلیک یاد آ گیا ہے“..... دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ اور خلوص بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”تمہیں یاد کرنے کا مطلب ہے کہ دس بارہ ہزار ڈالرز سے ہاتھ دھوٹا اور میں صرف نام کا پرنس ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے کلیک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آپ نے دس بارہ ہزار ڈالرز کہہ کر میری بڑی حوصلہ افزائی کی ہے کیونکہ پرنس سے اتنی بڑی رقم کی امید میں لگا ہی نہ سکتا تھا۔ بہر حال بتائیں کیا حکم ہے“..... کلیک نے ہستے ہوئے کہا۔

”ایک اینٹ ہے جاگر۔ بس اس سے زیادہ اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ یہ کون صاحب ہیں اور ان کا حدود اربعہ کیا ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”صرف نام سے کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس نام کے تو ایکریمیا میں بے شمار لوگ ہوں گے۔ کوئی مزید اشارے دیں تب بات بنے گی“..... کلیک نے کہا۔

”دوسرا اشارہ یہ ہے کہ یہ لازماً کنٹرول یهودی ہوگا۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب شاید معلومات مل جائیں۔ آپ دو گھنٹے بعد دوبارہ کال کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اس قدر مبہم اشارے اور نام سے یہ کلیک اس آدمی کو کیا واقعی ٹریس کر لے گا“..... صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کلیک کا اصل بزنس ہی یہی ہے۔ اس کا نیٹ ورک پورے ایکریمیا اور یورپ میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ سرکاری ایجنسیوں، جرائم

پیشہ تنظیموں اور ایسی ہی دوسری ایجنسیوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے دوسروں کو فروخت کرتا ہے اور اس کا بزنس پورے اکیرمیا میں سب سے کامیاب جا رہا ہے..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں نے محسوس کیا ہے کہ عمران صاحب نے اس جاگر کو کنٹرل یہودی ایجنٹ بتایا تو کلیگ کے انداز میں اطمینان اور اعتماد ابھر آیا تھا“..... کیپٹن کلیل نے کہا۔

”ہاں۔ اس طرح معاملات ایک مخصوص دائرے میں آ گئے“..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح کی باتیں کر کے عمران نے دو اڑھائی گھنٹے گزارے اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

”کلیگ ٹریڈنگ کارپوریشن“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پرنس عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ کلیگ سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کلیگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد کلیگ کی آواز سنائی دی۔

”مفلس اور قلاش پرنس عمران بول رہا ہوں۔ ویسے پرنس فرمایا کرتے ہیں لیکن مفلس اور قلاش پرنس بول ہی سکتا ہے“..... عمران

نے کہا تو دوسری طرف سے کلیگ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
”آپ سے میں نے کچھ طلب تو نہیں کیا۔ پھر آپ کیوں اپنی مفلسی کا رونا رو رہے ہیں“..... کلیگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے پھر تو تم انتہائی شریف آدمی ہو۔ ٹھیک ہے اور کچھ نہیں تو بہر حال پرفوم کا تحفہ تمہیں ضرور ملے گا“..... عمران نے کہا تو کلیگ ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تحفے کا شکریہ۔ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ جاگر کے بارے میں اس لئے معلومات مل گئی ہیں کہ آپ نے اسے کنٹرل یہودی ایجنٹ بتایا تھا۔ میرے نیٹ ورک میں یہودیوں کے لئے علیحدہ سیکشن موجود ہے۔ اس نے معلومات ممیا کی ہیں لیکن پہلے وہ پرفوم والا تحفہ“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں پرفوم سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ تمہاری تو قوت شامہ بھی شراب پی پی کر ختم ہو چکی ہے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کلیگ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ آپ واقعی مفلس اور قلاش پرنس ہو کر پرفوم کے تحفے سے بھی بھاگ رہے ہیں۔ بہر حال سنیں۔ جاگر اکیرمیا کی ریاست گاربو سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا ایک پورا گروپ ہے جو بڑی بڑی وارداتوں میں ملوث رہتا ہے۔ اس کے گروپ کو شارگروپ کہا جاتا ہے۔ انتہائی تیز، خطرناک اور انتہائی متحرک ایجنٹ ہے۔ خاص طور پر غیر یہودیوں کے لئے تو یہ

قصاب سے بھی زیادہ سفاک سمجھا جاتا ہے“..... کلایک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ گروپ گارو میں رہتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ گارو میں ایک بدنام زمانہ کلب ہے جسے بلیک کلب کہا جاتا ہے۔ یہ کلب انتہائی خطرناک افراد کا پسندیدہ کلب ہے اور کہا جاتا ہے کہ بلیک کلب کا اصل مالک جاگر ہے لیکن وہ خود وہاں کم ہی جاتا ہے۔ البتہ وہاں سے اس کے بارے میں آپ کو مزید معلومات آسانی سے مل سکتی ہیں۔ بس اس سے زیادہ میں کسی مفلس اور قلاش پرنس کی خدمت نہیں کر سکتا“..... کلایک نے کہا۔

”تم تو مفلس اور قلاش نہیں ہو اس لئے لازماً تمہارا کسی بینک میں اکاؤنٹ بھی ہوگا۔ چلو کوئی چیک نہ دو لیکن وہ اکاؤنٹ نمبر تو بتا دو تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ آج کل تمہاری مالی حیثیت کیسی ہے اور اگر میری طرح حالت پتلی ہے تو پھر اس کے پتے پن کو کچھ گاڑھا کیا جاسکے لیکن ایک بات بتا دوں کہ صرف ایک لاکھ ڈالر جتنا گاڑھا ہو سکے گا اسی پر تمہیں اکتفا کرنا ہوگا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اتنی رقم۔ پھر تو دارے نیارے ہو جائیں گے۔ اکاؤنٹ اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ کہیں بھول کر کسی اور کے اکاؤنٹ میں رقم نہ جمع کرا دیں“..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور ساتھ ہی بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر کی تفصیل بتا دی۔

”اوکے۔ تھینک یو کلایک۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر نوٹن آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے سارے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ لاؤڈر کا مٹن عمران نے آخر میں آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی اور پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ انتھونی بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

لجہ ایکریمین تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ نے فون کیا ہے۔ کیا آپ ٹکٹن میں ہیں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”نہیں۔ میں باگاریا میں ہوں۔ ایک بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کرو“..... عمران نے کہا۔

”لیس عمران صاحب۔ کرائیں نوٹ“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کلایک کی بتائی ہوئی تفصیل دہرا دی۔

”لیس سر۔ نوٹ کر لیا ہے میں نے“..... انتھونی نے کہا۔

”اس اکاؤنٹ میں فوری طور پر ایک لاکھ ڈالر بھجوا دو اور اپنے

چیف کو بھی اس کی اطلاع کروینا“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور یہ بتاؤ کہ ایکریمیا کی ریاست گاریو میں ٹیم کے لئے تعاون کی کوئی ٹپ ہے تمہارے پاس“..... عمران نے کہا۔

”گاریو۔ جی ہاں۔ وہاں میرے بھائی ہنری کا کلب ہے۔ ریڈ لائن کلب۔ وہ آپ کو نہ صرف اچھی طرح جانتا ہے بلکہ میرے ساتھ کئی بار آپ سے اس کی ملاقات بھی ہو چکی ہے“..... انھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ وہ تو نہیں جس کے بال گہرے سرخ ہیں“..... عمران نے اچانک کہا۔

”جی ہاں۔ وہی ہے۔ میں اس کا فون نمبر آپ کو بتا دیتا ہوں۔ آپ فون کر کے اس سے کوئی بھی خدمات لے سکتے ہیں۔ بے فکر ہو کر“..... انھونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بھائی ہنری کا فون نمبر بتا دیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پر بس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”باگاریا سے ایکریمیا ریاست گاریو کا رابطہ نمبر بتا دیں“۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر بس کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈ لائن کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ہنری سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”ہیلو۔ ہنری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ اوہ۔ آج کیسا خوش قسمت دن ہے کہ آپ نے مجھے براہ راست فون کیا ہے۔ حکم دیجئے“..... دوسری طرف سے ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے کسی کو خلاف توقع کوئی بڑی خوشخبری مل گئی ہو۔

”تمہارے بھائی سے میں نے تمہارا نمبر لیا ہے۔ میں ٹیم کے ساتھ گاریو آ رہا ہوں۔ وہاں مجھے رہائش کوٹھی، دو کالیں اور تھوڑا سا اسلحہ چاہئے۔ کیا تم اس طرح بندوبست کر سکتے ہو کہ تمہارے علاوہ اور کسی کو علم نہ ہو۔ کوٹھی میں ہمیں دو کالیں، میک اپ کا سامان اور اسلحہ وغیرہ بھی چاہئے۔ اس کا تمہیں باقاعدہ معاوضہ دیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں عمران صاحب۔ لیکن آپ یہاں کس کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں۔ یہ تو ایکریمیا کی قدرے پسماندہ

جائیں“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ہم یہاں فریڈ اور مورگی سے انتقام لینے کے لئے آئے ہیں اور چونکہ یہ انتقام لے لیا گیا ہے اس لئے ہم واپس چلے جائیں گے۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا خیال درست ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں بہر حال آگے تو بڑھنا ہے“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریاست ہے“..... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”اس معاملے میں تم جتنا کم جانو گے اتنے ہی فائدے میں رہو گے“..... عمران نے کہا۔

”او کے عمران صاحب۔ یہاں ڈان کالونی کی کٹھی نمبر ایک سو ایک حاضر ہے۔ میرے علاوہ اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ دو کاریں بھی وہاں پہنچ جائیں گی۔ میک کا سامان اور اسلحہ بھی پہنچا دیا جائے گا۔ باہر نمبروں والا لاک لگا دیا جائے گا۔ کٹھی کا نمبر ہی اس لاک کو کھولنے کے لئے ہو گا“..... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”شکریہ۔ پھر بات ہو گی“..... عمران نے کہا اور ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

”تو آپ اب جاگر کے پیچھے گارو جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے علاوہ بظاہر اور کوئی صورت نہیں ہے۔ جاگر سے ہمیں شاید سپر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات مل جائیں کیونکہ وہ اے کیٹگری کے مسلم سٹارز کے خلاف کام کرتا ہے۔ ایسے آدمی کو اور اس کے گروپ کو ویسے بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ظاہر ہے فریڈ اور مورگی کی موت کی خبر ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس جاگر کو یہاں ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے بھیجا جائے جبکہ ہم وہاں پہنچ

اسے اب تک موقع نہ مل سکا تھا لیکن اب قدرت نے خود بخود اسے یہ موقع دے دیا تھا۔

جاگر اے کیلگری کے خلاف کام کرتا تھا جو سب سے مشکل کام تھا لیکن یہ اس کی کارکردگی تھی کہ اس وقت تک وہ بیس مسلم سٹارز کا خاتمہ کر چکا تھا اور اب یہ اکیسواں کیس اسے دیا گیا تھا۔ قادر جوزف نے عمران کو اے کیلگری دے دی تھی اور اسے اس کے مقابل منتخب کیا تھا اور ایک ماہ کا وقت دیا گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر ایک ماہ کے اندر وہ عمران کا خاتمہ نہ کر سکا تو پھر اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا اور یہی پریسیکشن کا اصول تھا جس پر انتہائی سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ وہ اس وقت بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کس طرح ایسا پلان بنائے کہ عمران سے اس کی دو بد فائٹ ہو سکے اور اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اسے عبرتناک موت مار دے تاکہ اس نے یہودیوں کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کا بھی کسی حد تک ازالہ ہو سکے۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا تو جاگر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ دروازے پر ایک خوبصورت، نوجوان اور متناسب جسم کی مالک لڑکی کاندھے پر بیگ لٹکائے موجود تھی۔

”میں اندر آ سکتی ہوں باس“..... لڑکی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا تو جاگر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

جاگر لمبے قد اور ورژنی جسم کا مالک تھا۔ اس کے سر پر موجود بال خاصے گھنے تھے۔ وہ گاربو میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں بنائے گئے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گروپ جسے سٹار گروپ کہا جاتا تھا، میں دس افراد شامل تھے جن میں چار عورتیں اور چھ مرد تھے۔ جاگر خود بھی بے حد تربیت یافتہ تھا اور اس کے سارے ساتھی بھی اس کی طرح انتہائی تربیت یافتہ تھے۔ جاگر بے حد ہوشیار، ذہین اور فعال ایجنٹ تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی سب کمنو یہودی تھے اور مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اور خاص طور پر عمران کو تو سب یہودی اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتے تھے۔ جاگر کے ذہن میں بھی عمران کے لئے شدید نفرت بھری ہوئی تھی۔ یہ تو اس کی مجبوریاں تھیں کہ وہ عمران کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا نہ گیا تھا ورنہ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اڑ کر پاکیشیا پہنچ جائے اور اس عمران کا خاتمہ کر دے لیکن

”میں باہر جا سکتا ہوں میڈم“..... جاگرنے بھی ہنستے ہوئے کہا تو لڑکی کھلکھلا کر ہنس پڑی اور ہنستی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”تمہارے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی کہ مجھے بغیر اجازت اندر آنے کی ہمت ہی نہ پڑی۔ کیا ہوا ہے“..... لڑکی نے سائیڈ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”پیشل اے کیٹگری ٹارگٹ دیا گیا ہے اور ایک ماہ کی مدت ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اگر ایک ماہ میں ٹارگٹ ہٹ نہ ہوا تو کیا ہوگا“..... جاگرنے آگے کی طرف جھکتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تو یہ کون سی نئی بات ہے تمہارے لئے۔ نجانے کب سے تم چیئنج قبول کرتے چلے آ رہے ہو اور ہمیشہ کامیابی نے تمہارے قدم چومے ہیں۔ اس بار ایسا کیا ٹارگٹ ہے کہ تم اس قدر سنجیدہ ہو رہے ہو“..... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ایسا شخص ہے جس نے اسرائیل میں گھس کر یہودیوں کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے اور کوئی بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ بے شمار یہودی تنظیمیں اس کے ہاتھوں ختم ہو گئیں حالانکہ وہ بظاہر ایک احمق سا آدمی نظر آتا ہے“..... جاگرنے کہا تو لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”ایسا کوئی آدمی اب تک اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ تم مذاق کر رہے ہو“..... لڑکی نے کہا۔

”تم پاکیشیا کے بارے میں جانتی ہو فراسٹ“..... جاگرنے

کہا۔

”پاکیشیا۔ ہاں اتنا کہ وہ براعظم ایشیا کا ایک پسماندہ ملک ہے لیکن اسرائیل کی طرح وہ بھی ایک نظریاتی ریاست ہے۔ مسلمانوں کی نظریاتی ریاست، لیکن وہ انتہائی پسماندہ ملک ہے“..... فراسٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے لیکن اس کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو دنیا کا خطرناک ایجنٹ کہا جاتا ہے اور جس کے بارے میں تم سے میں بات کر رہا ہوں وہ یہی عمران ہے پیشل اے کیٹگری اور یہ بھی سن لو کہ باگاریا میں ریڈ اسکاکی کے سپر ایجنٹس فریڈ اور مورگی دونوں اس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں“..... جاگرنے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ فریڈ اور مورگی دونوں واقعی سپر ایجنٹس تھے۔ میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں جاگرنے۔ ان دونوں کی موت تو واقعی خطرے کی گھنٹی ہے“..... فراسٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو میں سوچ رہا ہوں کہ کوئی ایسا اقدام کیا جائے کہ جلد از جلد اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت یقینی ہو جائے لیکن وہ باگاریا میں ہیں اور میں ان سے دور گارو میں۔ اگر میں یہاں سے باگاریا جاؤں تو وہ وہاں سے جا چکے ہوں گے کیونکہ ان کا وہاں کام ختم ہو چکا ہے۔ اگر ہم پاکیشیا جائیں تو ہو سکتا ہے کہ

وہ کہیں اور کا رخ کر لیں اور ہم وہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہ جائیں۔ اس طرح ایک ماہ ختم ہو جائے اور ہمیں موت کی سزا دے دی جائے۔ جاگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری سوچ درست ہے لیکن اس کا کوئی حل بھی تو سوچنا ہو گا۔۔۔۔۔ فراسٹ نے کہا۔

”یہ تو معلوم ہو کہ وہ اب کہاں کا رخ کرتے ہیں۔ اس کے لئے میں نے ایک کام کیا ہے کہ باگاریا ایئر پورٹ پر ایک گروپ کو ٹاسک دے کر تعینات کیا ہوا ہے کہ وہ وہاں چیکنگ کرتا رہے اور یہ لوگ جس طرف کا رخ کریں ہمیں اس کی اطلاع مل جائے۔“

جاگر نے کہا۔

”کیا وہ اصل حلیوں میں ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ایشیائی حلیوں میں۔۔۔۔۔ فراسٹ نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ وہ میک اپ کے ماہر ہیں۔ صرف ان کی تعداد کا علم ہے۔ یہ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل گروپ ہے اور چونکہ یہ لوگ اپنا مشن مکمل کر کے واپس جا رہے ہوں گے اس لئے چونکہ بھی نہیں ہوں گے کہ گروپ کو علیحدہ علیحدہ کر لیں۔ پھر اس عمران کا قد و قامت بھی مجھے معلوم ہے۔ وہ بھی میں نے چیکنگ کرنے والوں کو بتا دیا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ ہمیں درست معلومات مل جائیں گی۔“

جاگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فراسٹ اس کی بات کا کوئی جواب دیتی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج گئی تو

جاگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔۔۔۔۔ جاگر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”باگاریا ایئر پورٹ سے رابرٹ کی کال ہے باس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کراؤ بات۔۔۔۔۔ جاگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں باگاریا ایئر پورٹ سے۔“

چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ جاگر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔“

جاگر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا بتایا ہوا گروپ ونگٹن جانے کے لئے طیارے میں سوار ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”تعداد پوری ہے یا کم زیادہ ہے۔“

جاگر نے پوچھا۔

”پوری ہے۔ دو عورتیں اور چار مرد اور جو قد و قامت ایک مرد کا آپ نے بتایا تھا وہی اس گروپ کا لیڈر معلوم ہوتا ہے اور یہ لوگ بعض اوقات آپس میں کسی ایشیائی زبان میں بھی بات کر لیتے ہیں۔“

رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کے کاغذات کی نقول لے کر مجھے فیکس کر دو اور فلائٹ کی تفصیل بھی بتا دو۔“

جاگر نے کہا تو دوسری طرف سے رابرٹ نے فلائٹ کی تفصیل بتا دی۔

”باگاریا سے وٹکنن یہ فلائٹ کب پہنچے گی“..... جاگر نے پوچھا۔
 ”ساڑھے چار گھنٹے کی پرواز ہے باس“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کاغذات کی نقول جلد بھجوا دو“..... جاگر نے کہا اور ریسور رکھ کر اس نے سائیڈ میں پڑے ہوئے انٹرکام کا ریسور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”نیس باس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”روہن۔ باگاریا سے رابرٹ کاغذات کی نقول یہاں فیکس کر رہا ہے۔ جیسے ہی یہ نقول یہاں پہنچیں تم نے انہیں وٹکنن میں کازری کو فیکس کر دینی ہیں اور مجھے اطلاع دینی ہے“..... جاگر نے سخت لہجے میں کہا۔

”نیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جاگر نے انٹرکام کا ریسور رکھ دیا اور ایک بار پھر فون کا ریسور اٹھا کر اس نے اس پر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”نیس باس“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”وٹکنن میں کازری جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ“..... جاگر نے سرد لہجے میں کہا۔

”نیس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جاگر نے ریسور رکھ دیا۔

”تو اب تم وٹکنن ایئر پوسٹ پر کازری کے ذریعے انہیں ختم کرنا چاہتے ہو“..... فراسٹ نے کہا تو جاگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر اس طرح یہ لوگ ختم ہو سکتے تو اب تک ہزاروں بار ختم ہو چکے ہوتے۔ ان پر بے شمار حملے ہو چکے ہیں لیکن آج تک موت کی حد تک معاملات نہیں پہنچے۔ زیادہ سے زیادہ یہ زخمی ہو جاتے ہیں لیکن ان کی قوت ارادی ان کو دوبارہ زندگی کی طرف لے آتی ہے۔ میں صرف ان کی منزل ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ان پر حملے کا کوئی فول پروف طریقہ سوچوں گا“..... جاگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جاگر نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”نیس“..... جاگر نے مخصوص انداز میں کہا۔
 ”کازری لائن پر ہے۔ بات کیجئے“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو“..... جاگر نے کہا۔
 ”نیس باس“..... میں کازری بول رہا ہوں۔ حکم دیجئے باس“..... کازری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر سے تمہیں چھ افراد کے کاغذات کی نقول بھیجی جا رہی ہے یعنی فیکس کی جا رہی ہے۔ یہ چھ افراد کا گروپ ہے جس میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں۔ یہ گروپ باگاریا سے وٹکنن ہائی ایئر پہنچ رہا ہے۔ تم نے ان کی مشینی نگرانی کرنی ہے کہ یہ لوگ وٹکنن

میں رہتے ہیں یا آگے کہیں جاتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے مشینی نگرانی کی بات کر رہا ہوں۔ کوشش کرو کہ ان کی گفتگو بھی سن سکو یا ریکارڈ ہو سکے تاکہ ان کے آئندہ کے عزائم بھی سامنے آ سکیں۔ پھر تم نے فوری طور پر مجھے رپورٹ دینی ہے“..... جاگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فلائٹ کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ تمام کام آپ کی ہدایت کے مطابق ہو گا“..... کاہری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ مجھے تمہاری کال کا انتظار رہے گا“..... جاگر نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”اب چھ سات گھنٹوں بعد ہی کال آئے گی اس لئے کیوں نہ کسی ہوٹل کا چکر لگا لیا جائے۔ یہاں بیٹھ کر تو بور ہو جائیں گے“..... فراسٹ نے کہا۔

”ہاں آؤ“..... جاگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو فراسٹ بھی اپنی بات فوری تسلیم کر لئے جانے کی وجہ سے مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

حصہ اول ختم شد

عمارت سیریز
ریڈ اسکائی
حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور
پیش کردہ چوینشز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاقی ہوگی۔ جس کے لئے پیشتر
مصنف پر نثر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

”عمران صاحب۔ ہماری نگرانی ہو رہی ہے“..... صفدر نے
آہستہ سے عمران سے کہا۔ وہ سب اس وقت لیکن ایئر پورٹ کے
پبلک لاؤنج میں موجود تھے۔ چونکہ بے شمار فلائٹس مسلسل آ جا رہی
تھیں اس لئے یہاں تقریباً ہر وقت ہی خاصا رش رہتا تھا جبکہ اس
وقت عام حالات سے بھی زیادہ رش اس لئے تھا کہ اس وقت
فلائٹوں کی تعداد عام اوقات سے زیادہ ہوتی تھی۔ پبلک لاؤنج میں
رش کے باوجود سب لوگ اطمینان سے کھڑے باہر جانے کے لئے
اپنی باری کے منتظر تھے اور کسی قسم کی کوئی ہڑ بونگ نہ تھی۔
”ہاں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ کونے میں لیے قد والا
آدی نگرانی کرنے والی مشین لئے کھڑا ہے“..... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ ہمارے یہاں پہنچنے کی

ناشر ----- مظہر کلیم ایم اے

اہتمام ----- محمد ارسلان قویش

ترجمین ----- محمد علی قویش

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

Mob 0333-6106573

0336-3644440

0336-3644441

Ph 061-4018666

E-Mail Address

arsalan.publications@gmail.com

ارسلان پبلی کیشنز پاک گیٹ
ملتان

کسی نہ کسی کو پہلے سے اطلاع تھی“..... صفدر نے کہا۔

”نہ صرف اطلاع تھی بلکہ شاید ہمارے بارے میں تفصیلی معلومات بھی بھجوائی گئی ہیں کیونکہ ہم نے نئے میک اپ کر رکھے ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر اب کیا پروگرام ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہم نے یہاں صرف ایک روز ٹھہرتا ہے۔ اس کے اور ساتھی بھی ہوں گے۔ اگر انہیں چھیڑا گیا تو معاملات ابھی سے کوئی اور رخ اختیار کر لیں گے اس لئے خاموش رہو۔ البتہ سب ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ پاکیشیائی زبان کا کوئی لفظ منہ سے نہ نکالیں“۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا ہٹا اور سائڈ پر کھڑے کیپٹن کلبل اور تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پبلک لاؤنج سے باہر آئے۔ عمران نے دو ٹیکسیاں لیں اور وہ سب ہوٹل گرائنڈ کے لئے روانہ ہو گئے جہاں عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے بک کرائے ہوئے تھے۔ عمران کا طریقہ یہی تھا کہ وہ کسی دوسری جگہ جانے سے پہلے فون پر ہی ہوٹل میں کمروں کی بکنگ کرا لیتا تھا تاکہ وہاں جا کر ادھر ادھر بھٹکانا نہ پڑے۔ ہوٹل گرائنڈ پہنچ کر وہ سب پہلے تو اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے اور پھر فریش ہو کر اور لباس تبدیل کر کے وہ جب عمران کے کمرے میں پہنچے تو عمران نے ان سب کے لئے ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس“..... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں کلارک“..... عمران نے کہا۔

”اوہ ہیس سر۔ حکم پرنس“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا

گیا۔

”ہم اس وقت ہوٹل گرائنڈ میں ہیں۔ ہمارے خلاف تھرڈ آپشن استعمال ہو رہا ہے اس لئے ہم اسے فوراً آپشن میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی قسم کی اطلاع کے“..... عمران نے کہا۔

”صرف ایک یا سب کے بارے میں حکم ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”صرف ایک“..... عمران نے کہا۔

”اوکے سر۔ نصف گھنٹے میں حکم کی تعمیل ہو جائے گی“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھتے ہی سیر و سیاحت کی باتیں شروع کر دیں کہ یہاں کون کون سی جگہیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا اشارہ سمجھ گئے تھے اس لئے وہ سب ہی ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی کھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس“۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”تعمیل کر دی گئی ہے۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔

آپ کے فون کی لائن کو بھی کور کر لیا گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ تھینک یو“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کون تھا یہ“..... صفدر نے کہا۔

”تمہارے چیف کا ٹکنٹن میں پیش ایجنٹ۔ اب اس کمرے کے باہر پیش چمپر لگا دیا گیا ہے اس لئے اب اس کمرے میں ہونے والی تمام بات چیت باہر سے نہ سنی جاسکے گی اور نہ ہی فون پر ہونے والی گفتگو چیک یا لیک ہو سکے گی اس لئے اب کھل کر بات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تم اس بار کچھ چیئنگ نظر آ رہے ہو۔ بجائے نگرانی کرنے والوں کو پکڑنے کے النان سے چھپ رہے ہو“..... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں ادھر ادھر الجھتا نہیں چاہتا۔ مگر ہم یہاں ٹکنٹن میں کسی چکر میں پھنس گئے تو بری طرح الجھ کر یہیں تک محدود ہو کر رہ جائیں گے جبکہ ہمیں ابھی جاگر کو ٹریس کرنا ہے اور پھر اس جاگر سے سپر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہاں ٹکنٹن میں بھی لازماً اس تنظیم کا سب ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ وہاں سے سپر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں“..... کیپٹن کلکیل نے کہا۔

”یہاں بھی فریڈ اور مورگی جیسے سپر ایجنٹس ہوں گے۔ اس طرح تو ہمیں ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں صدیاں لگ جائیں گی۔ البتہ تمہاری بات سن کر میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔ اس پر کام کیا جاسکتا ہے۔ پھر شاید ہمیں جاگر کے پیچھے بھی نہ بھاگنا پڑے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”نہیں۔ رورٹ بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”پرنس۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں“۔

دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”یہیں ٹکنٹن میں ہی ہوں لیکن فی الحال سامنے نہیں آ سکتا“۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ فرمائیے کیا حکم ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہودیوں نے ایک تنظیم ریڈ اسکائی بنائی ہوئی تھی۔ جسے آپ

گریڈ کر دیا گیا ہے جس کا نام ریڈ اسکائی سپر سیکشن ہے۔ اس کا

چیف کوئی فادر جوزف نامی یہودی ہے جو ادویات کا بزنس کنگ بھی

کہلاتا ہے۔ مجھے اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چاہئے“..... عمران نے

کہا۔

”اس کے ہیڈ کوارٹر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ گاربو میں رہنے والا ایک آدمی جس کا نام جاگڑ ہے وہ اس لئے اس سے واقف ہے کہ وہ اس تنظیم کا سرپرست ایجنٹ ہے۔ وہ ہیڈ کوارٹر جاتا رہتا ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اب ایک اور بات سن لو۔ ہم یہاں ہوٹل گرائڈ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ ایئر پورٹ پر ہماری مشینی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ اب بھی لازماً ہوٹل گرائڈ کے اندر اور باہر موجود ہوں گے۔ کیا تم انہیں چھپڑے بغیر معلوم کرا سکتے ہو کہ ان کا تعلق کس سے ہے؟“

..... عمران نے کہا۔

”نگرانی کر رہے ہیں“..... روبرٹ نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ایک گھنٹے بعد آپ دوبارہ فون کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون تھا؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”یہاں ایکریمیا میں اس کا نیٹ ورک بہت دور تک پھیلا ہوا ہے اور یہ غیر یہودی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس نے معاوضہ تو طلب نہیں کیا“..... جولیا نے کہا۔

”انہیں معلوم ہے کہ پرنس آف ڈھپ بس نام کا ہی پرنس ہے ورنہ اس کے پاس دینے کو کچھ نہیں“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس کے باوجود وہ آپ کو نا نہیں کرتے عمران صاحب۔“

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے ایک دفعہ نا کی تھی اور پوری ایک سو جوتیاں کھائی تھیں اس لئے سب کو سبق یاد ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”کس سے جوتیاں کھائی تھیں آپ نے؟“..... صفدر نے کہا۔

”ایک ہی ہستی ہے جسے مجھ جیسے ناخلف کو جوتیاں مارنے کا حق حاصل ہے اور وہ اس حق کو استعمال کرنا بھی جانتی ہیں اماں بی“..... عمران نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے انہیں عمران کی بات پر مکمل یقین ہو۔

”آپ نے کس بات پر نا کی تھی؟“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے میری جرأت ہے کہ میں نا کر سکوں۔ البتہ میں نے شیطان کی طرح جواز پیش کرنے کی کوشش کی اور اماں بی نے کہا، اچھا تو تعیل کی بجائے جواز پیش کرتے ہو اور اس کے بعد گنتی شروع۔ وہ تو ڈیڈی وہاں سے گزرے تو انہوں نے میری جان بچائی ورنہ اس روز میری کھوپڑی جب تک ٹکڑوں میں تقسیم نہ ہو

جاتی اماں بی کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوتا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوا کیا تھا۔ اس کی تفصیل تو بتائیں“..... صالحہ نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

”ہوتا کیا تھا۔ میں کوٹھی پر جاتا ہوں تو پہلے اماں بی کے پاس جاتا اور انہیں سلام کر کے آخر میں جاتے ہوئے اگر ڈیڑی کوٹھی پر ہوتے تو انہیں جا کر سلام کرتا۔ ایک روز اماں بی نے حکم دیا کہ آئندہ جب بھی کوٹھی پر آیا کروں تو پہلے جا کر ڈیڑی کو سلام کیا کروں۔ وہ گھر کے سربراہ ہیں بعد میں میرے پاس آیا کرو جس پر میں نے جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہمارے دین میں والدہ کو والد سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ بس اس پر گنتی شروع ہو گئی“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اور شیطان والی بات کیا کی تھی آپ نے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شیطان نے بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کی بجائے آدم کو سجدہ نہ کرنے کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی اس لئے ہمیشہ کے لئے راندہ درگاہ اور مردود قرار دے دیا گیا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے روبرٹ آپ کو کوئی اطلاع دے دے جو جاگر والی اطلاع سے مختلف ہو تو آپ کیا فیصلہ کریں گے۔

کیا اس انداز میں معلومات حاصل کرنے سے آپ کنفیوژ نہ ہو جائیں گے“..... کیپٹن ٹھیکل نے کہا۔

”ہمارا تو کام ہی مختلف معلومات حاصل کرنا ہے اور پھر ان کا تجزیہ کر کے ہی فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور اصول یہ ہے کہ خوب غور و فکر کر کے فیصلہ کرو لیکن جب فیصلہ کر لو تو پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔ اس طرح کنفیوژن سے آدی بچ جاتا ہے۔ نتیجہ جو بھی نکلے گا اس بارے میں میں بھی سوچ لیا جائے گا“..... عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اب بوڑھے ہو گئے ہو“..... یلکھت خاموشی بیٹھی جولیا نے کہا تو سب پہلے تو چونک پڑے پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”وہ کیسے مس جولیا۔ آپ نے کیسے اندازہ لگایا ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جولیا کی سمت درست نہیں رہی۔ کہنا تو تنویر کو چاہتی تھی لیکن کہہ مجھے گئی۔ کیوں جولیا۔ میں درست کہہ رہا ہوں نا“..... عمران نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے تمہارے بارے میں رائے دی ہے اور میں ابھی تک اپنی رائے پر قائم ہوں کیونکہ اب تم نے بوڑھوں جیسی باتیں شروع کر دی ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”میں تو چلو بوڑھوں جیسی باتیں کرتا ہوں لیکن تنویر کیسی کرتا ہے

خاموشی، جو بوزھوں کی پسندیدہ عادت ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”عمران صاحب۔ یہ نگرانی کہیں جاگر کی طرف سے تو نہیں ہو رہی“..... اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا تنویر کوئی جواب دیتا صفدر نے بات کر دی اور سب چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔
 ”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے اور اگر واقعی ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”روبرٹ سے بات ہو جائے پھر آگے سوچیں گے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ پھر وقت پورا ہونے پر عمران نے روبرٹ سے رابطہ قائم کیا۔

”پرنس آپ کی نگرانی جاگر کا یہاں نمائندہ کاری کر رہا ہے۔ یہ نگرانی باگاریا سے شروع ہوئی ہے۔ آپ کے کاغذات کی نقول وہاں سے حاصل کی گئیں اور یہاں بھیجی گئیں اور یہاں کاری کے ذمے نگرانی لگائی گئی ہے۔ کاری کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مشینی نگرانی کرائے اور کسی قسم کی مداخلت نہ کرے“..... دوسری طرف سے روبرٹ نے کہا۔

”باگاریا ایئر پورٹ پر ہمیں کیسے چیک کیا گیا۔ ہم تو نئے میک اپ میں تھے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم تھا کہ آپ یہ بات ضرور پوچھیں گے اس لئے میں

نے اس سلسلے میں پہلے ہی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ کا گروپ، اس کی تعداد، مردوں اور عورتوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ آپ کا مخصوص قد و قامت، ان سب کی وجہ سے آپ کو مارک کیا گیا لیکن وہ کنفرم اس لئے ہوئے کہ آپ کے ساتھیوں نے وہاں اکثر آپس میں پاکیشیائی زبان میں بھی بات کی“..... روبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاگر کہاں ملے گا۔ گاریو میں“..... عمران نے کہا۔

”اس کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ وہ اچانک سامنے آتا ہے تو اچانک کئی کئی روز کے لئے غائب ہو جاتا ہے اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جب آپ وہاں پہنچیں گے تو وہ کہاں ہو گا اور کس حلیے میں ہو گا۔ البتہ ایک بدنام زمانہ کلب ہے گاریو میں جس کا نام بلیک کلب ہے جو جرائم پیشہ بد معاشوں کی آماجگاہ ہے اور جہاں ہر وقت قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ وہ کلب اس جاگر کی ملکیت ہے۔ اس کے منیجر جس کا نام ڈیوس ہے کو حتمی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جاگر کہاں ہے اور کس روپ میں ہے لیکن ڈیوس تک پہنچنا اور پھر اس سے اس کی مرضی کے بغیر معلومات حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے“..... روبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کتنے ڈالرز میں راضی ہو جاؤ گے عمران نے کہا تو دوسری طرف سے روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کلارک کو کہہ دیں بس کافی ہے۔ گڈ بائی“..... دوسری

طرف سے کہا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 ”یس۔ کلا راک بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ میں نے رابرٹ سے قیمتی معلومات حاصل کی ہیں۔ اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتا“۔ عمران نے کہا۔

”اوکے پرنس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

”یہ روبرٹ کیوں اس قدر مہربان ہو رہا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ روبرٹ کلا راک کا چھوٹا بھائی ہے اور روبرٹ کو معلوم ہے کہ کلا راک تمہارے چیف کا یہاں خصوصی نمائندہ ہے اور تمہارے چیف کی طرح ہی کنجوس ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”چیف تمہاری حد تک کنجوس ہو گا۔ ہمارے لئے نہیں“..... جولیا نے کہا۔

”میری حد تک تو سب ہی خلاف ہیں حتیٰ کہ جس پر تکیہ ہے وہی پتہ ہوا دینے لگ جاتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کون ہے وہ پتہ عمران صاحب“..... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”جولیا“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سوائے تنویر کے سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”جولیا حقیقت پسند ہے۔ سمجھے“..... تنویر نے فوراً ہی کہا تو ایک بار پھر سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ اب تو یہ بات کنفرم ہو گئی کہ جاگر کی طرف سے نگرانی کی جا رہی ہے اور ہم جیسے ہی گار یو پہنچیں گے ہم پر حملہ ہو جائے گا۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہمارے پاس کاغذات کا تیسرا سیٹ موجود ہے۔ اس کے مطابق نئے سرے سے میک اپ کریں گے اور خاموشی سے فائر ڈور کے ذریعے ہوٹل سے باہر نکل جائیں گے۔ ان کاغذات کے مطابق دو گروپس کی صورت میں سینیٹس بک کرائیں گے۔ پھر وہاں پہنچ کر اس جاگر کو تلاش کیا جائے گا“..... عمران نے کہا تو سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ انہیں نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔

”نہیں۔ کراؤ بات“..... جاگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا مین پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ کازری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کازری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ کیا رپورٹ ہے نگرانی کی“..... جاگر نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ گروپ ایئر پورٹ سے سیدھا ہوٹل گراؤ گیا۔ وہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے۔ ہم نے ان کے کمروں کے اندر گفتگو سننے اور ٹیپ کرنے کا بندوبست کرنے کی کوشش کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ ان کمروں میں انتہائی طاقتور جمپر لگائے گئے ہیں اور یہ انتظام خصوصی طور پر کیا گیا ہے اس لئے نہ ہم ان کی گفتگو سن سکے اور نہ ہی فون کال ٹیپ کر سکے ہیں۔ بہر حال ہم انتظار کرتے رہے لیکن وہ کمروں سے باہر ہی نہیں نکلے اور پھر جب ہم نے کمروں کو چیک کیا تو کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ ہم ہوٹل کی لابی اور مین گیٹ پر تھے لیکن وہ ادھر سے نہیں گزرے تھے۔ پھر جب ہم نے معلومات حاصل کیں تو ہمیں بتایا گیا کہ دو عورتیں اور چار مرد فائر ڈور سے باہر نکل گئے ہیں جس پر ہم فوری ایئر پورٹ پہنچے لیکن یہ لوگ وہاں بھی موجود نہ تھے۔ ہم نے پورا شہر چھان مارا ہے۔ دوسرے ہوٹلوں کو بھی چیک کیا ہے لیکن وہ لوگ غائب ہو گئے ہیں“..... کازری نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

جاگر اور فراست دونوں اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھے۔ وہ رات کو بہت دیر بعد ہوٹل سے واپس آئے تھے کیونکہ وہاں فنکشن ایسا تھا کہ وہ اسے ادھورا چھوڑ کر واپس نہ آ سکتے تھے۔ واپسی پر چونکہ رات کافی گزر گئی تھی اس لئے وہ اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے اور اب ناشتے اور اخبارات کے مطالعہ کے بعد وہ آفس میں پہنچ گئے تھے۔ جاگر نے لیٹنن میں اپنے ایجنٹ کازری سے رابطہ کیا تو اسے بتایا گیا کہ کازری ابھی آفس نہیں پہنچا۔ جیسے ہی وہ پہنچے گا وہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کر لے گا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی کھنٹی بج اٹھی تو جاگر نے رسیور اٹھا لیا۔

”نہیں“..... جاگر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
”لیٹنن سے کازری کی کال ہے باس“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”دیری بیڑ۔ یہ تم نے کیا رپورٹ دی ہے کازی۔ چھ افراد تمہارے سامنے موجود تھے اور تم انہیں گم کر بیٹھے۔ انہوں نے یقیناً نگرانی چیک کر لی ہو گی اس لئے انہوں نے نئے میک اپ کئے اور کمرے چھوڑ کر فائر ڈور سے نکل گئے۔ اب وہ تمہارے ہاتھ کیسے آسکتے ہیں۔ ویری بیڑ..... جاگرنے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ بات تو ہمارے ذہن میں ہی نہ تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ہم تو انتہائی چوکنا تھے لیکن..... کازی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”یہ معلوم کرنا بے حد ضروری ہے کہ وہ لنگٹن سے کہاں گئے ہیں۔ وہ میک اپ میں بھی ہوں تب بھی گروپ تو ہو گا اور عمران کا حلیہ تو بدل سکتا ہے لیکن اس کا قد و قامت تو نہیں بدل سکتا۔ تم اس بنیاد پر ایئر پورٹ پر اور بس ٹرمینل پر چیکنگ کراؤ..... جاگرنے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”میں نے پہلے ہی آدی لگا دیئے ہیں باس..... کازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب بھی کوئی اطلاع ملے تم نے فوری مجھے رپورٹ دینی ہے..... جاگرنے کہا اور ریسور اس طرح کریڈل پر پتخ دیا جیسے سارا تصور ہی ریسور اور کریڈل کا ہو۔

”تمہیں اس قدر غصہ کیوں آ رہا ہے۔ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ

ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ نگرانی کا معلوم ہو جانے کے باوجود کچھ نہ کرتے اور ان کی جگہ اگر ہم ہوتے تو کیا ہم ایسا نہ کرتے..... فراسٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ وہ واقعی انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں لیکن مجھے غصہ کازی پر آ رہا ہے کہ میں نے اسے خصوصی طور پر کہا تھا کہ نگرانی کا علم نہ ہونے دے اور مشینی نگرانی کرے۔ اس کے باوجود اس کی نگرانی ٹریس ہو گئی..... جاگرنے کہا۔

”اب یہ مشینیں کافی پرانی ہو چکی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں پہچانتے ہوں کہ یہ مشینیں نگرانی کرنے والی ہیں..... فراسٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اب کیا کیا جائے۔ مجھے اب کازی پر یقین نہیں ہے کہ وہ انہیں تلاش کر سکے۔ ہمارا وقت حیزی سے گزرتا جا رہا ہے..... جاگرنے کہا۔

”ہمیں انہیں خود ٹریس کرنا چاہئے اور پہلے یہ بات معلوم کرنی چاہئے کہ باگاریا سے وہ لنگٹن کیوں اور کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ ظاہر ہے وہ کسی پلان کے تحت ہی آئے ہوں گے۔ اب میرا سیاحت کرنے تو نہیں آئے ہوں گے..... فراسٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس بارے میں کیسے اور کہاں سے معلوم کیا جائے..... جاگرنے کہا۔

”وہ کہیں نہ کہیں تو سامنے آئیں گے یا پھر واپس پاکستان چلے جائیں گے اس لئے تم پاکستان میں بھی کسی گروپ کو الٹ کر دو۔ یہاں گارو میں بھی چیکنگ کراتے رہو۔ وٹکنٹن میں کازی کام کر رہا ہے۔ اس طرح کہیں نہ کہیں سے معلومات مل جائیں گی۔“ فراسٹ نے کہا تو جاگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی تھکنی بج اٹھی تو جاگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں..... جاگر نے مخصوص انداز میں کہا۔

”وٹکنٹن سے کازی کی کال ہے باس..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات..... جاگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”کازی بول رہا ہوں باس۔ وٹکنٹن سے..... چند لمحوں بعد کازی کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”ہاں۔ کوئی خاص بات..... جاگر نے کہا۔

”باس۔ ہمارے مطلوبہ افراد گارو گئے ہیں اور وہ وہاں پہنچ بھی چکے ہیں۔ اب سے ایک گھنٹہ پہلے..... دوسری طرف سے کازی نے کہا تو جاگر اور فراسٹ دونوں یہ سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

”گارو۔ کیسے معلوم ہوا..... جاگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے ان لوگوں سے رابطہ کیا جنہوں نے انہیں لاؤڈر سے باہر جاتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک آدی نے عمران کی قد و قامت کے آدی کا حلیہ اور لباس کی تفصیل بتا دی۔ میں نے فوری طور پر پولیس کے لئے حلیے بنانے والے ایک ایکسپرٹ سے رابطہ کیا اور اس آدی کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق ایکسپرٹ سے اس کا چہرہ کاغذ پر تیار کرایا اور پھر اس تصویر کے ذریعے ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کیں تو اس آدی کے حلیے کے کاغذات کی نقل وہاں موجود تھی۔ اس کے مطابق اس آدی نے تین تکٹیں حاصل کی تھیں۔ یہ تینوں جس میں ایک عورت تھی گارو گئے ہیں۔ میں نے جب فلائٹ کی تفصیل معلوم کی تو پتہ چلا کہ اب سے ایک گھنٹہ پہلے یہ فلائٹ گارو پہنچ چکی ہے..... کازی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”دوبری گڈ۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام کیا ہے۔ تم اس حلیے کی تصویر ہیڈ کوارٹر فیکس کر دو..... جاگر نے کہا۔

”باس۔ اس عمران نے چونکہ تین تکٹیں لی تھیں اس لئے باقی دونوں کے کاغذات کی نقول بھی عمران کے کاغذات کے ساتھ ہی موجود تھیں۔ میں نے اس لئے بتایا ہے کہ اس گروپ میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں۔ میں نے ان تینوں کے کاغذات کی نقول حاصل کر لی ہیں اور باس، آپ کے حکم سے۔ پہلے ہی میں نے انہیں ہیڈ کوارٹر میں فیکس بھی کر دیا ہے۔ وہ پہنچ گئی ہوں

گی..... کازری نے جواب دیا۔
 ”اوکے۔ گڈ بائی“..... جاگر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے
 انشکام کا رسیور اٹھایا اور پھر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر
 دیئے۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”روبن۔ کازری نے تین افراد کے کاغذات فیکس کئے ہوں
 گئے“..... جاگر نے کہا۔

”لیس باس۔ ابھی آئے ہیں“..... روبن نے جو یہاں کا
 انتظامی انچارج تھا، مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
 ”انہیں میرے آفس بمجواؤ ابھی“..... جاگر نے کہا اور رسیور رکھ
 دیا۔

”ان کے گاربو آنے کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے خلاف کام
 کرنے آ رہے ہیں“..... فراسٹ نے کہا تو جاگر بے اختیار چونک
 پڑا۔

”ہمارے خلاف۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگا لیا۔ ہمارا ان سے
 براہ راست کوئی رابطہ تو نہیں ہے“..... جاگر نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

”یہاں گاربو میں ان کے آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ فریڈ
 اور مورگی کی ہلاکت کے بعد ان کا براہ راست یہاں گاربو آنا بتا رہا
 ہے کہ انہیں کسی بھی ذریعے سے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ہمیں ان

کی ہلاکت کا ٹارگٹ ملا ہے۔ چنانچہ وہ ہماری ہلاکت کا ٹارگٹ
 لے کر یہاں آ رہے ہیں“..... فراسٹ نے کہا اور اسی لمحے دروازہ
 کھلا اور ایک نوجوان نے اندر داخل ہو کر سلام کیا اور پھر ہاتھ میں
 موجود فائل جاگر کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا
 گیا۔ جاگر نے فائل کھولی اور اس میں موجود تین کاغذات کو غور
 سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل
 فراسٹ کی طرف بڑھا دی۔ فراسٹ بھی غور سے ان کاغذات میں
 موجود تصویروں کو دیکھتی رہی اور پھر اس نے فائل بند کر دی۔

”وہ کیا کہتے ہیں کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا
 رخ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے بھی گاربو کا رخ کر کے اپنی موت کو
 خود آواز دی ہے“..... جاگر نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہیں ان کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑا۔ وہ
 خود تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں لیکن تمہیں اب جذباتی نہیں ہونا
 چاہئے“..... فراسٹ نے کہا تو جاگر بے اختیار چونک پڑا۔

”جذباتی۔ کیا مطلب“..... جاگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اے یقیناً تمہارے بارے میں صرف نام کا علم ہو گا اور
 یہاں تم نے جو سیٹ اپ بنا رکھا ہے اس کے مطابق جاگر کبھی کبھار
 ہی سامنے آتا ہے اس لئے تم انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ میں انہیں ٹریس
 کر کے ان کا خاتمہ کر دوں گی ورنہ وہ تم تک پہنچ گئے تو پھر
 معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں“..... فراسٹ نے کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت نئے میک اپ میں ونگٹن سے گاربو پہنچ چکا تھا۔ وہ دو گروپوں کی صورت میں علیحدہ علیحدہ آئے تھے۔ ایک گروپ میں عمران، جولیا اور صفدر تھے جبکہ دوسرے گروپ میں صالحہ، کیپٹن کلکیل اور تنویر تھے۔ گاربو میں چونکہ عمران نے پہلے ہی ایک رہائش گاہ حاصل کر رکھی تھی جس میں دو کاریں اور اسلحہ بھی موجود تھا۔ دونوں گروپ ایک ہی فلائٹ سے آئے تھے لیکن ایئر پورٹ سے یہاں تک وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر آئے تھے۔ اس وقت وہ سب انکسے ایک کمرے میں بیٹھے ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔ ”عمران صاحب۔ ہم نے یہاں اب جاگر کوٹریس کرنا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ تاکہ اس سے مین ہیڈ کوارٹر کا حدود اربعہ معلوم کیا جا سکے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں ان لوگوں سے ڈر کر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تو خود ان کو تلاش کر کے ان سے ٹکراتا چاہتا ہوں۔“ جاگر نے تیز لہجے میں کہا۔

”زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے جاگر۔ میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم نے سمجھا ہے۔ میں تو صرف اتنا چاہتی ہوں کہ وہ لوگ تم سے ٹکرانے سے پہلے ہم سے ٹکرا جائیں۔ تم ہمارے لئے زیادہ اہم ہو۔ تمہیں خراش نہیں آنی چاہئے۔ تم ابھی کچھ نہ کرو۔ صرف اس ہیڈ کوارٹر میں رہو اور سب کو کنٹرول کرو۔ البتہ یہ بتا دو کہ اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کس کس کو معلوم ہے۔“ فراسٹ نے کہا۔

”سوائے بلیک کلب کے ماسٹر اور ہمارے سیکشنوں کے علاوہ اور کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہے۔“ جاگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ ماسٹر تک تو وہ لوگ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ وہ تمہیں تلاش کرتے پھریں گے جبکہ ہم انہیں تم تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں گے۔ تمہیں سامنے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔“ فراسٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہیں ایک ہفتہ دیتا ہوں۔ اگر ایک ہفتے کے اندر تم نے ان کا خاتمہ نہ کیا تو پھر میں خود فیڈ میں آ جاؤں گا۔“ جاگر نے کہا تو فراسٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اور اس کے بارے میں بلیک کلب کے منیجر سے معلومات مل سکتی ہیں اور بلیک کلب بد معاشوں اور مجرموں کی آماجگاہ ہے اور انتہائی بدنام کلب ہے“..... صفدر نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

باقی ساتھی خاموش بیٹھے ہاٹ کافی سپ کرنے میں مصروف تھے۔

”کہا تو یہی جاتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ یہاں رہیں ہم جا کر اس منیجر سے تمام معلومات حاصل کر آتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”میں ساتھ جاؤں گا“..... تنویر نے فوراً ہی کہا۔

”میں بھی“..... کیپٹن شکیل نے بھی آواز دیتے ہوئے کہا۔

”ہم دونوں بھی ساتھ جائیں گی بلکہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم دونوں جائیں۔ اس طرح ہم پر شک بھی نہیں کیا جائے گا جس طرح تم مردوں پر کیا جاسکتا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”ہم نے وہاں کارروائی کرنی ہے اس لئے میں اور تنویر جائیں گے۔ باقی تم سب یہیں رہو گے اور یہ فائل ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوائے تنویر کے باقی سب کے ہونٹ بھیچ گئے۔ انہیں یقیناً عمران کی بات پسند نہ آئی تھی لیکن وہ بہر حال لیڈر تھا اس لئے اس کے حکم کی تعمیل ان پر لازم تھی اس لئے وہ صرف ہونٹ بھیچ کر رہ گئے جبکہ تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ اکیلا تنویر پورے کلب کو سنبھال نہ سکے گا اس لئے مجھے بھی ساتھ چلنا ہوگا“..... اچانک صفدر نے کہا۔

”سوری صفدر۔ جب میں نے فائل کہہ دیا ہے تو یہ فائل ہے۔ اٹھو تنویر اور ضروری اسلحہ لے لو۔ ہم نے ابھی جانا ہے۔“

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو تنویر بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے۔ گڈ لک“..... صفدر نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ پورچ میں دو کاریں موجود تھیں۔

عمران نے ایک کار کی ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر موجود فائل اٹھا کر اس نے اسے ڈیش بورڈ پر رکھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر ڈیش بورڈ پر اس نے جو فائل رکھی تھی وہ اس نے اٹھا کر گود میں رکھی اور اسے کھولا تو اندر گاریو کا تفصیلی نقشہ موجود تھا۔ یہ نقشہ عمران نے کونٹری کے ملازم کے ذریعے منگوایا تھا۔ وہ غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فائل بند کر کے عقبی سیٹ پر رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد تنویر آ گیا۔ اس نے سائیڈ دروازہ کھولا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دروازہ بند کر دیا اور پھر اس نے ایک مشین پمپل عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے مشین پمپل لے کر کوٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اسے گیٹ کی طرف موڑ دیا۔ پھانک پر موجود ملازم نے گیٹ کھول دیا اور عمران کار کو باہر لے آیا۔

”اب یہ بات سن لو کہ ہم نے وہاں ہر صورت میں منیجر تک نئے ماسٹر کہا جاتا ہے پہنچنا ہے۔ راستے کی ہر رکاوٹ دور ہونی چاہئے“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر بے اختیار

ہنس پڑا۔

”تم سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہیں ماسٹر تک لازماً لے جاؤں گا“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے کوشش کرنے کا تو حق ہے“..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم ان کی تعریفیں اور خوشامدیں شروع کر دیتے ہو اور اسے اپنی کامیابی سمجھتے ہو جبکہ میں ان کی گردنوں پر پیر رکھ کر آگے بڑھنے کا قائل ہوں اس لئے تم خاموش رہو گے۔ بس“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ڈن“..... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔ بالکل اس بچے کی طرح جسے اپنا پسندیدہ کھلونا مل گیا ہو۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ بلیک کلب پہنچ گئے۔ دو منزلہ عمارت پر بلیک کلب کا جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمران نے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑی اور پھر اسے ایک طرف موجود پارکنگ کی طرف لے گیا۔ وہاں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ عمران نے ایک خالی جگہ پر کار پارک کی اور پھر وہ نیچے اترے تو پارکنگ ہوائے نے قریب آ کر کارڈ دیا۔

”سنو۔ ماسٹر کلب میں ہے یا نہیں“..... عمران نے پارکنگ ہوائے سے پوچھا۔

”لیں سر۔ یہ سامنے سیاہ رنگ کی بڑی کار ان کی ہے۔“

پارکنگ ہوائے نے ایک سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور تنویر مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ وہاں واقعی جرائم پیشہ اور بد معاش ٹائپ کے لوگ آ جا رہے تھے۔ ان کے چہرے اور انداز بتا رہے تھے کہ ان کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ ان میں سیاہ فاموں کی تعداد زیادہ تھی۔ عمران اور تنویر مین گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو ہال تقریباً بھرا ہوا تھا۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی کافی تعداد میں موجود تھیں اور وہاں کھلے عام وہ سب کچھ ہو رہا تھا جس کا شاید مشرقی لوگ تصور بھی نہ کر سکیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر تنویر کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

”یہ انسان نہیں جانور ہیں۔ اس لئے کسی بات کی پرواہ نہ کرو“..... عمران نے کہا تو تنویر نے ہونٹ بھیچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں ہال سے گزر کر آخر میں موجود کاونٹر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ سائیڈ سے سے اچانک ایک سائڈ کی طرح پلا ہوا سیاہ فام سامنے آ گیا۔ اس کے پیچھے دو اور سیاہ فام تھے اور یہ دونوں بھی سائڈوں کی طرح پھیلے ہوئے جسموں کے مالک تھے۔

”اے ہوا ایک طرف ورنہ“..... پہلے سیاہ فام نے بڑے تحقیرانہ انداز میں سامنے سے آنے والے عمران اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

دی اور وہی چیخا ہوا نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ ہوا میں اچھلتے ہوئے تنویر کے دونوں پیر زمین پر لگے اور دوسرے لمحے اس نے نیچے گرتے ہوئے وہی کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالے اور وہ ایک بار پھر فضا میں قلابازی کھا گیا۔ اس کے اس طرح قلابازی کھا جانے سے وہی ساڈھ جیسا جسم رکھنے کے باوجود کسی کھلونے کی طرح اڑتا ہوا سامنے دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے ٹکرایا اور نیچے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ایک جھٹکے سے سکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا کیونکہ تنویر نے اس کی گردن میں بازو ڈال کر قلابازی کھائی تھی اس لئے نہ صرف وہی کا جسم کھلونے کی طرح اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا تھا بلکہ اچانک قلابازی کھا جانے کی وجہ سے اس کی گردن بھی ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ختم ہو گیا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ لوگ شاید پوری طرح پلکیں بھی نہ جھپکا سکے تھے۔ وہی کے پیچھے آنے والے دونوں سیاہ فام حیرت سے بت بنے کھڑے فرش پر مردہ پڑے ہوئے وہی کو اس طرح دیکھ رہے تھے کہ جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”اور کسی نے مارشل برادرز کو روکنا ہے تو آگے آئے“..... تنویر نے اونچی آواز میں کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

”سن لیا تم نے اور یہ بھی سن لو کہ ہم ماسٹر کے لئے فان لینڈ سے دوستی کا پیغام لے کر آئے ہیں اس لئے ابھی ہم نے کوئی

”اسلحہ مت نکالنا ورنہ یہاں ہر ایک کے پاس اسلحہ ہو گا۔“
عمران نے تنویر کا ہاتھ جب کی طرف جاتے دیکھ کر کہا تو تنویر نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس دوران وہ ایک دوسرے کے آنے سامنے آ گئے۔
عمران نے سائیڈ سے نکل کر آگے جانے کی کوشش کی لیکن تنویر اس آگے چلنے والے سیاہ فام کے بالکل سامنے پہنچ کر رک گیا۔
”ہٹو وہی کے سامنے سے۔ ہٹو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ورنہ“..... اس سیاہ فام نے جس نے اپنا نام وہی بتایا تھا، غراتے ہوئے کہا۔

”مائیکل یہ مجھ پر کیا بھیس بھیس کر رہا ہے“..... تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔ وہ گردن موڑ کر عمران سے مخاطب تھا۔ پورا ہال تنویر کی بات سن کر یکنکت چونک پڑا۔ اسی لمحے وہی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اگر تنویر اس کی زد میں آ جاتا تو یقیناً اس کا کم از کم جزا ضرور ٹوٹ جاتا لیکن وہی کا بازو گھومتے ہی تنویر یکنکت اچھلا اور اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے وہ یکنکت اس طرح اچھلا جیسے اس کی ٹانگوں میں طاقتور سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور وہی جس نے پوری قوت سے بازو گھمایا تھا تنویر کے اچانک پیچھے ہٹنے کی وجہ سے اپنے آپ کو بروقت نہ روک سکا تھا اور تیزی سے گھوم رہا تھا کہ تنویر کی ٹانگ پوری قوت سے وہی کی پسلیوں پر لگی اور اس کی کئی پسلیوں کے کڑکڑانے کی آواز واضح طور پر سنائی

ردعمل ظاہر نہیں کیا ورنہ اب تک یہ پورا کلب دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہوتا..... عمران نے اوپچی آواز میں کہا اور پھر وہ بھی تنویر کے پیچھے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ یکفخت کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے ایک آدمی زور دار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔

”عقب سے وار کر رہے تھے نائنس۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ مارشل برادرز کی پشت پر بھی آنکھیں ہوتی ہیں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔ سب رک جاؤ..... یکفخت ایک دھاڑتی ہوئی آواز کاؤنٹر کے قریب سے سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک دیو قامت آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا سامنے آ گیا۔

”ہمیں کہہ رہے ہو..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ انہیں جو تمہیں ہلاک کرنے کے لئے اسلحہ نکال رہے تھے۔ سنو۔ میرا نام ٹروپر ہے اور میں ہوٹل کا سیکورٹی انچارج ہوں۔ جو کچھ تم نے کیا ہے وہ میں سرکین پر دیکھ رہا تھا۔ تمہاری مہارت، تیزی اور پھرتی نے مجھے متاثر کیا ہے اس لئے میں تمہیں بچانے آ گیا ہوں ورنہ اب تک تمہاری لاشیں بھی سرد ہو چکی ہوتیں..... ٹروپر نے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے اوپچی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

”لاشیں ہوتی ہی سرد ہیں۔ سنا تم نے۔ اور دوسری بات یہ کہ

سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ تم بھی لاش میں تبدیل ہو سکتے ہو۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وکی کی لاش اٹھا کر باہر پھینک دو اور سنو۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ..... ٹروپر نے عمران کے طنزیہ رویہ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی واپس مڑ گیا۔

”آؤ دیکھو۔ یہ کیا کرتا ہے..... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹروپر انہیں دوسری منزل پر ایک خالی کمرے میں لے آیا۔ یہ بھی آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ بڑی سرکین موجود تھی جس پر کلب کے پورے ہال کا منظر نظر آ رہا تھا۔ عمران اور تنویر دونوں سمجھ گئے کہ ٹروپر نے اس سرکین پر سارا منظر دیکھا ہو گا۔

”بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم کیا پیو گے..... ٹروپر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ ہمارے پاس فالٹو وقت نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ بیٹھے پیتے پلاتے رہیں۔ ہم فان لینڈ سے آئے ہیں۔ میرا نام مارشل اور میرے برادر کا نام مائیکل ہے اور پورے فان لینڈ میں مارشل برادرز کا نام سب جانتے ہیں۔ ہمارے چیف کو سپر چیف کہتے ہیں اور سپر چیف کی طرف سے دوستی کا پیغام لے کر ہم ماسٹر سے ملنے آئے ہیں۔ تمہارے وکی نے خواہ مخواہ ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی اس لئے مارا گیا اور اگر اسلحہ ہمارے خلاف استعمال کیا جاتا تو

طرح اچھل پڑی جیسے فون کی تھنٹی کی بجائے کوئی بم دھماکہ ہو گیا ہو۔ پھر اس نے جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ فراسٹ بول رہی ہوں“..... فراسٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”کارپر بول رہا ہوں میڈم۔ بلیک کلب سے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”کوئی خاص بات“..... فراسٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ بلیک کلب کا نام آنے کے بعد اس کا اشتیاق ختم ہو گیا تھا کیونکہ بلیک کلب میں ہر وقت کوئی نہ کوئی ہنگامہ ہوتا رہتا تھا اس لئے اس کا خیال تھا کہ کارپر نے بھی وہاں ہونے والے کسی ہنگامے کی خبر دینے کے لئے کال کی ہے۔

”آپ کا ایک مطلوبہ آدمی اس وقت بلیک کلب میں موجود ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فراسٹ چونک پڑی۔

”ایک مطلوبہ آدمی۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو“..... فراسٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کی تصاویر مہیا کی تھیں۔ انہیں ہم نے چیک کرنا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی جس کا تدو قیامت بھی آپ نے علیحدہ بتایا تھا وہ بلیک کلب میں اپنے ایک اور ساتھی کے ساتھ داخل ہوا۔ وہاں جھگڑا ہوا اور بلیک کلب کے مشہور لڑاکے وکی کو ان میں سے ایک نے بڑے حیرت انگیز انداز

فون کی تھنٹی بجتے ہی فراسٹ نے رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت اپنے سیکشن آفس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے اور جاگر دونوں کے سیکشنوں کو پورے دارالحکومت میں پھیلا دیا تھا تاکہ وہ مشکوک افراد پر نظر رکھ سکیں۔ وہ تصویریں جو فیکس کے ذریعے ان تک پہنچیں تھیں ان کی کاپیاں بھی تقسیم کر دی گئی تھیں۔ فراسٹ کافی دیر سے کسی کال کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی لیکن شدید انتظار کے باوجود کوئی کال نہ آ رہی تھی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا پاکیشیائی باہر نہیں نکل رہے۔ چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے“..... فراسٹ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے کہ اس کے بڑبڑانے سے تو کوئی کال نہ آ سکتی تھی اس لئے وہ کافی دیر تک بڑبڑانے کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ گئی لیکن کچھ دیر بعد فون کی تھنٹی بج گئی تو وہ اس

میں لڑائی کے بعد ہلاک کر دیا اور پھر ٹروپر آ گیا اور وہ ان دونوں کو اپنے آفس میں لے گیا اور وہ دونوں اس وقت ٹروپر کے آفس میں موجود ہیں..... کارپرنے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”کیا دوسرا آدمی ان تصاویر کے مطابق نہیں ہے“ فراسٹ

نے پوچھا۔
 ”نہیں۔ وہ کوئی دوسرا ہے۔ لگتا ہے وہ یورپی ہے۔ اس نے وہاں اعلان کیا ہے کہ وہ فان لینڈ سے آئے ہیں اور ان کے نام مارشل برادرز ہیں اور وہ ماسٹر سے ملنے آئے ہیں“..... کارپرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک تو یقینی طور پر وہی ہے تصویر اور قد و قامت کے مطابق“..... فراسٹ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔
 ”لیس میڈم۔ سو فیصد وہی ہے“..... کارپرنے جواب دیا تو فراسٹ نے تیزی سے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 ”لیس“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”فراسٹ بول رہی ہوں“..... فراسٹ نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ لیس میڈم۔ ماسٹر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے وہی بھاری آواز سنائی دی۔

”ماسٹر۔ تمہارے کلب میں ہمارا ایک مشکوک آدمی موجود ہے جس نے وہاں کسی دکانی آدمی کو ہلاک کر دیا ہے۔ تمہارا کوڈ

آدی ٹروپر اسے اپنے آفس میں لے گیا ہے“..... فراسٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس میڈم۔ وہ دو آدمی تھے۔ انہوں نے کلب میں ہنگامہ کیا۔ بس پر ٹروپر نے ان کو کور کیا۔ وہ ان سے ان کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا اس لئے انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اپنے آفس میں لے آیا اور پھر وہاں نصب گرم ریز ان پر ڈال کر انہیں کیچوے بنا دیا ہے۔ وہ اب اپنی مرضی سے حرکت کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ اب انہیں میرے سیکورٹ مارچنگ روم میں منتقل کیا جا رہا ہے تاکہ ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ اگر یہ آپ کے مطلوبہ آدمی ہیں تو حکم دیجئے۔ ان کا کیا کرنا ہے“..... ماسٹرنے تفصیل سے جواب دیتے دئے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں ماسٹر۔ مجھے اور جاگر دونوں کو ان کے خاتمے کا خصوصی ٹارگٹ فادر جوزف کی طرف سے دیا گیا ہے۔ یہ چار مردوں اور دو عورتوں کا گروپ ہے۔ یہ میک اپ کے ماہر ہیں اور تیزی سے میک اپ تبدیل کرتے رہتے ہیں جن میں سے تین افراد کی تازہ ترین میک اپ میں تصویریں ہمارے پاس پہنچی ہیں۔ تم نے جن دو افراد کو پکڑا ہے ان میں سے ایک ہمارا مطلوبہ آدمی ہے جبکہ دوسرا وہ ہو گا جس کی تصویر ہم تک نہیں پہنچ سکی لیکن اب ان کی زبان کھلوانی ہو گی کہ ان کے باقی ساتھی کہاں ہیں۔ تم انہیں ہمارے آنے تک ٹھیک نہ ہونے دینا۔

میں جاگر کو فون کر کے رپورٹ دیتی ہوں۔ پھر جیسے وہ کہے گا ویسے ہی ہو گا لیکن تم خیال رکھنا۔ یہ حرکت میں نہ آ سکیں“..... فراسٹ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میڈم۔ گروم ریز کا شکار دس گھنٹوں سے پہلے کسی صورت بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود میں خیال رکھوں گا“..... ماسٹر نے کہا تو فراسٹ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی جسے فراسٹ جانتی تھی کہ یہ جاگر کی فون سیکرٹری کی آواز ہے۔

”فراسٹ بول رہی ہوں“..... فراسٹ نے کہا۔
 ”لیں میڈم۔ حکم“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں کہا گیا۔

”جاگر موجود ہے آفس میں“..... فراسٹ نے پوچھا۔

”لیں میڈم“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس سے میری بات کراؤ“..... فراسٹ نے کہا۔

”ہولڈ کریں میڈم“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ جاگر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جاگر کی آواز سنائی دی۔

”فراسٹ بول رہی ہوں جاگر۔ انتہائی اہم خوشخبری ہے۔“

فراسٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا“..... جاگر نے چونک کر پوچھا۔

”عمران اپنے ساتھی کے ساتھ اس وقت ہمارے قبضے میں ہے۔“

فراسٹ نے کہا۔

”کیا کہہ رہی ہو۔ کیسے۔ تفصیل سے بات کرو“..... دوسری

طرف سے جاگر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تفصیل صرف اتنی ہے کہ میرے آدمی کار پر نے اس عمران کو

پہچان لیا اور ساتھ ہی اس کے قد و قامت کو بھی۔ نئے میک اپ

میں اس کی تصویر بھی اس کے پاس تھی۔ وہ ایک اور آدمی کے ساتھ

بلک کلب میں داخل ہوا اور وہاں انہوں نے بھگڑا کیا جس پر کلب

کا سیکورٹی انچارج ٹروپر ان دونوں کو اپنے آفس میں لے گیا۔

کار پر نے مجھے کال کر کے تفصیل بتائی۔ اس نے کہا تھا کہ جس

آدمی کا قد و قامت بتایا گیا تھا اور اس کی تصویر بھی دی گئی تھی وہ سو

فیصد مطلوبہ آدمی ہے جو کہ عمران ہے اور دوسرا یقیناً اس کا ساتھی ہو

گا جس کی تصویر ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں نے ماسٹر کو کال کی تو

اس نے بتایا کہ اس نے ان دونوں پر گروم ریز فائر کر کے ان کی

نسائی توانائی نچوڑ لی ہے۔ اب وہ بے ضرر اور حقیر کچھوؤں کی

مالت میں ہیں۔ وہ انہیں اپنے مارچنگ روم میں لے گیا ہے اور

ان سے اپنے کلب میں ہنگامہ کرنے کے بارے میں معلوم کرنا

”فراست بول رہی ہوں۔ قیدیوں کی کیا پوزیشن ہے۔“
فراست نے کہا۔

”ویسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے حکم کا انتظار ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چیف جاگرنے حکم دیا ہے کہ تم ان دونوں کو کسی بااعتماد آدمی کے ذریعے ہیڈ کوارٹر بھیجا دو۔ وہاں انہیں سنبھال لے گا۔“
فراست نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو
فراست نے رسیور رکھا اور ہیڈ کوارٹر جانے کے لئے اٹھ کھڑی
ہوئی۔

چاہتا ہے لیکن میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہیں فون کر کے معلوم
کرتی ہوں کہ تم عمران کو کہاں پہنچانے کا کہتے ہو یا پھر دوسری
صورت یہ ہے کہ میں خود بلیک کلب جا کر ان دونوں کو اسی حالت
میں گولیوں سے اڑا دوں۔“ فراست نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

”ہوتا تو ایسا ہی چاہئے لیکن پہلے چیکنگ ضروری ہے۔ ہم انہیں
ہلاک کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور یہ وہ لوگ نہ ہوں۔ پھر
گروم ریز کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ دس بارہ گھنٹوں سے
پہلے یہ درست نہیں ہو سکتے چاہے ہم خود ہی کیوں نہ کوشش کر لیں
اس لئے ان کی طرف سے کسی گڑبڑ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو
سکتا۔ تم ایسا کرو کہ ماسٹر کو کہہ کر ان دونوں کو اسی حالت میں
ہیڈ کوارٹر میں منگوا لو۔ وہاں ہم ان کی چیکنگ بھی کریں گے اور پھر
ان کو ہلاک بھی کر دیں گے۔“ جاگرنے جواب دیجئے ہوئے
کہا۔

”اوکے۔ میں بھی وہاں آ رہی ہوں۔“ فراست نے کہا۔
”ہاں۔ تم بھی آ جاؤ۔ یہ ضروری ہے۔“ جاگرنے کہا تو
فراست نے اوکے کہہ کر کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے
تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”لیس۔“ ماسٹر کی آواز سنائی دی کیونکہ اس بار فراست نے
براہ راست نمبر پر کال کی تھی۔

جائے گی۔ خون کا پریشر اگر جسم میں کم تھا بلکہ تقریباً نہ ہونے لے برابر تھا تو ذہن میں بھی ایسی ہی حالت تھی اس لئے ذہنی کارکردگی بھی خاصی کمزور اور جامد سی محسوس ہو رہی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اچانک جسم کا بلڈ پریشر کم ہونے سے بھی موت کا خطرہ ہو سکتا تھا لیکن اسے اس بات سے اطمینان تھا کہ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب خون کا پریشر اندرونی کسی وجہ یا بیماری سے کم ہو جائے جبکہ ریز باہر سے جسم کے اندر داخل ہوتی تھیں اس لئے قدرت کا انسان میں بنایا ہوا دفاعی نظام اسے سنبھال لیتا ہے اور انسان کی موت واقع نہیں ہوتی۔ ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور تین چار افراد کے اندر آنے کی آوازیں سنائی دیں۔

”ان دونوں کو اٹھا کر ویگن میں ڈالو اور ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔“

ٹروپر کی آواز سنائی دی۔

”لیس باس“..... ایک اور آواز سنائی دی اور پھر تین چار افراد نے مل کر عمران کو ایک آدمی کے کاندھے پر ڈالا اور پھر دوسرے آدمی کے کاندھے پر تنویر کو ڈال کر وہ کسی خفیہ راستے سے گزر کر کلب کے عقبی حصے میں لے گئے۔ یہاں ایک انشیشن ویگن موجود تھی جس کے عقبی حصے میں ویگن کے فرش پر ان دونوں کو لٹا دیا گیا اور وہ آدمی بھی عقبی حصے میں سوار ہو گئے۔ ویگن کا عقبی حصہ بند کر دیا گیا اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے روانہ ہو گئی۔ نجانے کتنی دیر تک ویگن مسلسل چلتی رہی پھر رک گئی اور تین بار مخصوص انداز میں ہارن

عمران اور تنویر دونوں کرسیوں پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ کمرہ خالی تھا۔ وہ ٹروپر بھی اٹھ کر کہیں چلا گیا تھا۔ عمران نے بولنے کی کوشش کی لیکن اس کی زبان بھی حرکت نہ کر رہی تھی۔ جسم تو جیسے بالکل بے حس ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ بات تو ٹروپر نے ہی بتا دی تھی کہ ان پر گروم ریز فائر کی گئی تھیں لیکن گروم ریز کا نام ہی عمران نے پہلی بات سنا تھا لیکن اسے ایسی ریز کی خاصیت اور ماہیت کا علم تھا کہ ایسی ریز جسم میں دوڑنے والے خون کا پریشر اس قدر کم کر دیتی ہیں کہ جسم حرکت کرنے سے بھی قاصر ہو جاتا ہے اور اعصاب جامد ہو جاتے ہیں لیکن اس کا بنیادی علاج تو یہ تھا کہ نمک چاٹا جائے لیکن ظاہر ہے ایسا موجودہ حالات میں ممکن نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اپنے ذہن کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے اعصاب کے جمود کو بریک کر دے اس طرح اس کے جسم میں حرکت پیدا ہو

خطرناک ایجنٹ بھی ہو سکتے ہیں۔ ادھر عمران مسلسل اس بات پر سوچ رہا تھا کہ اس نازک صورت حال سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ گواہ تک کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن حوصلہ ہارنا اس کی سرشت میں ہی نہ تھا اس لئے وہ مسلسل نجات کی ترکیب سوچنے میں مصروف تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک بات آئی کہ جن لوگوں نے انہیں یہاں راڈز والی کرسیوں پر بکڑا ہے اور جنہیں معلوم ہے کہ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اور ان سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے انہیں یہاں اٹھا کر لے آئے ہیں اور یہاں بکڑا ہے جبکہ اس وقت ان دونوں کی پوزیشن یہ تھی کہ وہ بولنا تو ایک طرف زبان کو بھی حرکت نہ دے سکتے تھے اس لئے لازماً پوچھ گچھ کے لئے وہ کم از کم گردن تک اس بے حسی کو ختم کریں گے۔ اس صورت میں ان کا ذہن اور زبان مکمل کام کرنا شروع کر دے گی اور پھر وہ ذہن کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے باقی ماندہ جسم کو بھی حرکت میں لے آئے گا۔ اس خیال کے ساتھ ہی اسے خاصا اطمینان سامحوس ہوا حالانکہ اس کے ذہن میں یہ بات بھی موجود تھی کہ جو کچھ وہ سوچ رہا تھا وہ خام خیالی ہے لیکن اس کے باوجود وہ خاصا مطمئن سا ہو گیا تھا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اور اس کے پیچھے ایک خوبصورت اور متناسب جسم کی عورت اندر داخل ہوئی۔ کرسی پر بیٹھا ہوا سارمن ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے اندر آنے

دیا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد وگین ایک بار پھر آگے بڑھی اور پھر رک گئی۔ وگین کا عقبی دروازہ کھلا اور پہلے کی طرح دو آدمیوں نے تنویر اور عمران کو گھسیٹ کر اپنے کاندھوں پر ڈالا اور پھر عمارت کے اندر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں لے گئے۔ یہاں دیوار کے ساتھ آٹھ راڈز کرسیاں موجود تھیں۔ انہیں درمیانی والی دو کرسیوں پر ڈال دیا گیا۔ پھر دروازے کے ساتھ موجود الیکٹرک پیٹیل پر موجود سرخ رنگ کے بٹن پر پریس کر دیئے گئے تو کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی راڈز نے عمران اور تنویر کے ڈھلکے ہوئے جسموں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

”انہیں چیک کر لو سارمن۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں“..... ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایجنٹ۔ تو کیا یہ کوئی سرکاری لوگ ہیں“..... سارمن نے چونک کر کہا۔

”یہ میک اپ میں ہیں۔ اصل میں یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔“ دوسرے نے کہا تو سارمن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دوسرا آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہال کے دروازے سے باہر چلا گیا جبکہ سارمن سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ وہ اس طرح غور سے عمران اور تنویر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس طرح ڈھلکے پڑے بے بس اور لاچار نظر آنے والے یہ دونوں

والوں کو سلام کیا۔

”سب اوکے ہے سارمن“..... مرد نے کہا۔

”لیس چیف“..... سارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ عمران ہے جاگر۔ اس کے قد و قامت کی تفصیل بتائی گئی تھی تا“..... عورت نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا۔

”ہاں فراست۔ یہی عمران ہے جس کو خطرناک بتایا گیا ہے“..... جاگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا میک اپ ختم کرو۔ میں اس کی اصل شکل دیکھنا چاہتی ہوں“..... فراست نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جاگر پہلے ہی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”سارمن سیشل میک اپ واشر سے اس عمران کا چہرہ واشر کرو“..... جاگر نے سارمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس چیف“..... سارمن نے کہا اور پھر ایک کونے میں موجود الماری کے ساتھ کھڑی ٹرائی کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرائی پر میک اپ واشر موجود تھا۔ سارمن ٹرائی دکھلتا ہوا عمران کی کرسی کے قریب آیا اور پھر اس نے ماسک عمران کے سر اور چہرے پر چڑھایا اور اسے گردن تک لے جا کر وہاں ٹائٹ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میک اپ واشر کا مٹن پریس کر دیا۔ زوں زوں کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے انتہائی گرم بھاپ اس

کے چہرے کو کاٹ رہی ہو۔ وہ ہونٹ بھیجنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد زوں زوں کی آوازیں بند ہو گئیں اور پھر عمران کے چہرے سے ماسک اتار لیا گیا۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ میک اپ میں نہیں تھا“..... جاگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ میک اپ واشر نہیں ہوا۔

”یہ تو سارا مسئلہ ہی غلط ہو گیا جاگر۔ فادر جوزف کو کیسے یقین دلایا جائے گا“..... فراست نے کہا۔

”سارمن“..... جاگر نے سارمن سے کہا۔

”لیس چیف“..... سارمن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹی تھری کو واشر میں شامل کر کے واشر کرو“..... جاگر نے کہا تو عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹی تھری کی شمولیت کے باوجود اس کا میک اپ واشر نہیں ہو گا کیونکہ اس میں وہ عناصر شامل کئے گئے ہیں جو ٹی تھری جیسے جدید میک اپ واشر کو بھی غیر موثر بنا دیتے ہیں اور پھر وہی ہوا۔ ٹی تھری کی شمولیت کے باوجود عمران کا میک اپ واشر نہ ہوا تھا۔

”یا تو یہ واقعی میک اپ میں نہیں ہے یا پھر کوئی انتہائی جدید میک اپ کیا گیا ہے“..... جاگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مزید وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ انہیں گولیاں مارو

بنا دیا گیا تھا۔ جسے جاگر کراس زیدو کہہ رہا تھا یہ کموڈی ٹی مارچ کہلاتی تھی۔ اس میں کموڈی ٹی ریز استعمال کی جاتی تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ کموڈی ٹی ریز صرف پام ریز کے اثرات کو ختم کرتی ہے اس کا مطلب تھا کہ ٹروپر نے اس پر پام ریز استعمال کی ہیں جنہیں گروم ریز کا غلط اور فرضی نام دیا گیا تھا اور اب کموڈی ٹی مارچ کو کراس زیدو کا نام دیا گیا تھا۔ اب دو ہی صورتیں تھیں کہ انہیں ان کے اصل سائنسی ناموں کا علم نہ تھا اور انہوں نے فرضی نام اپنے طور پر رکھ لئے تھے یا دوسری صورت یہ تھی کہ انہوں نے دانستہ اور دوسروں کو ڈانج دینے کے لئے غلط نام رکھے ہوئے تھے۔

بہر حال جو بھی صورت تھی اب عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ انہیں پام ریز سے بے حس و حرکت کیا گیا ہے اور پام ریز کا توڑ پانی بھی تھا لیکن ظاہر ہے اگر وہ ان سے کہے کہ اسے پانی دیا جائے تو یہ کبھی اس کی بات نہ مانیں گے اس لئے اس نے ایک اور طریقہ سوچ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کموڈی ٹی ریز سے اس کا سر اور منہ گردن تک حرکت کرنا شروع کر دے گا اور اس کی زبان بھی جو اب ساکت ہے حرکت میں آ جائے گی اور جب زبان حرکت میں آئے گی تو منہ میں لعاب بھی پیدا ہو گا اور اگر وہ پانی کی بجائے لعاب دہن کو نگلتا رہے تو اس سے بھی کافی زیادہ فرق پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

سارمن نے اس کے سامنے پہنچ کر کموڈی ٹی مارچ روشن کی تو اس

اور واپس چلو۔ یہ محض اتفاق ہے کہ اس کا چہرہ اس تصویر کے مطابق ہے جو تصویر ایئر پورٹ سے حاصل کی گئی تھی اور اس کا قد و قامت بھی وہی ہے جو عمران کا بتایا گیا تھا..... فراسٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ان کی حالت دیکھ رہی ہو۔ اس حالت میں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ اب یہ خود ہی سب کچھ بتائیں گے“..... جاگر نے کہا اور پھر وہ سارمن کی طرف پلٹا۔

”سارمن“..... جاگر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس چیف“..... سارمن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے

ہے کہا۔

”الماری سے کراس زیدو اٹھا کر لے آؤ اور اس کی لائٹ ان دونوں کے سر، چہروں اور گردنوں تک ڈالو تا کہ یہ بولنے کے قابل ہو سکیں“..... جاگر نے کہا۔

”لیس چیف“..... سارمن نے کہا اور کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے لئے یہ بات اس لئے حیرت کا باعث بن رہی تھی کہ کراس زیدو الیکٹرونکس آلات کو ناکارہ بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جبکہ یہ اس سے گروم ریز کے اثرات غیر موثر کرنے کی بات کر رہا تھا اور پھر جب سارمن نے الماری سے کراس زیدو نکالا اور واپس مڑ کر عمران کی طرف آنے لگا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب ساری صورت حال کو

ہے۔ دوسری بات یہ کہ پاکیشیا سے ہمیں عمران کے قد و قامت کی تمثیل بھجوائی گئی تھی اور تم اس پر پورے اترتے ہو لیکن تمہارا میک اپ واش نہیں ہو رہا“..... جاگرنے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ تمہارے جیسے کئی آدمی دنیا میں موجود ہوں گے۔ میں میک اپ میں نہیں ہوں اور نہ ہی میرا ساتھی ہے۔ ہم تو فان لینڈ سے بلیک کلب کے ماسٹر کے لئے اپنے چیف کی طرف سے دوستی کا پیغام لے کر آئے تھے لیکن ہم پر پہلے خواہ خواہ حملہ کیا گیا۔ پھر ٹروپر نے دوستانہ انداز میں ہمیں اپنے آفس لے جا کر اس طرح بے حس و حرکت کر دیا۔ تم ہمارا یقین کرو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ہمارے پاس تمہاری کہانیاں سننے کا وقت نہیں ہے۔ اگر تم عمران ہو تو ایجنٹ ہونے کے ناطے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے لیکن اگر تم عمران نہیں ہو تو پھر تمہیں فوری ہلاک کر کے ہم واپس چلے جائیں گے۔ بولو۔ ہاں یا نا“..... جاگرنے جیب سے مشین پھیل نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ تم تسلیم کرو یا نہ کرو۔ یہ تمہاری مرضی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میں سے میرون کلر کی روشنی نکلنے لگی۔ یہ روشنی جیسے ہی عمران کے سر، چہرے اور گردن پر پڑی تو فوری طور پر عمران نے کوئی رد عمل محسوس نہ کیا لیکن تھوڑی دیر بعد اس کے سر نے ادھر ادھر حرکت کرنا شروع کر دی اور سارمن نے نارنج کا رخ بدلا اور عمران کی سائیڈ پر بیٹھے تنویر کے سر، چہرے اور گردن پر روشنی ڈالنا شروع کر دی اور پھر جب تنویر کی گردن میں حرکت نمودار ہونے لگی تو سارمن نے نارنج آف کر دی اور واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد عمران کی زبان نے بھی حرکت کرنا شروع کر دی اور عمران کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس کی زبان اور پورا منہ پرانی لکڑی کی طرح خشک ہو چکا ہے لیکن تھوڑی دیر بعد لعاب پیدا ہونا شروع ہو گیا اور اس سے اس کا خشک پڑا منہ تر ہوتا چلا گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... جاگرنے اچانک کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران اور تنویر کی بدلتی ہوئی کیفیت کو چیک کر رہا تھا۔

”مائیکل۔ میرا نام مائیکل ہے“..... عمران نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے اسے بولنے میں تکلیف ہو رہی ہو۔

”جبکہ ہمارے پاس ثبوت ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ تم لنگٹن سے گاربو آئے تو وہاں سے تمہارے کاغذات جن پر تمہاری تصاویر موجود تھیں ہمارے پاس پہلے پہنچ گئے۔ تم نے شاید دو گروپ بنا لئے تھے۔ تمہارے گروپ میں دو مرد اور ایک عورت تھی۔ تم تینوں کی تصاویر ہمارے پاس موجود ہیں اور ان میں تمہاری تصویر بھی

فان لینڈ سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد
لوئی فیصلہ کرو..... تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ہم سپر ایجنٹ ہیں۔ سپر
ایجنٹ۔ ہمیں ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ ہم اکیلے پوری فوج سے
لا سکتے ہیں۔ کوئی بد معاشوں کا گروپ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے
اور ہمارے پاس وقت بھی نہیں ہے کہ ہم تم جیسے بد معاشوں کے
لئے ضائع کرتے پھریں۔ تمہیں بھی میری آخری وارننگ ہے کہ تم
بھی اپنا اصل نام بتا دو اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو کہ
وہ کہاں ہیں۔ میں پانچ تک گنوں گا اس کے بعد تم دونوں کو ہلاک
کر دیا جائے گا“..... جاگر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس
نے رک رک کر ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔

”ختم کرو انہیں۔ کس ڈرامے میں پڑ گئے ہو“..... فراست نے
بھائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن جس لمحے اس کا فقرہ مکمل ہوا اسی
لحظے کڑکڑاہٹ کی تیز آوازیوں کے ساتھ ہی تنویر کسی غضبناک چیتے
کی طرح فضا میں اڑتا ہوا جاگر اور فراست دونوں پر جاگرا اور وہ
انہوں اس کے پیروں کی ضرب کھا کر چیختے ہوئے پشت کے بل
رسیوں سمیت نیچے گرے جبکہ ان کے عقب میں موجود سارمن کی
گردن پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے تنویر نے اسے عقبی دیوار پر
پینٹ دیا اور پھر ابھی تنویر کے سپر پوری طرح زمین پر جتے بھی
نہیں تھے کہ جاگر اور فراست دونوں کے جسم بھی عقابوں کی طرح

”ختم کرو انہیں جاگر۔ خواہ تنخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔“
خاموش بیٹھی فراست نے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں۔ پانچ تک گنوں گا“..... جاگر نے
ایک بار پھر سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی گنتی شروع کر
دی۔

”مائیکل کی بجائے میرے ساتھ بات کرو۔ میں لیڈر ہوں۔“
اچانک خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔
”تم لیڈر نہیں ہو سکتے۔ تم عمران کے ساتھی ہو سکتے ہو۔“ جاگر
نے چونک کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں
موجود مشین پستل کا رخ بھی بدل کر اس کی طرف ہو گیا تھا اور وہ
گنتی بھی بھول گیا تھا جبکہ عمران کو پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا۔ اس
پوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں موجود تمام خون پانی بن
کر باہر آ رہا ہو۔ وہ پسینے میں بری طرح بھیگتا چلا جا رہا تھا جبکہ
پسینہ آنے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم میں حرکت بھی شروع ہو گئی
تھی لیکن اس کی رفتار بے حد کم تھی۔

”یہ عمران نہیں مائیکل ہے اور میرا نام مارشل ہے۔ یہ ٹروپر
کہاں ہے جس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے اور تم بھی سن لو۔ تم ہمیں تو
ہلاک کر سکتے ہو لیکن ہمارے چیف کو بہر حال پتہ چل جائے گا اور
پھر بلیک کلب کی نہ صرف اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی بلکہ
یہاں بھی لازماً ریڈ کیا جائے گا اس لئے تم ہمیں ہلاک نہ کرو بلکہ

فضا میں اچھلے اور تنویر اپنے سینے پر ضرب کھا کر ایک دھماکے سے نیچے گرا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ اس مشین پمپل پر پڑ گیا جو جاگر کے ہاتھ سے نکلا تھا۔

فراسٹ اور جاگر دونوں تنویر کو ضرب لگا کر واپس پلٹ رہے تھے کہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازیں کے ساتھ ہی دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ سارمن دیوار سے ٹکرا کر وہیں دیوار کی جڑ میں گھڑی بنا پڑا ہوا تھا۔ شاید اس کے سر پر ایسی چوٹ آئی تھی کہ وہ ہوش میں نہ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر جھٹکے سے اٹھا تو فراسٹ کا ہاتھ جیب کی طرف رینگتے دیکھ کر ایک بار پھر تنویر نے فائر کھول دیا۔ اس بار مشین پمپل کی زد میں سارمن بھی آ گیا۔ تنویر نے اس وقت تک فریگر سے ہاتھ نہ ہٹایا جب تک جاگر اور فراسٹ دونوں ساکت نہ ہو گئے۔

”میں باہر دیکھتا ہوں“..... تنویر نے مڑ کر عمران سے کہا جو اپنی کرسی پر ابھی تک ڈھلکے ہوئے انداز میں پڑا ہوا تھا۔

”میرے راڈز تو کھلو“..... عمران نے کہا لیکن تنویر سنی ان سنی کر کے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”حیرت انگیز۔ یہ تنویر خود بخود کیسے ٹھیک ہو گیا اور اس نے راڈز بھی کھول لئے۔ یہ کیا طلسم ہو شرابا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں حقیقی حیرت

..... بددہی۔ اسے واقعی ابھی تک سمجھ نہ آ رہی تھی کہ تنویر نے دونوں ہام کیسے کر لئے۔ ویسے وہ اسے روکنا چاہتا تھا کہ وہ جاگر کو ہلاک نہ کرے بلکہ اسے صرف زخمی کر دے تاکہ اس سے سپر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں لیکن تنویر کو اس طرح حیرت انگیز طور پر حرکت میں آتے دیکھ کر اور راڈز کھل جانے نے اسے بھی چند لمحوں کے لئے حیرت سے بت بنا دیا تھا اور انہی لمحات میں تنویر نے جاگر اور فراسٹ دونوں پر فائر کھول دیا تھا اور مشین پمپل سے ان دونوں کو بھون ڈالا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا اور پھر وہ سیدھا عمران کی طرف آیا۔

”باہر دس آدمی اور دو عورتیں موجود تھیں۔ میں نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور تمام مشینیں بھی تباہ کر دی ہے“..... تنویر نے قریب آ کر کہا۔

”ابھی پولیس بھی یہاں پہنچ جائے گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ شہر سے باہر کھلا علاقہ ہے۔ یہاں دور دور فارمز ہاؤسز موجود ہیں۔ یہ بھی ایک فارم ہاؤس ہے۔ میں نے باہر نکل کر پورا جائزہ لے لیا ہے“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے گرد موجود راڈز تو ہٹاؤ۔ تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ تم ان ریز کے اثرات سے باہر کیسے آ گئے اور تم نے راڈز کیسے کھول لئے“..... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت موجود تھی۔

”اللہ تعالیٰ نے عقل صرف تمہیں ہی نہیں دی۔ دوسرے بھی کچھ نہ کچھ عقل رکھتے ہیں۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے پڑھا تھا کہ بے حس کر دینے والی ریز کے اثرات توڑنے کے لئے جدید ریسرچ کی گئی ہے اور اس ریسرچ کے مطابق اعصاب کے مجمد ہونے کے بعد پورے جسم پر بے حس چھا جاتی ہے اور اس کو توڑنے کے لئے اعصاب کو پے در پے جھٹکوں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ جھٹکے سانس روک کر دیئے جاسکتے ہیں اور سانس رکنے کے بعد وہ لمحہ آ جاتا ہے جب جسم کے اندر موجود قدرتی دفاعی نظام حرکت میں آ جاتا ہے اور وہ اعصاب کو جھٹکا دیتا ہے تاکہ انسان سانس لے سکے لیکن اگر انسان سانس نہ لے تو جھٹکے تیز ہو جاتے ہیں اور یہ جھٹکے باہر سے نظر نہیں آتے۔ یہ اندرونی اعصابی جھٹکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس ریسرچ کے مطابق کام شروع کر دیا۔ تم ان سے باتیں کرتے رہے۔ میں سانس روکے بیٹھا رہا اور ہر جھٹکے کا احساس مجھے ضرور ہوتا رہا لیکن ہر جھٹکے کے بعد میری بے حس کافی حد تک کم ہو جاتی تھی۔ پھر وہ لمحہ آ گیا کہ میں بالکل ٹھیک ہو گیا اور میں نے سانس لینا شروع کر دیا۔“..... تنویر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ تنویر۔ تم نے واقعی کام کی چیز پڑھی ہے اور اس پر عمل بھی کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ جو پروسیجر تم نے بتایا ہے وہ بنیادی طور پر بھی درست ہے۔ گڈ۔ تم نے تو آئندہ کے لئے بھی راستہ

نکال لیا ہے۔ گڈ۔“..... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”میں نے سوچا کہ آزما کر دیکھوں شاید کام بن جائے اور اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر دی ورنہ یہ دونوں ہمیں ہلاک کرنے کے درپے تھے۔“..... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اور یہ راڈز کیسے کھول لئے تم نے اور وہ بھی اچانک۔“ عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ کام میں نے تم سے سیکھا ہے۔ جب ہمیں یہاں راڈز میں جکڑا گیا تو دروازے کے قریب الیکٹرک پینل پر ہن پر یس کئے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپرینٹنگ سسٹم کرسیوں کے سامنے ہے اور اس کی تار کرسی کے پائے کے ساتھ آپرینٹنگ راڈز تک پہنچتی ہے۔ جب میری ٹانگ نے حرکت کرتا شروع کی تو میں نے تار کو ٹریس کیا اور پھر تار ملنے پر میں نے اسے جوتے کی نوکی مدد سے ایک ہی جھٹکے سے توڑ دیا۔ نتیجہ سامنے آ گیا۔“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آج کا دن تمہارا ہے۔ ویل ڈن۔ اب مجھے رہائی دلانے کا پروگرام ہے یا نہیں۔“..... عمران نے کہا تو تنویر دوڑتا ہوا مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اسے حیرت سے دیکھتا رہا لیکن جب تنویر نے الماری سے کوڈٹی ریز نارچ نکالی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ واقعی آج کا دن تنویر کا تھا۔ تنویر نے یاد رکھا تھا

فادر جوزف ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ سفید رنگ کا فون تھا۔ اس کا تعلق ایک اسرائیلی سٹلائٹ سے تھا۔ اس فون کال کو چیک نہ کیا جاسکتا تھا اس لئے انتہائی اہم معاملات میں اس فون کو ہی استعمال کیا جاتا تھا جبکہ عام معاملات کے لئے دوسرے فون موجود تھے۔ سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بجنے پر فادر جوزف چونک پڑے تھے۔ انہوں نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”گاربو سے بلیک کلب کے ماسٹر کی کال ہے چیف۔“ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ماسٹر کی کال۔ اور وہ بھی سیشنل فون پر۔ کیا مطلب۔ اس کے پاس سیشنل نمبر کیسے پہنچ گیا۔ بہر حال کراؤ بات“..... فادر جوزف نے خاصہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

کہ کموڈٹی مارچ سے روشنی ڈال کر انہیں گردن تک ٹھیک کر دیا گیا تھا تو باقی جسم کو بھی اس کے ذریعے ٹھیک کیا جاسکتا ہے جبکہ عمران سوچ رہا تھا کہ تنویر اسے بھی سانس روک کر اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کا کہے گا۔ تنویر نے کموڈٹی مارچ کے ذریعے عمران کے پورے جسم پر اچھی طرح روشنی ڈالی تو عمران کا جسم حرکت میں آ گیا۔ تنویر نے کموڈٹی مارچ کمرے میں فرش پر رکھ دی اور خود جا کر دروازے کے قریب الیکٹرک پینل پر موجود سرخ رنگ کے بٹن پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک بٹن پر پریس ہوتے ہی کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے تو عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”تم نے جاگر کو ہلاک کر دیا۔ اب معلومات کس سے حاصل کی جائیں گی“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ دونوں خطرناک ایجنٹ تھے۔ اگر انہیں معمولی سا موقع بھی مل جاتا تو ہم دونوں کا خاتمہ ہو سکتا تھا اس لئے ان دونوں کی فوری ہلاکت ضروری تھی“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں اس وقت نوکا نہیں تھا۔ بہر حال اب اس جاگر کے آفس کی تلاشی لینا پڑے گی“..... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہیلو فادر۔ میں ماسٹر بول رہا ہوں بلیک کلب سے۔“ دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں بولو۔ کیوں براہ راست فون کیا ہے تم نے۔ تمہارے پاس پیشل نمبر کیسے آ گیا۔“ فادر جوزف نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کا یہ خصوصی نمبر جاگر نے مجھے خود دیا تھا کہ کسی بھی ٹاپ ایمرجنسی کی صورت میں مجھے اس نمبر پر ہدایات مل جائیں گی۔“ ماسٹر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ٹاپ ایمرجنسی ہے۔ بولو۔“ فادر جوزف نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف جاگر اور میڈم فراسٹ دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو یا نشے میں ہو نانسس۔ یہ کیا بولاس کر رہے ہو۔“ فادر جوزف نے اپنی پوزیشن کا خیال کئے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا کیونکہ جو کچھ ماسٹر نے کہا تھا اس پر اسے کسی بھی صورت فوری یقین نہ آ سکتا تھا۔ جاگر اور فراسٹ دونوں اس کے پیشل سپر ایجنٹس تھے اور انہوں نے اب تک اے کیلکری کے بیس مسلم سٹارز کو اس طرح ہلاک کیا تھا کہ کمر

کو ان کی طرف انگلی اٹھانے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں اس وقت ہیڈ کوارٹر میں موجود ہوں۔ میرے سامنے ان دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔“ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیا ہوا۔ کس نے کیا۔ ویری ہیڈ نیوز۔“ فادر جوزف نے یکھکت کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے انتہائی ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اس کو واقعی اس خبر نے شدید ترین دھچکا پہنچایا تھا۔

”میرے کلب میں دو آدمی جو یورپی نژاد تھے داخل ہوئے۔ وہاں جھگڑا ہوا تو انہوں نے میرے ایک ایسے آدمی کو ہلاک کر دیا جو دس لڑاکوں پر بھاری تھا۔ میرا سیکورٹی انچارج ٹروپر انہیں اپنے آفس میں لے آیا اور پھر ان پر سٹیشل گروم ریز ڈال کر انہیں دس بارہ گھنٹوں کے لئے ناکارہ کر دیا۔ وہ کیمجوں کی طرح بے بس ہو گئے تھے۔ ٹروپر کا خیال تھا کہ یہ ہماری کسی دشمن پارٹی کے افراد ہیں۔ اس نے مجھ سے بات کی تو میں نے اسے کہہ دیا کہ وہ انہیں نارچنگ روم میں لے جائے اور ان سے پوچھ گچھ کرے لیکن پھر میڈم فراسٹ کا فون آ گیا کہ ہم نے جو دو آدمی پکڑے ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹس ہیں اور انہیں فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے کیونکہ چیف جاگر خود ان سے پوچھ گچھ کریں گے۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں کو وہاں بھجوا دیا۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے کلب کے ایک اہم معاملے

ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”کنگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اودہ آپ۔ فرمائیے۔ آج کیسے کنگ یاد آ گیا آپ کو۔“

دوسری طرف سے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

”تم سے چند مشورے لینے ہیں“..... فادر جوزف نے نرم لہجے میں کہا۔

”مجھے اجازت دیجئے۔ میں حاضر ہو جاتا ہوں یا آپ تشریف لائیں تو میرے کلب کی خوش قسمتی ہوگی“..... کنگ نے جواب دیا۔

”میں ہیڈ کوارٹر میں ہوں۔ یہاں اس سیکش فون پر ہی بات ہو سکتی ہے“..... فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اودہ اچھا۔ فرمائیں“..... کنگ نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“..... فادر جوزف نے کہا تو دوسری طرف سے کنگ کے طویل سانس لینے کی واضح آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آپ کا کیا تعلق پیدا ہو گیا فادر جوزف“..... کنگ کی انتہائی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

”پہلے جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ“..... فادر جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

میں رائے لینے کے لئے میں نے چیف جاگرفون کیا تو وہاں سے کسی نے فون انڈنہ کیا تو میں نے ٹروپر کو ہیڈ کوارٹر بھیج دیا۔ اس نے جو رپورٹ مجھے دی اس سے میں بھی بوکھلا گیا اور پھر میں خود یہاں آیا تو رپورٹ درست تھی۔ وہ دونوں آدمی غائب تھے جبکہ ٹارچنگ روم میں چیف جاگرف، میڈم فراسٹ اور ٹارچنگ روم کے انچارج سارمن کی لاشیں پڑی تھیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ باقی ہیڈ کوارٹر میں جتنے بھی افراد موجود تھے ان سب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے“..... ماسٹر نے اس بار پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ نیوز۔ سب کچھ ختم کر دیا گیا ہے۔ میں بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ کال کرتا ہوں“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریسور کریڈل پر فٹخ دیا۔ جیسے جاگرف اور فراسٹ دونوں کی موت کا ذمہ دار یہی ریسور ہو۔ چند لمحوں تک تو فادر جوزف خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ریسور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کنگ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کنگ سے بات کراؤ۔ فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف نے اس پار کڑک وار لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ لیس سر۔ ہولڈ کریں سر“..... دوسری طرف سے بولنے والی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور اس کے

”بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ دنیا کی خطرناک ترین سروس ہے۔ وہ جس کے پیچھے لگ جائے اسے ہر حالت میں نیست و نابود کر کے ہی دم لیتی ہے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں ایکریمیا میں اس سے کوئی نمٹ سکتا ہے۔ اگر تم نمٹ سکتے ہو تو بولو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”سوائے میرے اور کوئی نہیں نمٹ سکتا اس لئے کہ یہ سروس اپنے کسی مخالف یا دشمن کے ہاتھوں ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ حد درجہ چوکنا اور فعال لوگ ہیں۔ البتہ ان کا لیڈر عمران میرا دوست ہے۔ جب میں ایکریمیا کی بلیک انجینی میں تھا تو بے شمار مشنز میں ہم دونوں نے مل کر کبھی کام کیا ہے اور عمران کو دوستی کے پردے میں تو ہلاک کیا جا سکتا ہے دشمنی کے ساتھ نہیں لیکن اس کے لئے مجھے پورا پس منظر معلوم ہونا چاہئے اور بھاری معاوضہ بھی“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”معاوضہ تم جتنا کہو میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن کام گارنٹی سے ہونا چاہئے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ہو جائے گا۔ کنگ کچا ہاتھ نہیں ڈالا کرتا“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بولو۔ کتنا معاوضہ لو گے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”پہلے مجھے بیک گراؤنڈ بتائیں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ مجھے صرف عمران سے نمٹنا پڑے گا یا اس کی پوری ٹیم سے۔ اس کی ٹیم کا ہر فرد

ان کی طرح انتہائی خطرناک ہے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے عمران کو پیش اسے کیلگری میں رکھا ہوا ہے۔ تم نے صرف عمران کو ہی ختم کرنا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اوکے۔ لیکن یہ بتائیں کہ عمران آپ کے پیچھے کیوں اور کیسے لگ گیا ہے“..... کنگ نے کہا۔

”وہ میرے پیچھے نہیں لگا۔ میں نے باگاریا میں پاکیشیائی سفیر کو اپنے سپرائزنگ فریڈ اور مورگی کے ذریعے ہلاک کرایا تھا جس کے جواب میں وہ باگاریا پہنچ گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ بھی فریڈ اور مورگی کے ہاتھوں مارا جائے گا لیکن پھر اطلاع ملی کہ مورگی زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئی ہے اور فریڈ ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ پھر مورگی کی ہسپتال میں ہلاکت کی اطلاع ملی۔ اس پر میں نے گارو میں اپنے پیشل سپرائزنگ جاکر اور فراسٹ کی ڈیوٹی لگائی کہ عمران جیسے ہی گارو پہنچے اسے ہلاک کر دیا جائے لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ جاکر اور فراسٹ دونوں کو ان کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے تو مجھے تمہارا خیال آیا۔ تم نے جہاں بھی عمران ہو یا وہ واپس پاکیشیا چلا جائے اسے ہلاک کرنا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”وہ اپنا مشن مکمل کئے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ آپ کا ہیڈ کوارٹر گارو میں ہے“..... کنگ نے کہا۔

”نہیں۔ میرا ہیڈکوارٹر ایک خفیہ جزیے پر ہے۔ میں وہیں سے بات کر رہا ہوں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“..... فادر جوزف نے کہا۔

”اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ عمران کا ٹارگٹ آپ خود ہیں۔ وہ انتہائی کارروائیوں پر یقین نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی چھوٹے ٹارگٹ پر ٹیم لے کر کام کرتا ہے۔ آپ چونکہ پوری دنیا کے مسلم مشاہیر کو ہلاک کر رہے ہیں اس کے خلاف عمران کام کر رہا ہے تو وہ چند ایجنٹوں کو ختم کرنے کی بجائے ہیڈکوارٹر اور ہیڈز کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ عمران آپ کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ویسے کیا آپ بتائیں گے کہ جاگر اور فراست کو آپ کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں کوئی علم تھا؟“..... کنگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نہ انہیں اور نہ ہی فریڈ اور مورگی کو علم تھا بلکہ سوائے میرے اور بورڈ آف گورنرز کے پوری دنیا کے کسی انسان کو اس کا علم نہیں ہے اور نہ کوئی انسان کسی بھی صورت مجھ تک پہنچ سکتا ہے لیکن مجھے تمہاری بات پر اس لئے اعتبار نہیں آ رہا کہ عمران مسلسل ہمارے ایجنٹس کے خلاف کام کر رہا ہے اور ایجنٹوں کو ہی ہلاک کر رہا ہے یا کر رہا ہے؟“..... فادر جوزف نے کہا۔

”یہ عمران کا طریقہ کار ہے کہ وہ جب کسی چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ان لوگوں کو گھیرتا ہے جنہیں اہم

کے خیال کے مطابق اس چیز کے بارے میں علم ہوتا ہے چاہے وہ اس کے لئے رقم خرچ کرے یا جبراً معلومات حاصل کرے۔ البتہ جو ایجنٹ اس کے راستے میں آئے گا اس کا خاتمہ وہ ضرور کر دیتا ہے۔ اب میرا تجربہ بھی سن لیں۔ اسے ماننا یا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ عمران آپ کے ہیڈکوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے تاکہ ہیڈکوارٹر کا خاتمہ کر کے وہ مسلم شارز کی کلنگ کو رکوا سکے۔ وہ پہلے فریڈ اور مورگی سے ٹکرایا لیکن ان سے اسے آپ کی بجائے جاگر اور فراست کا پتہ چل گیا ہوگا۔ چنانچہ وہ باگاریا سے گار بونجنگ گیا اور یہاں اس نے جاگر اور فراست کو گھیر لیا۔ اب اگر اسے فراست یا جاگر نے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتایا ہوگا تو وہ وہاں چڑھ دوڑے گا اور اگر کسی اور آدمی کے بارے میں اسے معلومات ملی ہوں گی کہ اسے ہیڈکوارٹر کا علم ہے تو وہ اس آدمی پر چڑھ دوڑے گا؟“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال جو بھی ہو تم اس کا خاتمہ کر دو۔ معاوضہ بولو؟“..... فادر جوزف نے کہا۔

”فادر جوزف۔ میں سچا اور کھرا آدمی ہوں۔ میرا نیٹ ورک ایکریمیا میں ہے۔ اگر عمران ایکریمیا میں ہوا تو میں اسے ٹریس کر کے ہلاک بھی کر دوں گا اور اگر ایکریمیا سے باہر کہیں ہوا تو پھر میں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکوں گا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو دس لاکھ ڈالرز ابھی بھجوا دیں اور اگر شرط منظور نہیں ہے تو

ٹھیک ہے۔ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ گنگ نے کہا۔
 ”مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ تم اپنا بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل
 بتاؤ۔ میں ابھی آن لائن تمہیں معاوضہ بھجوا دیتا ہوں لیکن کام کب
 تک مکمل ہوگا۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے کہا۔
 ”پہلے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کر لیں۔۔۔۔۔ گنگ نے کہا
 اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر پوری تفصیل بتا دی۔
 ”اوکے۔ میں معاوضہ ابھی بھجوا دیتا ہوں لیکن کام کب تک مکمل
 ہوگا۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے کہا۔

”زیادہ سے زیادہ ایک ماہ۔ اسے ٹریس کرنے کی دیر ہے پھر
 اس کا خاتمہ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ وہ میرا دوست
 ہے اور وہ مجھے دوست سمجھ کر ملے گا اس لئے وہ ہوشیار نہیں ہوگا۔
 میں اچانک اس کے دل پر فائر کھول دوں گا اور وہ مارا جائے گا۔
 اس کے مرنے کی یہی ایک صورت ہے۔ ہاں اگر اس نے خود مجھے
 فون کر دیا یا میرے کلب میں ملنے آ گیا تو پھر کام جلدی ہو جائے
 گا۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مہلت ہونی چاہئے۔ گنگ
 نے کہا۔

”اوکے۔ مجھے تم پر اعتبار ہے۔ میں اس کی موت کی خبر کا
 شدت سے انتظار کروں گا۔ گڈ لک۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے کہا اور
 رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی
 بٹن پر لیس کر دیئے۔

”لیس فادر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 لہجہ مودبانہ تھا۔

”تفصیل نوٹ کرو اور ناراک میں موجود گیری سے کہو کہ وہ اس
 تفصیل کے مطابق دس لاکھ ڈالرز اس اکاؤنٹ میں ابھی اور اسی
 وقت بھجوا دے۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے کہا اور ساتھ ہی سامنے موجود
 کاغذ پر لکھی ہوئی تفصیل اس نے دوہرا کر رسیور رکھ دیا۔

”میرا خیال ہے کہ بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ دو تین روز میں
 طلب کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس دوران کوئی اور تجویز سامنے آ
 جائے۔۔۔۔۔ فادر جوزف نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
 ایک بار پھر انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ فون سیکرٹری کو حکم
 دے دے کہ وہ چاروں گورنرز کو ہیڈ کوارٹر پہنچنے کے احکامات پہنچا
 دے۔

اس بارے میں کیا کہتے ہیں“..... صدر نے کہا۔

”وہ نہ فادر جوزف کو جانتے ہیں اور نہ ہی ریڈ اسکائی کے سپر سٹیشن کو یا سپر ہیڈ کوارٹر کو۔ وہ تو ریڈ اسکائی کو ایک عام مجرم تنظیم کی حد تک جانتے ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جب آپ کو ہیڈ کوارٹر کا نمبر معلوم ہو گیا ہے تو آپ اس کے ذریعے ہیڈ کوارٹر ٹریس نہیں کر سکتے“..... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں نے تمہارے آنے سے پہلے کوشش کی ہے۔ یہ نمبر کسی سیٹلائٹ کا ہے لیکن کس سیٹلائٹ کا ہے اس بارے میں کسی انکریمین ایکس چینج کو علم نہیں ہے اور نمبر مل تو جاتا ہے لیکن جیسے ہی کنکٹ ہوتا ہے آف ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسری طرف کوئی کال چیکر موجود ہے جو کسی اجنبی کال کو آنسر نہیں کرتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب پھر کیا ہوگا“..... جولیا نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”پلاؤ کھائیں گے احباب، فاتحہ ہوگی“..... عمران نے بے اختیار سے لہجے میں کہا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ خواہ مخواہ فضول باتیں نہ کیا کرو“..... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”تو پھر چھوہارے تقسیم ہوں گے اور نکاح ہوگا بشرطیکہ صدر یار بنگ بہادر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہو“..... عمران نے فوراً ہی

عمران ساتھیوں سمیت گاریو سے واپس لوٹتے ہوئے چکا تھا اور اس وقت ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ گاریو میں وہ جاگر اور فراسٹ سے اس ریڈ اسکائی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن وہاں حالات ایسے بن گئے کہ تنویر کو ان دونوں کو فوری ہلاک کرنا پڑ گیا ورنہ اس سمیت عمران ان کے ہاتھوں ہلاک ہو سکتے تھے۔ پھر عمران نے اس پوری عمارت کی مخصوص انداز میں تلاشی لی اور خاص طور پر جاگر کے آفس کی اس نے بڑی باریک بینی سے تلاشی لی تاکہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی معلومات مل سکیں لیکن سوائے فادر جوزف کے فون نمبر کے اور کوئی فائل یا چیز ایسی نہیں مل سکی جس سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی اشارہ مل سکے۔

”عمران صاحب۔ آپ کے معلومات مہیا کرنے والے ادارے

جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے شرمانے کے سے انداز میں منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے فون کی کھٹی بج اٹھی تو عمران سمیت سب بے اختیار چوٹک پڑے کیونکہ اس کٹھنی کا انتظام چف کے کٹھن میں موجود ایجنٹ نے کیا تھا اس لئے یہاں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو یہاں کا فون نمبر جانتا ہو۔ خود عمران کے چہرے پر بھی حیرت کے حقیقی تاثرات موجود تھے لیکن اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اتنی بڑی بڑی ڈگریاں لینے کے باوجود ابھی تک صرف ایک لفظ ہیں ہی سیکھا ہے تم نے“..... دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا تو سب کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن عمران کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”کنگ کو پس ہی کہنا پڑتا ہے ورنہ مجھے نو کا لفظ بھی آتا ہے“..... عمران نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں آپ سے ملاقات کے لئے آ رہا ہوں۔ کم از کم چائے تو پلائیں گے“..... یہی طرف سے کہا گیا اور پھر عمران کے بولنے سے پہلے کال منقطع کر دی گئی اور عمران نے بھی

رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون ہے عمران صاحب۔ آپ اور ہم سب میک اپ میں ہیں۔ پھر اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ آپ عمران ہیں اور یہاں اس کوٹھی میں ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”کنگ کلب کا مالک کنگ ہے۔ پہلے یہ ایکریمیا کی سب سے ٹاپ ایجنسی جسے بلیک ایجنسی کہا جاتا ہے کا بڑا معروف ایجنٹ تھا۔ اب ریٹائر ہونے کے بعد اپنا کلب چلا رہا ہے۔ اس نے اور میں نے بے شمار مشنز میں مل کر کام کیا ہے۔ اب یہاں یہ معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ پورے ایکریمیا میں اس کا نیٹ ورک پھیلا ہوا ہے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب ہم نے آپ کے ساتھ یہاں رہنا ہے یا ہم اپنے کمروں میں چلے جائیں“..... جولیا نے کہا۔

”تم لوگ باہر جا کر گھومو پھر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم سب اس کے سامنے آ جاؤ۔ ہمیں بہر حال محتاط رہنا چاہئے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ایک ایک کر کے وہ کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھ کر کریسیوں کو اس انداز میں ایڈجسٹ کر دیا تاکہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہاں لوگ بیٹھے رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کال بتل ہوئی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... عمران نے کہا۔

اور میں نے اس ٹاسک کے لئے دس لاکھ ڈالرز معاوضہ بھی وصول کر لیا ہے..... کنگ نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 ”ارے۔ پھر تو مبارک ہو۔ اتنی رقم وصول کرنے کے بعد تم تو اب واقعی کنگ بن گئے ہو.....“ عمران نے بھی گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور کنگ ہنس پڑا۔

”پھر اب بتاؤ کہ میں کیا کروں.....“ کنگ نے کہا۔
 ”کرنا کیا ہے۔ جیب سے مشین پھل نکالو۔ مجھ پر فائر کھولو۔ بس کھیل ختم اور دس لاکھ ڈالرز ہضم.....“ عمران نے جواب دیا تو کنگ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”پھر تو واقعی کھیل ختم اور رقم تمہیں ہضم ہو جائے گی کیونکہ میرے مرنے کے بعد ظاہر ہے تم نے ہی کنگ کلب کا مالک بن جانا ہے کیونکہ وصیت نامے میں بطور وارث تمہارا نام لکھا ہوا ہے.....“ کنگ نے جوس کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ کھیل ختم۔ تمہارے بارے میں نہیں کہہ رہا.....“ عمران نے چونک کر کہا۔

”تم جو کہتے رہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ نتیجہ میرے خلاف ہی نکلے گا۔ بہر حال اس بار تم نے کیا کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ایجنٹوں کے ساتھ لڑتے پھر رہے ہو.....“ کنگ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو.....“ عمران نے چونک کر کہا۔

”کنگ..... باہر سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

”ارے۔ تم کنگ ہو۔ کمال ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاہی بینڈ باجا ساتھ ہوگا لیکن تم تو اکیلے منہ اٹھائے آ گئے ہو.....“ عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تم بھی تو میری طرح کے ہی پرنس ہو۔ مفلس اور فلاش۔“ کنگ نے جواب دیا اور اس بار عمران ہنس پڑا۔ عمران نے بیٹھے ہی رسیور اٹھا کر روم سروس کو دو اپیل جوس کے گلاس بھجوانے کا کہہ دیا۔

”تم نے یہ نہیں پوچھا کہ مجھے تمہاری یہاں آمد کا علم کیسے اور کیوں ہوا.....“ کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ کنگ چاہے لاکھ مفلس و فلاش ہو خیر بہر حال رکھتا ہے تاکہ عوام میں ہونے والی بغاوت کی اطلاع پہلے ہی مل جائے اور کنگ کو تخت چھوڑ کر فرار ہونے میں آسانی رہے.....“ عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ویٹر نے ایک ایک گلاس ان دونوں کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”مجھے باقاعدہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں

”کنگ“..... باہر سے ہلکی ہی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

”ارے۔ تم کنگ ہو۔ کمال ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاہی بینڈ باجا ساتھ ہو گا لیکن تم تو اکیلے منہ اٹھائے آ گئے ہو“..... عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تم بھی تو میری طرح کے ہی پرس ہو۔ مفلس اور قلاش۔“ کنگ نے جواب دیا اور اس بار عمران ہنس پڑا۔ عمران نے بیٹھتے ہی رسیور اٹھا کر روم سروس کو دو اپیل جوس کے گلاس بھجوانے کا کہہ دیا۔

”تم نے یہ نہیں پوچھا کہ مجھے تمہاری یہاں آمد کا علم کیسے اور کیوں ہوا“..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ کنگ چاہے لاکھ مفلس و قلاش ہو مجبّر بہر حال رکھتا ہے تاکہ عوام میں ہونے والی بغاوت کی اطلاع پہلے ہی مل جائے اور کنگ کو تخت چھوڑ کر فرار ہونے میں آسانی رہے“..... عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ویٹر نے ایک ایک گلاس ان دونوں کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”مجھے باقاعدہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں

اور میں نے اس ٹاسک کے لئے دس لاکھ ڈالرز معاوضہ بھی وصول کر لیا ہے“..... کنگ نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ”ارے۔ پھر تو مبارک ہو۔ اتنی رقم وصول کرنے کے بعد تم تو اب واقعی کنگ بن گئے ہو“..... عمران نے بھی گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور کنگ ہنس پڑا۔

”پھر اب بتاؤ کہ میں کیا کروں“..... کنگ نے کہا۔

”کرتا کیا ہے۔ جیب سے شیش پمفل نکالو۔ مجھ پر فائر کھولو۔ بس کھیل ختم اور دس لاکھ ڈالرز ہضم“..... عمران نے جواب دیا تو کنگ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”پھر تو واقعی کھیل ختم اور رقم تمہیں ہضم ہو جائے گی کیونکہ میرے مرنے کے بعد ظاہر ہے تم نے ہی کنگ کلب کا مالک بن جانا ہے کیونکہ وصیت نامے میں بطور وارث تمہارا نام لکھا ہوا ہے“..... کنگ نے جوس کی چشکیاں لیتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ کھیل ختم۔ تمہارے بارے میں نہیں کہہ رہا“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”تم جو کہتے رہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ نتیجہ میرے خلاف ہی نکلے گا۔ بہر حال اس بار تم نے کیا کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ایجنٹوں کے ساتھ لڑتے پھر رہے ہو“..... کنگ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”تم فریڈ اور مورگی کے خلاف لڑتے رہے ہو۔ پھر گاربو جا کر تم جاگر اور فراسٹ کے خلاف کام کرتے رہے ہو۔ ان کے خاتمے کے بعد اب تم یہاں وکٹن آ گئے ہو۔ یہ سب کیا کرتے پھر رہے ہو“..... کنگ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو تمہیں فادر جوزف نے میرے خلاف بک کیا ہے۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجھے یہ سن کر بے حد مایوسی ہوئی کہ تم دو دو ٹکے کے ایجنٹوں سے لڑتے پھر رہے ہو“..... کنگ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم بلیک ایجنسی کے ایجنٹ ہو اس لئے تمہیں تو باقی سب دو دو ٹکے کے ایجنٹس ہی نظر آئیں گے۔ ویسے تمہارا فادر جوزف تو انہیں سپر ایجنٹس اور سپیشل سپر ایجنٹس کہتا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ وہ واقعی سپر اور سپیشل ایجنٹس تھے لیکن تمہارے مقابلے میں تو واقعی وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اصل مسئلہ ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنے کا ہے اور میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ یہ ایگری میا کا دارالحکومت ہے۔ شاید یہاں کوئی اس سے واقف ہو“..... عمران نے کہا۔

”تو تمہیں جاگر سے اس بارے میں معلومات نہیں مل

سکیں“..... کنگ نے چونک کر کہا۔

”مل جاتیں تو میں یہاں واپس کیوں آتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھا شاید ہیڈ کوارٹر وکٹن میں ہے اس لئے تم یہاں آئے ہو“..... کنگ نے کہا۔

”تو تمہیں بھی معلوم نہیں ہے کہ کہاں ہے ہیڈ کوارٹر“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے فون پر فادر جوزف سے پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہیڈ کوارٹر ایک خفیہ جزیرے پر ہے۔ البتہ اس کا فون نمبر میرے پاس ہے، خصوصی فون نمبر اور تم تو فون نمبر کے ذریعے مقام ٹریس کرنے کے ماہر ہو۔ شاید تمہارا کام بن جائے“..... کنگ نے کہا تو عمران نے ایک فون نمبر دوہرا دیا۔

”یہی ہے فون نمبر“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہے۔ تمہیں معلوم بھی ہے پھر بھی تم ہیڈ کوارٹر ٹریس نہیں کر پا رہے۔ وجہ“..... کنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ نمبر کسی سیٹلائٹ کے ذریعے ہے اور یہ سیٹلائٹ شاید اسرائیلی ہے کیونکہ ایگری میا میں کوئی اس کوڈ کو نہیں جانتا اور جب تک مخصوص کوڈ نہ ملے تب تک کیسے ٹریسنگ کی جاسکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کون سا مشکل کام ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ میرے

”تم فریڈ اور مورگی کے خلاف لڑتے رہے ہو۔ پھر گارلو جا کر تم جاگر اور فراسٹ کے خلاف کام کرتے رہے ہو۔ ان کے خاتمے کے بعد اب تم یہاں وکٹمن آ گئے ہو۔ یہ سب کیا کرتے پھر رہے ہو“..... کنگ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو تمہیں فادر جوزف نے میرے خلاف بک کیا ہے“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجھے یہ سن کر بے حد ہاپوسی ہوئی کہ تم دو دو ٹکے کے ایکٹوں سے لڑتے پھر رہے ہو“..... کنگ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم بلیک ایجنسی کے ایجنٹ ہو اس لئے تمہیں تو باقی سب دو دو ٹکے کے ایجنٹس ہی نظر آئیں گے۔ دیے تمہارا فادر جوزف تو انہیں سپر ایجنٹس اور سپیشل سپر ایجنٹس کہتا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ وہ واقعی سپر اور سپیشل ایجنٹس تھے لیکن تمہارے مقابلے میں تو واقعی وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اصل مسئلہ ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنے کا ہے اور میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ یہ ایکریمیا کا دارالحکومت ہے۔ شاید یہاں کوئی اس سے واقف ہو“..... عمران نے کہا۔

”تو تمہیں جاگر سے اس بارے میں معلومات نہیں مل

کیں“..... کنگ نے چونک کر کہا۔

”مل جاتیں تو میں یہاں واپس کیوں آتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھا شاید ہیڈ کوارٹر وکٹمن میں ہے اس لئے تم یہاں آئے ہو“..... کنگ نے کہا۔

”تو تمہیں بھی معلوم نہیں ہے کہ کہاں ہے ہیڈ کوارٹر“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے فون پر فادر جوزف سے پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہیڈ کوارٹر ایک خفیہ جزیرے پر ہے۔ البتہ اس کا فون نمبر میرے پاس ہے، خصوصی فون نمبر اور تم تو فون نمبر کے ذریعے مقام ٹریس کرنے کے ماہر ہو۔ شاید تمہارا کام بن جائے“..... کنگ نے کہا تو عمران نے ایک فون نمبر دوہرا دیا۔

”یہی ہے فون نمبر“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہے۔ تمہیں معلوم بھی ہے پھر بھی تم ہیڈ کوارٹر ٹریس نہیں کر پا رہے۔ وجہ“..... کنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ نمبر کسی سیٹلائٹ کے ذریعے ہے اور یہ سیٹلائٹ شاید اسرائیلی ہے کیونکہ ایکریمیا میں کوئی اس کوڈ کو نہیں جانتا اور جب تک مخصوص کوڈ نہ ملے تب تک کیسے ٹریسنگ کی جاسکتی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”یہ کون سا مشکل کام ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ میرے

دوہرا دیا۔

”اوکے“..... کنگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب مزید کیا کرنا ہوگا“..... کنگ نے کہا تو عمران نے اٹھ کر ایک الماری سے تہہ شدہ ایک بڑا نقشہ نکالا اور اسے میز پر رکھ کر کھول دیا۔ یہ یورپ، افریقا اور ارد گرد کے وسیع علاقوں پر مبنی نقشہ تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سیلائٹ انکوائری نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ سیلائٹ انکوائری“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”اسٹیٹ ایمرجنسی چیف بول رہا ہوں۔ ایک سیلائٹ کا کوڈ نمبر نوٹ کریں اور اس کی پوزیشن تفصیل سے بتائیں“..... عمران نے بھاری لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ فرمائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے سیلائٹ کوڈ نمبر دوہرا دیا جو کنگ کے آدی ہنری نے بتایا تھا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف

پاس ایک ایسا آدی ہے جو ابھی حال ہی میں اسرائیل کے ایسے محکمے سے ریٹائر ہو کر آیا ہے جن کا کام ہی انہی سیلائٹس کی چیکنگ تھا“..... کنگ نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈ کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”کنگ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کنگ بول رہا ہوں۔ ایڈورڈ ہنری سے بات کراؤ“..... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ یس سر“..... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”یس سر۔ میں ہنری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہنری۔ ایک فون نمبر بتا رہا ہوں۔ یہ کسی اسرائیلی سیلائٹ کا ہے۔ اس کا سیلائٹ کوڈ نمبر مجھے چاہئے“..... کنگ نے کہا۔

”یس سر۔ بتائیں سر۔ مجھے تو کوڈ زبانی یاد ہیں“..... ہنری نے جواب دیا تو کنگ نے اسے فون نمبر بتا دیا۔

”یس سر۔ یہ اسرائیل کا سٹیجیل سار سیلائٹ ہے۔ اس کا کوڈ نمبر نوٹ کر لیں“..... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوڈ نمبر بتا دیا۔

”دوبارہ دوہراؤ“..... کنگ نے کہا تو ہنری نے دوبارہ کوڈ نمبر

کے بتائیں“..... عمران نے کہا اور پھر قادر جوزف کا نمبر دوہرا دیا۔
 ”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر
 خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ پوزیشن نوٹ کریں“..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف
 سے کہا گیا۔

”ہیں“..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے پوزیشن بتا دی
 گئی۔

”کال کیوں ڈراپ ہو جاتی ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”پوزیشن تو درست ہے لیکن فون سیٹ میں کوئی پرابلم ہو سکتا
 ہے۔ بار بار کال کرتے رہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ تھیک یو“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے
 سامنے میز پر موجود بال پوائنٹ اٹھایا اور نقشے پر مختلف جگہوں پر
 نشانات لگانا شروع کر دیے۔ پھر اس نے مختلف پوائنٹس کو آپس
 میں ملانا شروع کر دیا۔ اس طرح نقشے پر لائنیں ایک دوسرے کو
 کراس کرتی رہیں۔

”یہ ہے وہ مقام جہاں یہ فون موجود ہے“..... عمران نے کہا
 اور پھر جس جگہ تمام لائنیں ایک دوسرے کو کراس کر رہی تھیں وہاں
 دائرہ لگا دیا۔

”میں دیکھتا ہوں“..... کنگ نے کہا اور جھک کر اس جگہ کو غور
 سے دیکھنا شروع کر دیا۔

سے کہا گیا۔
 ”ہاں۔ یلو“..... عمران نے کہا۔

”پوزیشن نوٹ فرمائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
 کے ساتھ ہی پوزیشن بتانا شروع کر دی گئی تو عمران نے سامنے
 پڑے ہوئے نقشے پر نشانات لگانے شروع کر دیے۔
 ”اور کوئی حکم سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پوزیشن دوبارہ دوہرائیں اور چیک کریں کہ پوزیشن بالکل
 درست ہونی چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”ہیں سر۔ بالکل درست پوزیشن ہے۔ میں دوہراتی ہوں۔“
 آپریٹر نے کہا اور پھر پوزیشن کو دوبارہ دوہرانا شروع کر دیا۔ عمران
 ساتھ ساتھ نقشے پر چیک کرتا جا رہا تھا۔

”اوکے۔ تھینکس“..... عمران نے آخر میں کہا اور کریڈل دبا کر
 اس نے فون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔
 آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف تھقی
 بجنے کی آواز سنائی دی لیکن پھر یکجہت رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران
 نے فوری طور پر سیلائٹ اکنوائزی کے نمبر پریس کرنے شروع کر
 دیئے۔

”ہیں۔ سیلائٹ اکنوائزی“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف
 سے آواز سنائی دی۔

”نمبر نوٹ کریں۔ اس پر رابطہ نہیں ہو رہا۔ پوزیشن چیک کر

سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”مجھے رقم کی ضرورت تھی اور مجھے معلوم تھا کہ تم نے بہر حال فادر جوزف اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر ہی دینا ہے اس لئے رقم کی واپسی کا کوئی مسئلہ نہ ہوگا“..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب بھی تو اسے رپورٹ مل سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”ملتی رہے۔ میں کہہ دوں گا کہ موقع نہیں مل سکتا۔ البتہ ایک ٹپ اچانک مجھے یاد آ گئی ہے۔ وکٹوریا میں ایک کلب ہے جس کا نام بھی وکٹوریا کلب ہے۔ اس کا سپروائزر رابرٹ ہے۔ اس کا تعلق ایک اسمگلنگ تنظیم سے ہے۔ تم اسے کنگ آف ہارسلونا کا کوڈ بول دینا۔ وہ تمہارے لئے کام کرے گا۔ انتہائی بااعتماد آدمی ہے۔ بے فکر ہو کر اس سے مدد لینا“..... کنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوکے شکریہ“..... عمران نے کہا تو کنگ اس سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کیونکہ کنگ جس نے اس کے قتل کی بگم کی تھی اور بھاری معاوضہ پیشگی وصول کیا تھا اس نے ہی ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے میں مدد کی ہے کیونکہ اگر اس کا آدمی ہنری سیلوانٹ کوڈ نہ بتاتا تو عمران اس مقام کو ٹریس نہ کر سکتا تھا جہاں کنگ سنی جا رہی تھی۔

اب بھی ڈائجنگ کا پتہ تھا لیکن یہ ابھی صرف اندازہ ہی تھا جو

”یہ تو معروف زمانہ جزیرہ وکٹوریا ہے۔ شمالی انگریزیا اور کناڈا کی مشترکہ سرحدی پٹی پر ہے“..... کنگ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے کہا۔
 ”ویسے ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر وہاں ہیڈ کوارٹر ہوتا تو مجھے اس کا علم ہوتا۔ اس جزیرے وکٹوریا میں میرا وسیع اور مضبوط نیٹ ورک ہے کیونکہ یہاں دنیا کی تمام بڑی اسمگلنگ تنظیموں کے اڈے ہیں۔ فادر جوزف مشہور آدمی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر وہاں چھپ نہیں سکتا“..... کنگ نے کہا۔

”ایک اور کام ہو سکتا ہے کہ یہ ڈائجنگ مقام ہو۔ یہاں سے کال ٹرانسفر کرنے والی مشین موجود ہو۔ کال یہاں وصول ہوتی ہے اور پھر جو کال وائس چیکر کے مطابق ہو وہ آگے ٹرانسفر ہو جاتی ہو ورنہ ڈراپ ہو جاتی ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن پھر اس مقام کو کیسے ٹریس کیا جائے“..... کنگ نے کہا۔

”وہاں جا کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ تم وہاں کے لئے کوئی ٹپ دے سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں تو تمہارے خلاف ٹاسک لئے بیٹھا ہوں۔ اس طرح تو اس فادر جوزف کو اطلاع مل جائے گی۔ وہاں اس کی ٹیم موجود ہوگی“..... کنگ نے کہا۔

”لیکن تم نے بگم کیوں کی۔ بولو“..... عمران نے اس بار غصے

فادر جوزف سپر ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا پوری دنیا سے آئی ہوئی رپورٹیں پڑھنے میں مصروف تھا جن میں بڑے بڑے مسلمان سائنس دان، بین الاقوامی حیثیت کے حامل کھلاڑی، سیاست دان، لیڈر، صحافی اور اپنی اپنی فیلڈ میں نمایاں حیثیت رکھنے والوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ رپورٹس کے مطابق یہ کام بڑے اچھے انداز میں ہو رہا تھا۔ فادر جوزف کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور رپورٹس پڑھ کر اس کی آنکھوں میں روشنیاں سی جگمگا رہی تھیں۔ ان رپورٹس کی ایک کاپی باقاعدگی سے اسرائیلی حکومت کو بھی بھجوائی جاتی تھی تاکہ ان کے ذریعے پوری دنیا کے یہودیوں کو اطلاع مل سکے کہ مسلمانوں کے خلاف کس حد تک کام ہو رہا ہے۔

”اب نئے مارکٹس پر کام ہو رہا ہو گا۔ اس کا زلزلہ ہم سب یہودیوں کے لئے انتہائی خوشی کا باعث بنے گا۔ خاص طور پر اس

درست بھی ہو سکتا تھا اور غلط بھی۔ اس بارے میں حتمی فیصلہ بہر حال وکٹوریا جا کر ہی کیا جا سکتا تھا اس لئے عمران نے فوری طور پر وکٹوریا جانے کا پلان بنایا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ وکٹوریا جانے والی فلائٹ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سیٹوں کی بکنگ کرا سکے۔

چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”بھینکس سر۔ آپ کے یہ جملے میرے لئے اعزاز ہیں۔ میں جلد ہی آپ کو ایک بہت بڑی خوشخبری سناؤں گا“..... فادر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کون سی خوشخبری چلیز بتائیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ پرنسٹون کول کے مطابق صدر کے سامنے کھول کر بات کی جاتی ہے۔“ اسرائیلی صدر نے کہا۔

”سر۔ مسلمانوں کا ایک خطرناک آدمی ہے جس نے کئی بار اسرائیل کو بھی نقصان پہنچایا ہے اور پوری یہودی دنیا کا سب سے بڑا دشمن ہے جس کو میں نے ٹاپ مارگٹ قرار دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران نامی شخص۔ میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ جلد ہی ٹاپ مارگٹ کے ہٹ ہونے کی خوشخبری آپ تک پہنچ جائے گی“..... قادر جوزف نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا عمران نے آپ کے خلاف کارروائی شروع کی ہوئی ہے“..... صدر نے چونک کر کہا۔

”یسی سر۔ میں نے باگاریا میں پاکیشائی سفیر کو ہلاک کرایا تھا جس کے پیچھے عمران اپنے ساتھیوں سمیت باگاریا پہنچ گیا۔ وہاں ہمارے دو مہر ایجنٹس مارے گئے اور پھر یہ عمران اور اس کے ساتھی گاروبو پہنچ گئے۔ وہاں ہمارے پینشل سپر ایجنٹس بھی ان کے ہاتھوں مارے گئے۔ اب ہمارا ایک گروپ ان کے خلاف کام کر رہا

عمران کی موت۔ یہ آدمی ہمارے لئے ٹاپ ٹارگٹ ہے۔ اوہ ٹاپ ٹارگٹ۔ ہاں۔ یہ اس کا اچھا نام ہے..... فادر جوزف نے اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

”وہ رپورٹیں پڑھ کر نہ صرف خوش ہو رہا تھا بلکہ خوشی سے اس کا چہرہ بجلی کی طرح چمک رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے خصوصی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فادر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔

”جناب صدر اسرائیل لائن پر ہیں جناب“ دوسری طرف سے موبائل پر بھیجے میں کہا گیا تو فادر جوزف چونک پڑے۔

”نہیں سر۔ فادر جوزف بول رہا ہوں سر“..... فادر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسرائیل کو پوری دنیا کے یہودی مقدس ملک سمجھتے تھے اور اسرائیل کے صدر کی حیثیت ان کے نزدیک ”مقدس ترین“ تھی اس لئے فادر جوزف ہمیشہ صدر سے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتا تھا۔

”آپ کی بے پناہ کامیابی پر آپ کو مبارک باد دینے کے لئے فون کیا ہے فادر جوزف۔ مسلمانوں کے خلاف جو ایکشن آپ نے شروع کر رکھا ہے اور جس طرح آپ کامیابیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اس پر نہ صرف حکومت اسرائیل بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کی طرف سے آپ کو مبارک بادیں دی جا رہی ہیں۔“ اسرائیل کے صدر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو فادر جوزف کا

”ہے..... فادر جوزف نے کہا۔

”یہ عمران آپ کی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے یا اس کا ٹارگٹ کوئی اور ہے؟“..... صدر نے کہا۔

”معلوم نہیں۔ ویسے ہیڈ کوارٹر کا علم تو سوائے میری ذات کے اور کسی کو نہیں ہے۔ ہمارا فون بھی اسرائیل سیٹلائٹ کے ذریعے کام کر رہا ہے اس لئے وہ ہیڈ کوارٹر کو کسی صورت نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ اب وہ مارا جائے گا کیونکہ میں نے اسے ٹاپ ٹارگٹ قرار دے دیا ہے اور اب میں اپنی تنظیم کے تمام ممالک میں موجود گروپس کو احکامات دے رہا ہوں۔ پوری دنیا میں قاتل اسے تلاش کریں گے۔ پھر یہ کیسے بچ سکے گا؟“..... فادر جوزف نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور شاید شدید جذباتی ہونے کی وجہ سے اس کی گفتگو میں رابطہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

”آپ اس شیطان کو نہیں جانتے فادر جوزف۔ یہ ہر وہ بات جان جاتا ہے جو اس سے چھپائی جاتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ کسی ایسے جگہ چلے جائیں جہاں کا علم صرف آپ کو ہی ہو۔ اس طرح شاید آپ اس سے بچ جائیں“..... صدر نے کہا۔

”میں ایسی ہی جگہ موجود ہوں۔ یہاں کا علم صرف مجھے ہی ہے“..... فادر جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کی فون سیکرٹری اور دوسرا عملہ بھی ہو گا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ آپ کہاں موجود ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی انہیں اطلاع

دے سکتا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ آپ ایسی جگہ چلے جائیں جہاں آپ اکیلے بھی ہوں اور آپ کے علاوہ اور کوئی اس بات کو نہ جانتا ہو کہ آپ کہاں ہیں“..... صدر نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے جناب صدر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی آپ کو ٹاپ ٹارگٹ کے ہٹ ہونے کی خوشخبری دوں گا“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال گڈ لک“..... دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فادر جوزف نے رسیور رکھ دیا۔

”ہونہ۔ اس قدر ڈرتے ہیں صدر ہو کر۔ ٹانسس“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔ تقریباً آدھی بوتل پینے کے بعد اس نے اسے بند کر کے واپس دراز میں رکھ دیا۔

”مجھے کنگ سے معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے تاکہ اسے محسوس ہوتا رہے کہ ٹاپ ٹارگٹ میرے لئے بے حد اہمیت اختیار کر گیا ہے“..... فادر جوزف نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

کر دیا ہے کہ اگر عمران وہاں دوبارہ نظر آئے تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اگر وہ کناڈا چلا جائے تو پھر اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے۔ آپ جلدی نہ کریں۔ آپ نے خود ہی تو اسے ٹاپ ٹارگٹ قرار دے رکھا ہے اور ٹاپ ٹارگٹ آسانی سے ہٹ نہیں ہوا کرتے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”وکنوریا میں وہ کیوں آیا ہوگا“..... فادر جوزف نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہاں جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے حد اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وکنوریا میں تو اسے آسانی سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ بہت ہی آسانی سے۔ وکنوریا پر کومبو کا قبضہ ہے اور کومبو میری بات نہیں ٹال سکتا“..... فادر جوزف نے اونچی آواز میں اپنے آپ سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لیس سر“..... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

”وکنوریا میں کومبو سے بات کراؤ“..... فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فادر جوزف نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے کہا۔

”ونگلٹن میں کنگ جہاں بھی ہو اس سے میری بات کراؤ“۔

فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فادر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کنگ اپنے کلب میں موجود ہیں۔ بات کیجئے“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ فادر جوزف بول رہا ہوں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”کنگ بول رہا ہوں فادر جوزف“..... دوسری طرف سے کنگ نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو فادر جوزف کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔ کیا کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ یہ میرے لئے ٹاپ ٹارگٹ ہے اور میں یہ ٹارگٹ جلد از جلد ہٹ کرنا چاہتا ہوں“..... فادر جوزف نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

”عمران کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ اسے اکیرمیا اور کناڈا کی سرحدی پٹی پر واقع جزیرے وکنوریا میں دیکھا گیا ہے۔“

کنگ نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار چونک پڑے۔

”وکنوریا آئی لینڈ۔ وہاں کیا ہے کہ وہ وہاں چلا گیا ہے۔“ فادر جوزف نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شاید وہ کناڈا جا رہا ہے۔ ویسے میں نے وہاں لوگوں کو الرٹ

”جناب کومبو لائن پر ہیں۔ وہ اپنے کلب میں موجود ہیں۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ فادر جوزف بول رہا ہوں۔“..... فادر جوزف نے کہا۔
”کومبو بول رہا ہوں فادر جوزف۔ آج کیسے یاد کیا ہے آپ
نے اپنے خادم کو؟..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔ لہجہ نرم تھا۔

”کومبو۔ میرا ٹاپ ٹارگٹ ایک پاکیشیائی ایجنٹ ہے جس کا نام
عمران ہے۔ وہ میک اپ کا ماہر ہے لیکن ظاہر ہے اپنی قد و قامت تو
تبدیل نہیں کر سکتا۔ اسے وکٹوریا میں دیکھا گیا ہے۔ ویسے وہ پوری
ٹیم کے ساتھ یہاں آیا ہو گا لیکن ٹاپ ٹارگٹ وہی عمران ہی ہے۔
تم اسے ٹریس کر کر ختم کرا دو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”کیا قد و قامت ہے اس کا؟..... دوسری طرف سے پوچھا گیا
تو فادر جوزف نے اسے تفصیل بتا دی۔ یہ تفصیل اسے فریڈ نے
بتائی تھی۔

”اوکے۔ آپ کا کام ہو جائے گا“..... کومبو نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”کام ہر صورت میں ہونا چاہئے“..... فادر جوزف نے کہا۔
”میں نے پورے وکٹوریا میں ایسے خفیہ کیمرے لگائے ہوئے
ہیں جو میک اپ کو چپک کرتے ہیں۔ وہ ایشیائی ہے۔ اس کا
قد و قامت ہمیں معلوم ہو گیا ہے اس لئے وہ فوراً ہی چپک ہو جائے

گا اور ایک بار چپک ہو جائے تو پھر اس کا خاتمہ معمولی بات
ہے“..... کومبو نے جواب دیا۔

”اوکے۔ مجھے فوراً رپورٹ دینا“..... فادر جوزف نے کہا اور
رسیور رکھ دیا اور اس نے ایک بار پھر میز کی دراز کھولی اور اندر
موجود شراب کی چھوٹی بوتل نکال لی لیکن دوسرے لمحے ایک خیال
کے آتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کومبو کلب میں ہی ہمارے سیٹلائٹ فون کی مشینری
موجود ہے“..... فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر اس
کے چہرے کے تاثرات بدل گئے کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ اس
مشینری کے بارے میں تو کومبو کو بھی علم نہ تھا کہ کلب کے نیچے
مشینری موجود ہے تو عمران کو کیسے علم ہو سکتا ہے اس لئے اس کا
: بہن مطمئن ہو گیا۔

”مشینری سے معلومات ملیں گی کہ وہ کال کو کہاں اور کتنے فاصلے اور کس سمت میں ٹرانسفر کر رہی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کتنی بڑی مشینری ہو سکتی ہے“..... صالحہ نے کہا۔
 ”یہ چھوٹی مشینری ہوتی ہے۔ پہلے دور میں تو بڑے سائز کی مشینری اس کام کے لئے ہوتی تھی لیکن پھر جدید ریسرچ کے بعد یہ سکڑتی چلی گئی۔ اب ایک درمیانے سائز کے ڈبے جیسی ہو چکی ہے اور شاید مستقبل میں ایک چھوٹی سی چپ کی صورت میں آ جائے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اس قدر چھوٹی چپ کو کیسے اور کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے۔“
 صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ عمران چاہے تو بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تو رہی ایک طرف، سوئی کا چھوٹا سا حصہ بھی ڈھونڈ نکالے“..... جولیا نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”اس قدر تعریف نہ کرو۔ اگر میں اتنا اچھا ٹریسر ہوتا تو اب تک تنویر کے دل میں موجود اپنے حق میں محبت کے جذبات ڈھونڈ نکالتا چاہے وہ کبھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہوتے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑے۔

”میرے دل میں تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ سن لو“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت وکٹوریا آئی لینڈ کی ایک رہائشی کوٹھی میں موجود تھا۔ انہیں یہاں آئے ہوئے صرف چند گھنٹے ہوئے تھے۔ عمران نے وکٹن سے ہی فون کر کے کنگ کی بتائی ہوئی ٹپ وکٹوریا کلب کے سپروائزر رابرٹ سے رابطہ کیا اور اس رہائش گاہ کا انتظام سپروائزر رابرٹ نے ہی کیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وکٹن سے ایک طویل فلائٹ کے بعد وکٹوریا ایئر پورٹ پہنچے اور پھر ایئر پورٹ سے وہ دو ٹیکسیوں کے ذریعے اس کوٹھی میں پہنچے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ کہہ رہے تھے کہ وکٹوریا میں سیٹلائٹ فون کی ڈائجٹ مشینری موجود ہے جہاں سے کال آگے فادر جوزف کے ہیڈ کوارٹر ٹرانسفر ہو جاتی ہے لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کال یہاں سے کہاں جاتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

کال گنٹل وصول کرتا ہے اور پھر اس مشینری کی وجہ سے جہاں یہ کال گنٹل بھجوانے ہوتے ہیں وہاں بھیج دیتا ہے۔ وکٹوریا زیادہ بڑا آئی لینڈ نہیں ہے۔ اگر ڈائجٹ مشینری یہاں موجود ہے تو اس کا اثینا کسی نہ کسی چھت پر نظر آ جائے گا۔ البتہ اس سلسلے میں ہمیں شہر کی تمام عمارتوں کی چھتوں کا جائزہ لینا پڑے گا۔..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”عمران صاحب۔ کیپٹن ٹکلیل درست کہہ رہا ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”سو فیصد درست کہہ رہا ہے۔ اب نجانے ایسی باتیں اسے کہاں سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ بہر حال اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایسے ایسے چھتوں کے درمیان لگائے جاتے ہیں تاکہ سڑک سے نظر نہ آ سکیں۔ البتہ اگر ہیلی کاپٹر کے ذریعے فضائی جائزہ لیا جائے تو۔ جو یہاں ممکن نہیں ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں فضائی جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... جولیا نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیوں“..... صفدر نے کہا۔

”اس لئے کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کی عمارتوں کا عمومی طرز تعمیر ٹکنونی چھتوں والا ہے اور ٹکنونی چھت کی صورت میں ایسا اثینا بلندی پر ہی لگایا جا سکتا ہے جو سڑک سے آسانی سے نظر آ سکتا ہے۔“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن

”عمران صاحب۔ آپ نے ٹنگٹن میں بیٹھ کر وکٹوریا کا سراغ لگایا تھا اور ہم یہاں آ گئے ہیں۔ جو پوائنٹ آپ نے وکٹوریا کو ٹریس کرنے میں استعمال کئے ہیں انہیں یہاں استعمال نہیں کیا جا سکتا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ رسیوگ مشین کہاں نصب ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ صرف وکٹوریا کی نشاندہی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ نشاندہی نہیں ہو سکتی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی آپ کے ذہن میں کوئی نہ کوئی پلاننگ تو ہوگی۔ اب کوئی نجومی تو بتانے سے رہا۔“..... صفدر نے کہا تو سب ہنس پڑے۔

”ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم یہاں ریڈیو اور ٹی وی پر اطلاعات کرا دیں کہ جو ہمیں اطلاع دے گا اسے ہماری افغانم دیا جائے گا اور افغانم کے لالچ میں ایک ہزار مشینری یعنی رسیوگ مشینری کی نشاندہی ہو جائے گی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بتاتا ہوں یہاں اسے کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے یا عمران صاحب کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے۔“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر کیپٹن ٹکلیل کی طرف دیکھنے لگے۔

”ہاں بتاؤ۔“..... صفدر نے کہا۔

”ایسی مشینری ہمیشہ چھپا کر رکھی جاتی ہے۔ البتہ اس سے کام لینے کے لئے اس عمارت کی چھت پر جہاں یہ مشینری موجود ہوتی ہے خصوصی ساخت کا اثینا لگایا جاتا ہے جو بیک وقت سیٹلائٹ سے

وہاں موجود اپنے آدمیوں کو اس بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کا حکم دیا اور ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ فادر جوزف نے کومبو کو تمہارے بارے میں ٹاسک دیا ہے اور تمہارا قد و قامت بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ تم اور تمہارا گروپ میک اپ کا ماہر ہے جس پر کومبو نے بتایا کہ اس نے کنوڑیا شہر میں خفیہ جگہوں پر ایسے کیمرے نصب کرائے ہوئے ہیں جو میک اپ کو چیک کر لیتے ہیں اور اس نے اپنے آدمیوں کو احکامات دے رکھے ہیں کہ جیسے ہی کسی ایشیائی کا میک اپ ظاہر ہو اسے فوراً گولی مار دی جائے۔ اس اطلاع پر میں پریشان ہو گیا کیونکہ اس کومبو کے آدمی بھوکے بھیڑیوں کی طرح وہاں تمہاری تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ یہ تو تمہیں خوش قسمتی ہے کہ اب تک تمہارا میک اپ چیک نہیں ہو سکا ہو گا۔..... کنگ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کومبو کو معلوم ہو گا کہ فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔..... عمران نے اس کی باتوں کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ واقعی۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ کومبو، فادر جوزف کا خاص الخاص آدمی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے معلوم ہو۔..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اطلاع کا شکریہ۔ ویسے بے فکر ہو۔ اس کے کیمرے ہمارے میک اپ چیک نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سپیشل میک اپ ہے

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی درمیان میں پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ بظاہر یہاں کسی کے فون آنے کا کوئی جواز نہ تھا لیکن عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”کنگ بول رہا ہوں پرنس۔ میں نے آپ کا فون نمبر سپر وائزر رابرٹ سے لیا ہے۔ آپ کو ایک ضروری اطلاع دی گئی تھی۔“ دوسری طرف سے کنگ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا۔ جسے تم ضروری کہہ رہے ہو۔ وہ واقعی ضروری ہو گی۔ بتاؤ۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے فادر جوزف نے فون کیا تھا تاکہ مجھ سے معلوم کر سکے کہ میں نے تمہیں فتنش کیا ہے یا نہیں۔ میں نے اسے چیک کرنے کے لئے کہا کہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ عمران کو کنوڑیا میں دیکھا گیا ہے جس پر وہ اس طرح چونکا جیسے اسے اس خبر سے شاک لگا ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ تم میک اپ میں ہو گے اس لئے تمہیں وہاں چیک نہیں کیا جاسکتا لیکن اچانک مجھے خیال آیا کہ کنوڑیا میں اس کا خاص آدمی کومبو موجود ہے۔ کومبو کا ایک طرح سے پورے کنوڑیا پر قبضہ ہے۔ وہ بڑا بد معاش اور گینگسٹر ہے۔ جس کلب میں وہ بیٹھتا ہے وہ کلب بھی کومبو کلب کہلاتا ہے۔ وہ رات دن کلب میں ہی رہتا ہے۔ مجھے خیال آ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ میری بات سن کر وہ کومبو کو تمہارے خلاف حرکت میں لے آئے اس لئے میں نے

اور ایسے کیمروں کو سامنے رکھ کر تیار کیا جاتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ۔ واقعی تم پرس ہو“..... کنگ نے تحسین آمیز لہجہ میں کہا۔

”اور تم کنگ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف کنگ بے اختیار قبضہ مار کر ہنس پڑا۔

”اوکے۔ دس یو گنڈ لک“..... کنگ نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”ہمیں اس کو بمو سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم مشینری چیکنگ سے بچ جائیں“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم سب چلتے ہیں“..... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہم نے وہاں دھاوا نہیں بولنا بلکہ اس کو بمو تک پہنچ کر اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں اس کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ میرے ساتھ صرف کیپٹن شکیل جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ آپ دو گروپ بنالیں۔ ہم دونوں گروپ شہر میں اس ایشیا کو تلاش کرتے ہیں جبکہ آپ کو بمو سے معلومات حاصل کریں“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ کیپٹن شکیل میرے ساتھ جائے گا۔ جولیا اور صفدر کا ایک گروپ اور تنویر اور صالحہ کا دوسرا

گروپ ہو گا۔ دونوں گروپ علیحدہ علیحدہ کاروں میں جائیں گے۔ ہمارے پاس دو کاریں ہیں۔ ایک کار میں رابرٹ کو کہہ کر اور منگوا لیتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”سوری۔ یہ بور کام میرے بس کا نہیں ہے اس لئے میں ساتھ نہیں جا سکتا اور تمہیں اور کار منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صالحہ، جولیا اور صفدر کے ساتھ چلی جائے گی“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم میرے ساتھ آ جاؤ۔ اب تمہیں اکیلے تو یہاں نہیں چھوڑا جا سکتا“..... عمران نے کہا۔

”کیوں“..... تنویر نے چونک کر کہا۔

”بچے گھر میں اکیلے ہوں تو ڈر جاتے ہیں“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہاں۔ فادر جوزف نے میرے ذمے ایک کام لگایا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں اس وقت جو کچھ بھی ہوں فادر جوزف کی وجہ سے ہوں۔ اب اگر میں فادر جوزف کا ایک چھوٹا سا کام بھی نہ کرنا تو وہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ میں اب ناکارہ ہو چکا ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کام کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے مکمل کرنا۔“ کوئبو نے کہا۔

”ایسا کون سا کام فادر جوزف نے تمہارے ذمے لگایا ہے کہ تم اس قدر پریشان ہو رہے ہو؟“ گاسی کے لہجے میں حیرت تھی۔

”تم اکیڑہائیں ایجنسیوں میں کام کرتی رہی ہو۔ کسی پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں بھی جانتی ہو جس کا نام عمران ہے؟“ کوئبو نے کہا تو گاسی بے اختیار چونک پڑی۔

”پاکیشیائی ایجنٹ عمران۔ اوہ۔ یہ نام تو بے شمار بار سنا ہوا ہے۔ ہمارے سینیئر ایجنٹس اس کی بڑی تعریفیں کرتے ہیں لیکن پاکیشیائی ایجنٹ کا فادر جوزف سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے؟“ گاسی نے یہ بات بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ شخص بقول فادر جوزف وکٹوریا میں دیکھا گیا ہے۔ یہ اپنی ٹیم کے ساتھ ہے لیکن ٹاپ ٹارگٹ یہی اکیلا عمران ہے۔ یہ میک اپ کا ماہر ہے۔“ فادر جوزف نے اسے فوری ختم کرنے کا حکم دیا۔ ”میں نے حامی بھری کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے پورے انڈیا میں ایسے خفیہ کیمرے نصب کرا رکھے ہیں جو میک اپ بھی

کوئبو لے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک تھا۔ چہرے پر زخموں کے نشانات کی خاصی تعداد نے اس کے چہرے کو خاصا کرخت اور رعب دار بنا دیا تھا۔ وہ کلب میں بنے ہوئے اپنے خاص آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے جینز کی چست پیٹ اور پھولدار اور تیز رنگوں سے مزین شرٹ پہنی ہوئی تھی اندر داخل ہوئی تو کوئبو کے کرخت چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے فون کا ریسیور رکھ دیا۔

”او گاسی۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔“ کوئبو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کوئی خاص وجہ؟“ گاسی نے ایک کرسی پر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

”فادر جوزف سے کہہ کر تم مجھے اس کی تنظیم کی یہاں وکٹوریا میں ایجنٹ بنا دو۔ مجھے معلوم ہے کہ معاوضہ دینے میں فادر جوزف کی بے حد شہرت ہے“..... گاسی نے کہا۔

”تم یہ کام کر دو۔ میں سارا کریڈٹ تمہارے حق میں ڈال کر فادر جوزف کو ایسی رپورٹ دوں گا کہ وہ تمہیں صرف ایجنٹ ہی نہیں بلکہ سپر ایجنٹ بنا دے گا“..... کوئبو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم اس عمران کے قدوقامت کی تفصیل بتا دو“..... گاسی نے کہا تو کوئبو نے اسے وہ تفصیل بتا دی جو فادر جوزف نے اسے بتائی تھی۔

”اوکے۔ میں ابھی سے اس پر کام شروع کر دیتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی تمہیں خوشخبری ملے گی“..... گاسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ بیٹو۔ اتنی بھی جلدی نہیں ہے۔ کچھ پی لو اور ہاں۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اس کے لئے کیا پلان بنایا ہے“..... کوئبو نے کہا۔

”میں عمران کے قدوقامت کی تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی جانتی ہوں کہ اس کی اہم شناخت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر سنجیدہ نہیں رہ سکتا۔ وکٹوریا جھوٹا سا شہر ہے۔ اس نے لازماً یہاں کسی مقامی آدمی کے ذریعے رہائش گاہ حاصل کی ہو گی۔ ایسے لوگوں کو میں اچھی

چیک کرتے ہیں۔ فادر جوزف نے اس کا قدوقامت بتا دیا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو اس بارے میں احکامات جاری کر دیے ہیں لیکن دو گھنٹے گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ آدمی سامنے نہیں آئے اور تمہیں معلوم ہے کہ فادر جوزف کو غصہ آ گیا تو وہ میری ہلاکت کا بھی حکم دے دیں گے“..... کوئبو نے کہا۔

”یہ ہے تو واقعی عجیب بات۔ وہ یہاں چھپ کر بیٹھے تو نہیں آئے ہو گا اور پھر اسے تو معلوم بھی نہ ہو گا کہ یہاں وکٹوریا میں ایسے خفیہ کیرے بھی موجود ہیں اور اسے چیک کیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود وہ سامنے کیوں نہیں آ رہا“..... گاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو میں پریشان ہوں اور میں نے تمہیں کال بھی اس لئے کیا ہے کہ میں اب صرف کیروں پر انحصار کر کے نہیں بیٹھ چاہتا۔ تم یہ کیس ہاتھ میں لے لو اور اسے فریئر کر کے ختم کر دو تمہارا منہ مانگا معاوضہ تمہیں مل جائے گا“..... کوئبو نے کہا تو گاسی نے اختیار مسکرا دی۔

”تم سے میں نے معاوضہ لینا ہے۔ اب تم نے یہ باتیں شروع کر دی ہیں۔ البتہ ایک کام اگر تم کر دو تو میرا مستقبل بن جائے گا۔ تمہارا یہ کام بہر حال ہو جائے گا“..... گاسی نے کہا۔

”کون سا کام تم مجھ سے کرانا چاہتی ہو“..... کوئبو نے چونک

نژاد ہے۔ وہ دونوں پورے شہر میں بلاوجہ گھوم رہی ہیں۔ ان کی نظریں عمارتوں کی چوٹیوں پر جمی ہوئی ہیں۔ ایک ریڈسکٹل پر جب ہمارے آدمی کی گاڑی ان کے برابر ہوئی تو ہمارے آدمی نے انہیں کسی اجنبی زبان میں باتیں کرتے ہوئے سنا۔ البتہ باتوں میں عمران کا لفظ کئی بار دوہرایا گیا ہے..... ایگز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہ اب کہاں ہے کار اور لڑکیاں“..... کومبو نے چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ شراب جیتی ہوئی گاسی بھی ایگز کی رپورٹ سن کر چونک پڑی تھی۔

”ہم نے ان کی کار میں بے ہوش کر دیئے والی گن سے فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب یہ کار اور لڑکیاں ہمارے قبضے میں ہیں اس لئے میں نے کال کیا ہے کہ اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے“..... ایگز نے کہا۔

”انہیں کو کہ لڑکیوں کو میرے ہیڈ کوارٹر میں لے جائیں۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کروں گی“..... گاسی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا تو کومبو نے یہی حکم ایگز کو دے دیا۔

”اوکے چیف۔ میں خود انہیں میڈم گاسی کے ٹارچنگ روم میں چھوڑ آتا ہوں“..... ایگز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”تم نے انہیں اپنے پاس کیوں بلایا ہے۔ وہاں فیلڈ ہیڈ کوارٹر

طرح جانتی ہوں۔ میں ان سے معلومات حاصل کر لوں گی۔ پھر اس رہائش گاہ پر اس طرح ریڈ کروں گی کہ وہاں موجود ہر چیز ختم کر دوں گی۔ ظاہر ہے اچانک حملے سے یہ عمران کہاں بچ سکے گا۔“ گاسی نے چپکتے ہوئے لہجے میں پلاننگ بتائی تو کومبو کا چہرہ کھل اٹھا۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کومبو نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا جبکہ گاسی نے اٹھ کر ایک الماری کھولی اور شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھا لئے۔

”لیں“..... کومبو نے بھیڑیے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ فیلڈ سے ایگز کی کال ہے“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کراؤ بات“..... کومبو نے چونک کر کہا۔ ایگز فیلڈ میں اس کا خاص آدمی تھا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ایگز بول رہا ہوں چیف“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہاں بولو۔ کیوں کال کی ہے“..... کومبو نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ فیلڈ کے لوگوں نے ایک کار چیک کی ہے۔ اس میں دو لڑکیاں ہیں۔ ان میں سے ایک یورپی نژاد ہے جبکہ دوسری سوکس

میں ایگز ان سے پوچھ گچھ کر لیتا..... کوئو نے کہا۔

309

”ان کی کار کہاں ہے“..... کوئو نے پوچھا۔

”وہ آپ کے کلب کی پارکنگ میں موجود ہے۔ اس کی چابیاں پارکنگ ہوائے کو دے دی ہیں تاکہ آپ اس بارے میں جو حکم دیں وہ اس پر عمل کر سکے“..... ایگز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم جاسکتے ہو“..... کوئو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”دونوں لڑکیاں پہنچ گئی ہیں مارچنگ روم میں۔ جاؤ جا کر ان سے پوچھ گچھ کرو“..... کوئو نے رسیور رکھ کر گاسی سے کہا۔

”تم نہیں آؤ گے“..... گاسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے کیا کرتا ہے۔ تم نے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ میرے ہاتھوں تو وہ بغیر پوچھ گچھ کے بھی ماری جاسکتی ہیں“..... کوئو نے کہا تو گاسی بے اختیار ہنستی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”ہیں“..... کوئو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے

میں کہا۔

”ایگز بول رہا ہوں چیف۔ دونوں لڑکیوں کو میڈم گاسی کے مارچنگ روم میں پہنچا کر انہیں کرسیوں پر رسیور سے باندھ دیا ہے۔ مارچنگ روم انچارج ڈیوڈ کو وہ بوتل بھی دے دی ہے جس سے انہیں ہوش میں لایا جاسکتا ہے“..... ایگز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

انہیں اس جام میں نظر نہ آ رہی تھی اس لئے وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ ٹریفک جام ہونے سے پہلے ہی آگے نکل گئی ہے۔ ٹریفک میں تقریباً ایک گھنٹہ بھٹنے رہنے کے بعد راستہ کلیئر ہونے پر وہ آگے بڑھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کومبو کلب پہنچ گئے۔ کلب کی عمارت دو منزلہ تھی اور اس پر ایک جہازی سائز کا سائن بورڈ موجود تھا۔ عمران نے کار کپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔ وہاں آنے جانے والے سب جرائم پیشہ اور بد معاشر ٹائپ لوگ نظر آ رہے تھے جس سے کلب کے ماحول کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ عمران نے کار پارکنگ میں داخل کی اور ایک طرف موجود خالی جگہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ارے۔۔۔ یہ تو ہماری دوسری کار ہے جولیا اور صالحہ والی۔ وہی کار اور وہی رجسٹریشن نمبر ہے“..... صفدر نے سائینڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ عمران سمیت باقی ساتھی بھی اتر آئے۔ کار واپسی جولیا کی تھی۔

”یہ دونوں یہاں کیا کرنے آئی ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے صلبجہ میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”میرے خیال میں وہ ہماری فائنٹ دیکھنے آئی ہیں“..... تنویر نے کہا تو کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ ان سب کے چہرے سستے ہوئے تھے کیونکہ اس کلب کا ماحول ایسا نہیں لگ رہا

کار تیزی سے ڈکٹوریا شہر کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر صفدر اور عقبی سیٹ پر کیپٹن کلکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ جولیا اور صالحہ دونوں علیحدہ کار میں ان سے کچھ دیر پہلے انیٹنا کی تلاش میں نکلی تھیں۔ پہلے یہ طے ہوا تھا کہ انیٹنا ٹریفک مشن پر صفدر، جولیا اور صالحہ جائیں گی لیکن آخری لمحات میں دونوں نے صفدر سے معذرت کر لی کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے وہ دونوں آپس میں خواتین کی مخصوص باتیں نہ کر سکیں گی اور ان کا کام بوریٹ کا شکار ہو جائے گا۔ چنانچہ صفدر بھی عمران کے ساتھ آ گیا۔ اس طرح دو گروپ تو بن گئے لیکن ایک گروپ مردوں پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا خواتین پر۔

عمران کی کار ایک ٹریفک جام میں پھنس گئی تھی جبکہ جولیا کی کار

تھا کہ یہاں جولیا اور صالحہ اطمینان سے بیٹھ سکیں۔ کار پارکنگ میں روک کر اور پارکنگ کارڈ لے کر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ ان سب کے چہرے تے ہوئے تھے۔ جولیا اور صالحہ نے یہاں آ کر ان سب کو واقعی پریشان کر دیا تھا۔ کلب میں داخل ہو کر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں کہیں بھی جولیا یا صالحہ یا دونوں انہیں نظر نہیں آئیں۔

”پارکنگ میں کار موجود ہے اور وہ دونوں غائب ہیں۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اس ہال کے علاوہ بھی ہاؤز ہوں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں آؤ“..... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے کلب کے تمام چھوٹے بڑے ہاؤز چیک کر لئے لیکن جولیا اور صالحہ کہیں موجود نہ تھیں۔

”اب کیا کریں“..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ وہ دونوں جھوٹی پچیاں نہیں ہیں کہ آسانی سے کسی کے ہاتھوں میں آ سکیں اس لئے ہمیں اپنا کام کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات سیریس ہیں۔ یقیناً یہاں کوئی خفیہ راستہ ہو گا۔ وہاں ہمیں چینگنگ کرنی چاہئے“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”اس کوہو کی گردن میں ہاتھ ڈال کر پوچھ لیتے ہیں“..... تنویر

نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اسے ان دونوں کے بارے میں معلوم ہی نہ ہو“..... صفدر نے کہا۔

”آؤ کیپٹن ٹکلیل درست کہہ رہا ہے۔ یہاں یقیناً کوئی خفیہ تہ خانے ہوں گے۔ ان کا راستہ عقب میں ہی ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب مین گیٹ سے کلب سے باہر آ گئے اور پھر کلب کی عمارت کے گرد گھومتے ہوئے عقبی طرف پہنچ گئے۔

”ارے یہ انٹینا“..... اچانک عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں عقبی طرف ٹکنوئی چھت کے اوپر موجود مخصوص اینٹینے پر جمی ہوئی تھیں۔

”ہاں۔ یہی وہ مخصوص انٹینا ہے جو رسیونگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ مشینری کوہو کلب میں ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں اور اب اس کوہو پر ہاتھ ڈالنا ہو گا تاکہ اصل نارگٹ ہٹ کیا جا سکے“..... عمران نے کہا۔

”اور وہ جولیا اور صالحہ۔ ان کا کیا ہو گا“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ وہ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہیں۔ ہمیں اس طرح ان کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ واپس چلیں“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ واپس جا کر بھی ہم نے کومبو تک ہی پہنچنا ہے۔ ادھر سے بھی تو ہم اس تک پہنچ سکتے ہیں“..... کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ آؤ“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”ہم نے ضرورت پڑنے پر تنویر ایکشن کرنا ہے لیکن اس وقت جب میں اشارہ کروں“..... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دیوار میں موجود بند دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے باہر“..... اندر سے آواز سنائی دی۔

”تمہارا باپ۔ دروازہ کھولو“..... عمران کے جواب دینے سے پہلے تنویر نے آگے بڑھ کر دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوڈ بتاؤ ورنہ بھاگ جاؤ نہیں تو مارے جاؤ گے“..... اندر سے بھی چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا لیکن دوسرے لمحے تنویر نے پوری قوت سے لات بند دروازے پر باری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ اندر موجود دو آدمی ابھی سنبھل ہی رہے تھے کہ صفدر اور تنویر ان دونوں پر بھوکے عقابوں کی طرح جھپٹ پڑے جبکہ عمران اور کیپٹن ٹکلیل دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ چھوٹی سی راہداری آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ موڑ کے بعد ایک خاصا بڑا ہال تھا جس میں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور وہاں بڑے زور شور سے جوا کھیلا جا رہا تھا۔ ایک طرف ایک اور

راہداری نظر آ رہی تھی جس کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ عمران اور کیپٹن ٹکلیل دونوں کے ہاتھ ان کی جیکٹوں کی جیبوں میں تھے۔ وہ دونوں ہال میں چوکنا انداز میں کھڑے تھے جبکہ صفدر اور تنویر بھی آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔

”رک جاؤ۔ کون ہو تم“..... ایک مسلح آدمی نے یکخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن ان کی طرف کر دی۔ شاید اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے انداز پر شک پڑ گیا تھا۔ اس کے چیختے ہی دوسرے مسلح آدمی نے بھی آٹومیٹک انداز میں اپنی گن کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

”ہم چیف کونبو سے ملنے آئے ہیں“..... عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”چیف کسی سے نہیں ملتا۔ واپس جاؤ“..... اسی لمحے مسلح آدمی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ توہین آمیز تھا۔

”کیوں نہیں ملتا۔ ابھی ملے گا“..... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ترنراہٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ تنویر نے پہلے سامنے موجود ان دونوں مسلح افراد پر فائر کھولا اور پھر تیزی سے گھوم کر اس نے ہال کی آخری دیوار

کے ساتھ کھڑے چار مسلح افراد کو نشانہ بنایا کیونکہ وہ انہیں عقب سے ایک لمحے میں بھون سکتے تھے جبکہ تنویر کے فائر کھولتے ہی عمران نے کیپٹن کلکیل کو تنویر کا ساتھ دینے کا کہا اور خود وہ دوڑتا ہوا اس راہداری میں داخل ہو گیا جس کے آغاز میں مسلح افراد موجود تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک لکڑی کا بنا ہوا دروازہ تھا جس کے اوپر دیوار پر ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے اندر موجود کوہمو کو باہر ہونے والی فائرنگ اور چیخوں کی آوازوں کا علم ہی نہیں ہو سکا ہو گا۔ صفدر، عمران کے ساتھ ہی تھا۔

عمران نے دروازے پر زور سے لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران ہاتھ میں مشین پستل پکڑے بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ سامنے ایک بڑی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے کسی بت کی طرح بیٹھا ہوا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ عمران نے دروازہ کھلتے ہی ہمپ لگایا اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کے دونوں پیر میز پر پڑے اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پستل کا دستہ پوری قوت سے کوہمو کے سر پر پڑا۔ کوہمو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بے اختیار اس طرح اچھلا جیسے اسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ عمران اسے ضرب لگا کر

اس کی سائیڈ میں نیچے کود گیا تھا۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں ہو گیا تھا۔

عمران نے نیچے پیر جما کر بے اختیار اچھل کر اٹھتے ہوئے کوہمو کے سر پر ایک اور زور دار ضرب لگائی اور اس بار اس کے حلق سے گھسی گھسی سی چیخ نکلی اور وہ کرسی پر ہی ڈھلک گیا جبکہ صفدر نے اس دوران دروازہ بند کر دیا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر موجود ایک پردہ اتارا۔ اسے پھاڑ کر اس کی ری بنائی اور ری سے کوہمو کو کرسی کے ساتھ اس طرح باغھ دیا کہ کوہمو نہ کرسی سے اٹھ سکے اور نہ ہی کوئی حرکت کر سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے تیز دھار خنجر نکالا۔ مشین پستل اس نے میز پر رکھ دیا تھا جبکہ صفدر نے اس دوران عمران کی مدد کی اور پھر آفس کے پیچھے موجود کمرے کا اندر داخل ہو کر جائزہ لے لیا تھا۔ عمران نے کوہمو کی کرسی کا رخ اپنی طرف کیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا خنجر والا ہاتھ گھوما اور دوسرے لمحے کوہمو کی ناک کا آدھا تختہ کٹ چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کوہمو چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اور اس نے اٹھنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس کا دوسرا تختہ بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔ اس کے حلق سے ایک بار پھر گھسی گھسی سی چیخ نکلی۔ وہ پردے کی بنی ری سے بندھا کرسی پر بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر نیلے رنگ کی ایک رگ ابھر آئی تھی اور چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ گھما کر خنجر کا

دست اس ابھرنے والی نیلی رگ پر مار دیا اور کومبو کی حالت بے حد خستہ ہو گئی۔ اس کا پورا جسم پسینے سے بھیک گیا۔ آنکھوں میں سے شعور کی چمک مدھم پڑ گئی اور اس کا سانس اس طرح رک رک کر آنے لگا جیسے ہمیشہ کے لئے رک جائے گا۔

”بولو فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں نہیں جانتا“..... کومبو نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی رگ پر ایک بار پھر ضرب لگا دی اور اس بار کومبو کی حالت انتہائی خراب ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں شعور کی مدھم سی چمک بھی ختم ہو گئی۔ چہرہ انتہائی حد تک بگڑ گیا اور جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

”بولو۔ کہاں ہے فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر۔ بولو“..... عمران نے ایک بار پھر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر گاشپ نامی جزیرے پر ہے۔ بس اتنا معلوم ہے“..... کومبو نے لاشعوری انداز میں رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیٹلائٹ سے جو سگنل یہاں آتے ہیں وہ یہاں سے کہاں جاتے ہیں؟“..... عمران نے ایک بار پھر تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ یہ سب کچھ مجھ سے پہلے کا ہے۔ پہلے والے کو علم ہوگا۔ وہ مر گیا ہے۔ اس کے بعد میں یہاں آیا ہوں“۔ کومبو

نے پہلے کی طرح لاشعوری طور پر رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ آنکھیں پھیل گئیں لیکن ان میں شعور کی چمک مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ عمران نے میز پر رکھا ہوا مشین پائل اٹھایا اور اس کی نال کومبو کے دل پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ کومبو کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ وہ چند لمحے تڑپ کر ختم ہو چکا تھا اور عمران جانتا تھا کہ یہ ضروری تھا کیونکہ کومبو کا شعور مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا۔ اگر اسے زندہ رہنے دیا جاتا تو اس کی زندگی عبرتناک ہو کر رہ جاتی۔

”عمران صاحب۔ دوسرے کمرے کے نیچے ایک بڑا تہہ خانہ ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یہ تہہ خانہ عین اس اٹھنے کے نیچے ہے“..... صفدر نے کہا۔

”تم یہیں رکو۔ میں چیک کر کے آتا ہوں۔ ہم اس وقت سوئے ہوئے آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں“..... عمران نے کہا اور صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے دوسری کمرے میں گیا۔ وہاں سے میزھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ نیچے واقعی ایک بڑا تہہ خانہ تھا۔ وہاں اسلحے کا سنور بنایا گیا تھا۔ بڑی بڑی بیٹریوں میں تقریباً ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔ تہہ خانے کی بیرونی طرف کی دیوار کے ساتھ ایک اور دیوار تھی جو بائیں کی طرح بند نظر آ رہی تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ان دیواروں کے ذریعے ڈائجٹ مشینری کو چھپایا گیا ہے۔ عمران نے ایک بیٹی میں سے ایک

دستی بم اٹھایا۔ اس کی پین کھینچی اور اسے دیوار پر اس انداز میں مار دیا کہ اندر موجود مشینز تباہ نہ ہو۔ ایک بلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی دیوار ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر سائڈز میں جا گری۔

”عمران صاحب ہمیں گھیر لیا گیا ہے“..... اوپر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”سب ساتھیوں کو یہاں نیچے بلاؤ اور بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دو۔ جلدی کرو“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہاں۔ لیکن یہاں تو الٹا ہم پھنس جائیں گے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ وقت ضائع مت کرو“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... صفدر کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔ کمرے میں چونکہ لائٹ جل رہی تھی اور یہ لائٹ اس وقت خود بخود جل اٹھی تھی جب عمران سیزر ہیاں اتر رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ لائٹ سیزر ہی کے پریس ہونے سے آن یا آف ہوتی ہے۔ اس تیز لائٹ میں مشین پر موجود اشاراتی الفاظ واضح دکھائی دے رہے تھے۔ عمران انہیں دیکھ رہا تھا کہ اسے کئی آدمیوں کے تیزی سے سیزر ہیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد کیپٹن کلکیل اور تیور دونوں نیچے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے صفدر بھی تیزی سے سیزر ہیاں اترتا

ہوا نیچے آ گیا۔

”یہ عقیبی دیوار ہے اور اس پٹی میں طاقتور بم موجود ہیں۔ ہم نے باہر نکل کر پہلے مخالف سائڈز پر جانا ہے اور پھر پارکنگ کی طرف جا کر وہاں سے کار حاصل کرنی ہے“..... عمران نے انہیں ہدایات دیں تو انہوں نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے انہیں اب عمران کی ساری سکیم سمجھ میں آ گئی ہو۔

بھی بے ہوش اور بندھی ہوئی تھی۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا جس میں دیواروں پر نارنگی کے مختلف چھوٹے بڑے آلات موجود تھے۔ اسی طرح ایک ٹرائی پر جدید ترین میک اپ واش بھی رکھا ہوا اسے نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں دو آدمی موجود تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں لمبی گردن والی بوتل موجود تھی جسے دیکھتے ہی جولیا سمجھ گئی کہ یہ اینٹی گیس کی بوتل ہے۔ اس گیس کی مدد سے انہیں ہوش میں لایا گیا ہوگا۔

”ڈیوڈ۔ اب میرا تو یہاں کوئی کام نہیں ہے“..... ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی میڈم گاسی پہنچ رہی ہیں۔ ان سے اجازت لے کر جانا“..... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالحہ ہوش میں آ چکی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جولیا کے دونوں ہاتھوں کو عقب میں کر کے ری سے باندھ دیا گیا۔ جولیا نے جب ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تو یہ محسوس کر کے وہ مسرت سے اچھل پڑی کہ ری انتہائی اتناڑی انداز میں باندھی گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ لوگ عام بد معاش ہو سکتے ہیں۔ ان کا کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ ایجنٹوں کو مخصوص انداز کی گانٹھیں لگانے اور انہیں کھولنے کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ چند لمحوں بعد اس نے اپنے بازو آزاد کرا لئے۔ اب اس نے اپنے باقی جسم کو ری کی گرفت سے

جولیا کے تاریک ذہن میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فوراً یاد آ گئے۔ وہ کار چلاتی ہوئی کنویریا شہر کی سڑکوں پر آگے بڑھ رہی تھیں۔ ان کی نظریں سائیڈ عمارتوں کی چھتوں پر تھیں تاکہ ڈائجنگ مشینری کا مخصوص اینٹنا چیک کیا جاسکے لیکن تقریباً پورا شہر گھوم لینے کے باوجود وہ اینٹنا انہیں نظر نہ آیا۔ پھر ایک جگہ ریڈ سگنل کی وجہ سے جیسے ہی اس نے کار روکی سائیڈ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے ہاتھ میں موجود کوئی چیز جولیا کی گاڑی میں پھینکی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت تاریک ہو گیا اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ دیکھ کر اسے جھٹکا سا لگا کہ وہ کرسی کے ساتھ ری سے بندھی ہوئی ہے۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو سائیڈ کرسی پر بیٹھی ہوئی صالحہ

چھڑانے کی کوشش شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گانٹھیں تلاش کر کے انہیں کھولنے میں کامیاب ہو گئی۔ اب صرف سامنے سے ری بندھی ہوئی نظر آ رہی تھی جبکہ جولیاء جب چاہتی جھک کا دے کر اپنے آپ کو رسی کی ظاہری گرفت سے آزاد کرا سکتی تھی۔ اس نے صالحہ کی طرف دیکھا تو صالحہ بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ جولیاء نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپک جھپک کر اسے اپنا پیغام دینا شروع کر دیا کیونکہ سامنے ہی ڈیوڈ اور اس کا ساتھی موجود تھا اس لئے وہ ان دونوں آدمیوں کے سامنے رسیوں کے بارے میں کچھ بولنا نہ چاہتی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ جولیاء مزید اقدامات کے بارے میں کوئی پیغام صالحہ کو دیتی کرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز کی چست پیٹ اور پھولدار اور تیز رنگوں سے مزین شرٹ پہنی ہوئی تھی اندر داخل ہوئی۔

”انہیں ہوش آ گیا ہے“..... لڑکی نے جولیاء اور صالحہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیس میڈم گاسی“..... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوش میں لانے سے پہلے یا بعد میں میک اپ چیک کیا ہے“..... گاسی نے سامنے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیس میڈم۔ یہ دونوں میک اپ میں نہیں ہیں“..... ڈیوڈ نے

جواب دیا۔

”اوکے“..... گاسی نے کہا۔

”میڈم۔ ڈیوڈ یہاں موجود ہے۔ میں فیلڈ میں چلا جاؤں۔“
دوسرے آدمی نے کہا۔

”ہاں چلے جاؤ۔ یہ تو بندھی ہوئی ہیں“..... گاسی نے دوسرے آدمی سے کہا تو وہ آدمی کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہاں۔ کیا نام ہیں تمہارے۔ اپنے نام بتاؤ“..... گاسی نے جولیاء اور صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

”میرا نام جولیاء ہے اور یہ میری ساتھی ہے۔ اس کا نام مارگریٹ ہے۔ ہم دونوں ٹورسٹ ہیں۔ تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔ ہمیں کیوں باندھا گیا ہے۔ ہم نے کیا جرم کیا ہے“..... جولیاء نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو گاسی بے اختیار ہنس پڑی۔

”اگر تم محض ٹورسٹ ہوتی تو ہوش میں آتے ہی تم نے آسمان سر پر اٹھا لینا تھا۔ اس انداز میں بیٹھی جرح نہ کر رہی ہوتی۔ تم دونوں پاکیشانی ایجنٹ عمران کی ساتھی عورتیں ہو اور شاید تم نے کوئی سیشل ٹائپ کا میک اپ استعمال کیا ہے کہ میک اپ واش نہیں ہوا لیکن تم بہر حال میک اپ میں ہو کیونکہ کوئی ملک کسی غیر ملکی کو اپنی سیکرٹ سروس میں شامل نہیں کرتا۔ بہر حال اب تم بتاؤ گی کہ عمران کہاں ہے اور یہ بھی سن کو کہ ہمارا ٹارگٹ صرف عمران ہے۔ تم نہیں ہو اس لئے اگر تم عمران کے بارے میں بتا دو تو تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے“..... گاسی نے تقریر کرنے کے انداز میں کہا۔

”تمہارا تعلق کس سے ہے“..... جولیاء نے کہا۔

”ہاں۔ اب تم نے درست راستے کا انتخاب کیا ہے۔ میرا پہلا تعلق کوکبو سے ہے اور کوکبو کا تعلق فادر جوزف سے ہے“..... گاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں یا کوکبو۔ کسی کو فادر جوزف کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے۔“

جولیا نے پوچھا۔

”اوہ۔ تو تم فادر جوزف کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرتی پھر رہی ہو۔ اس کا علم صرف فادر جوزف کو ہو گا یا بورڈ آف گورنرز کے گورنرز کو اور اس بارے میں کسی اور کو معلوم نہیں ہے“..... گاسی نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ فادر جوزف نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں سیٹلائٹ کے ذریعے جو فون نصب کرایا ہوا ہے اور جس کی ڈائجنگ مشینری یہاں وکٹوریا میں کہیں نصب ہے تاکہ جو کال باہر سے آئے اس کے بارے میں یہی سمجھا جائے کہ وہ یہاں وکٹوریا میں موصول ہوئی ہے۔ وہ وصول نہیں ہوتی ہے جبکہ ڈائجنگ مشینری کی مدد سے وہ کہیں اور شفٹ کر دی جاتی ہے“..... جولیا نے کہا تو گاسی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم اس حد تک تربیت یافتہ ہو۔ وری بیڈ۔ پھر تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے“..... گاسی نے کہا اور پھر جب سے مشین پسل نکال لیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات جولیا کی بات سن کر یکسر تبدیل ہو گئے تھے۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ ہم بندھی ہوئی ہیں اور میں نے تو چھوٹی سی بات پوچھی تھی“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈیوڈ“..... گاسی نے تیز لہجے میں کہا۔

”نیں میڈم“..... کرسی کے عقب میں کھڑے ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کی رسیاں چیک کرو۔ یہ بے حد تربیت یافتہ ہیں۔“ گاسی نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے مشین پسل کا رخ ظاہر ہے جولیا اور صالحہ کی طرف کیا ہوا تھا۔ صالحہ نے جولیا کی طرف اور جولیا نے صالحہ کی طرف دیکھا۔ مخصوص انداز میں ٹپکیں چپکائیں جس کا مطلب تھا کہ اب ایکشن میں آنے کا وقت آ گیا ہے۔

”نیں میڈم“..... ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر وہ جولیا اور صالحہ کے عقب میں جانے کی بجائے سامنے کی طرف سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر جولیا کے سامنے رک کر اس نے جولیا کے جسم کے گرد موجود رسی پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر کچھ فاصلے پر بیٹھی ہوئی گاسی پر جا گرا اور پھر اسے بھی ساتھ لیتا ہوا فرش پر جا گرا۔ گاسی کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی لیکن نیچے گرتے ہی گاسی نے یکنخت ڈیوڈ کو ایک طرف اچھالا اور بڑے ماہرانہ انداز میں قلابازی کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ البتہ اس کے ہاتھ سے مشین پسل نکل کر دور جا گرا تھا۔ جولیا کو رسیوں کے بل چھڑانے میں چند لمحے لگ گئے اور گاسی

نے انہیں لمحات سے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ اسی لمحے صالحہ نے بھی اپنے آپ کو رسیوں سے چھڑا لیا تھا اور پھر صالحہ اور گاسی دونوں بیک وقت ہی اس مشین پمپل کی طرف لپکیں جبکہ جولیا اچھل کر ڈیوڈ کی طرف بڑھی جو جب سے مشن پمپل نکال کر ان کی طرف مڑ رہا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش نہ کی تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ ایک بار پھر کسی کے ذمہ نہ آ جائے لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پمپل کا رخ صالحہ یا جولیا کی طرف کرتا جولیا نے اچھل کر اس کے ہاتھ پر جس میں اس نے مشین پمپل پکڑا ہوا تھا، زور دار ٹھوکر ماری تو اس کے ہاتھ سے مشین پمپل نکلا ضرور لیکن وہ سائیڈ پر جا کر گرنے کی بجائے ہوا میں خاص انداز میں اس طرح اچھلا کہ جیسے بچے گیند کھیلتے ہوئے اسے اوپر کی طرف اچھال کر پھر کچھ کرتے ہیں اس طرح مخصوص انداز کی ضرب لگنے سے ڈیوڈ کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پمپل جولیا نے ہوا میں ہی کچھ کر لیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی تیزی سے اٹھتا ہوا ڈیوڈ چیختا ہوا واپس فرش پر گرنا اور بری طرح ترپنے لگا۔ جولیا نے تیزی سے ہاتھ کا رخ بدلا تو صالحہ اور گاسی دونوں ایک دوسرے سے لپٹی فرش پر الٹ پٹت ہو رہی تھیں۔

”اچھا! دو.....“ جولیا نے یلکھت چیختے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے گاسی اچھل کر سائیڈ پر جا گری۔ صالحہ نے شاید اسے اس انداز میں پکڑا ہوا تھا کہ وہ علیحدہ ہو کر جولیا سے نہ جا لکرائے۔ جب

جولیا نے اسے اچھالنے کا کہا تو صالحہ نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے سائیڈ پر اچھال دیا۔ اسی لمحے جولیا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پمپل نے شعلے اگلے اور کرہ گاسی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کولیاں اس کی ٹانگوں پر پڑی تھیں اس لئے وہ یلکھت اکٹھی ہو گئی تھی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا اوپر والا جسم سیدھا ہوا اور وہ ساکت ہو گئی۔

”صالحہ مشین پمپل لو اور باہر جا کر دیکھو۔ جونظر آئے اڑا دو۔“ جولیا نے کہا۔

”لیکن اوپن فائرنگ سے تو پولیس یہاں آ جائے گی۔“ صالحہ نے کہا۔

”یہ نہ جانے کس قسم کی عمارت ہے۔ ابھی وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ گاسی ہم پر فائرنگ کر رہی ہے جیسے ہی انہیں اصل حقیقت کا علم دیا تو وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے.....“ جولیا نے کہا تو صالحہ نے اس کے ہاتھ سے مشین پمپل لیا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑی جبکہ جولیا نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش گاسی کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد گاسی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے۔ گاسی کی دونوں ٹانگوں سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

”بولو۔ کہاں ہے ڈائجنگ مشینری۔ بولو.....“ جولیا نے گاسی کی شہ رگ پر اٹکھٹا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دباتے ہوئے کہا۔

بلاک کر دیا ہے اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ میں نے ساری چیکنگ کر لی ہے۔ یہ کوئی ہیڈ کوارٹر ٹائپ عمارت ہے۔ اس میں ہر وہ چیز موجود ہے جو ہیڈ کوارٹر میں ہوتی ہے لیکن سوائے اس چوکیدار اور اس ڈیوڈ کے اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے“..... صالحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال اب ہمیں کومبو کلب جانا ہوگا“..... جولیا نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”وہاں کیوں۔ وہاں تو عمران اور دوسرے ساتھی گئے ہوئے ہیں“..... صالحہ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہماری کار دیں پارکنگ میں ہے۔ دوسری بات یہ کہ جس شینیری کی چیکنگ فادر جوزف کے ہیڈ کوارٹر کے لئے ضروری ہے وہ بھی وہیں کلب میں ہی ہے“..... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہمیں واپس اپنی رہائش گاہ پر جانا ہے۔ وہاں اب تک عمران اور ساتھی خاموش بیٹھے نہیں رہے ہوں گے اس لئے ان کا کام ان چھوڑو“..... صالحہ نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ یہاں سے نکلنا چاہئے۔ ان کی کار نہیں کافی فاصلے پر کسی پبلک پارکنگ میں چھوڑنا ہوگی“..... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور صالحہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتیں اس عمارت کی پارکنگ کی طرف بڑھنے لگیں جہاں دو عمارتیں موجود تھیں۔

”کومبو کے آفس کے نیچے تہہ خانے میں“..... گاسی نے لاشعوری انداز میں رک رک کر کہا۔

”تمہیں کیسے علم ہوا“..... جولیا نے شہ رگ پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

”کومبو سے پہلے کلب کا منیجر ولسن تھا جو میرے بڑے بھائی کا دوست تھا۔ مجھے بھائی نے بتایا تھا“..... گاسی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہماری کار کہاں ہے۔ اب بولو۔ کہاں ہے کار“..... جولیا نے جھک کر اس کے کان میں چیخ کر کہا کیونکہ اسے نظر آ رہا تھا کہ خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے گاسی موت کی وادی میں اترتی چلی جا رہی ہے۔

”کلب کی پارکنگ میں“..... گاسی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہچکیاں لینا شروع کر دیں اور پھر ایک زور دار ہچکے کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔ آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صالحہ مطمئن انداز میں اندر داخل ہوئی۔

”یہ مر گئی ہے“..... صالحہ نے گاسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے مر گئی ہے۔ تم بتاؤ باہر کیا ہوا“..... جولیا نے کہا۔

”یہاں صرف ایک چوکیدار تھا۔ اسے میں نے گردن توڑ کر

بڑے ہال کمرے میں مستطیل شکل کی میز کے گرد پانچ افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں دو دو میز کی لمبی سائیڈوں کی طرف فادر جوزف میز کی چھوٹی سائیڈ پر اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان چاروں میں سے تین مرد اور ایک عورت تھی۔ یہ چاروں ریڈ اسکائی کے سپر سیکشن کے بورڈ آف گورنرز کے گورنرز تھے۔ فادر جوزف نے پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ہر گورنر اپنے حصے میں ریڈ اسکائی تنظیم کا مکمل انچارج تھا اور ریڈ اسکائی ہیڈ کوارٹر سے ملنے والے احکامات کی تعمیل کرانے اور ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دینے کا پابند تھا۔ پہلے تو ریڈ اسکائی ہر قسم کے بڑے جرائم میں ملوث تھی جس سے دولت اکٹھی کر کے وہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے تھے لیکن اب فادر جوزف نے گزشتہ کئی ماہ سے ہیڈ کوارٹر کو پوری دنیا میں موجود نامور مسلمان جن

کا تعلق زندگی کی کسی بھی فیلڈ سے ہو کو ہلاک کرانے کے مشن کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ اب تک ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مسلم سٹارز ریڈ اسکائی کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے تھے اور مسلسل یہ کام جاری تھا۔

ہر ماہ بورڈ آف گورنرز کی فادر جوزف کے تحت میٹنگ ہوتی تھی اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کے ایسے ناموں کی لسٹ تیار کی جاتی تھی جنہیں مسلم سٹارز کہا جاسکتا تھا۔ اسی طرح گزشتہ ماہ کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا جاتا تھا اور آئندہ کے لئے لسٹ تیار کی جاتی تھی لیکن یہ اجلاس عام ماہانہ اجلاس نہ تھا بلکہ خصوصی اجلاس تھا جس میں فادر جوزف نے پائیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں تفصیلات پر گورنرز سے آراء طلب کی تھیں اور تمام گورنرز کی یہ متفقہ رائے تھی کہ چونکہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی یا پوری دنیا میں فادر جوزف اور گورنرز کے مواء کوئی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہیں جانتا اور نہ ہی اسے کسی طرح ٹریس کیا جاسکتا ہے اس لئے جب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک فادر جوزف ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ جائے تو فادر جوزف نے اس متفقہ رائے کو فوراً قبول کر لیا۔ اس کے بعد اجلاس ختم کر دیا گیا اور تمام گورنرز ہیڈ کوارٹر کے مخصوص ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر کناڈا کے ایک بڑے شہر کانسٹنچلے گئے جہاں سے وہ اپنے اپنے ایریا کی طرف فلائی کر جاتے۔ ہیلی کاپٹر کی روانگی کے بعد فادر جوزف

اپنے مخصوص آفس میں آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ویسے بھی اسے یقین تھا کہ کنگ یا کوئو میں سے کوئی نہ کوئی ان کا خاتمہ کر دے گا۔ وہ ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس“..... فادر جوزف نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”وکتوریا سے ایگز کی کال ہے۔ کوئو کا اسسٹنٹ ایگز۔“ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ایگز کی کال۔ کیا مطلب۔ کوئو کہاں ہے“..... فادر جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ کوئو کے بارے میں ہی کوئی خبر براہ راست آپ کو دینا چاہتا ہے“..... فون سیکرٹری نے کہا۔

”اوہ۔ پھر کوئی بیڈ نیوز سننا پڑے گی۔ کراؤ بات“..... فادر جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہیلو فادر۔ میں ایگز بول رہا ہوں کوئو کا اسسٹنٹ وکتوریا سے“..... دوسری طرف سے ایک انتہائی مودبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئو کہاں ہے۔ اس نے فون کیوں نہیں کیا۔ تم کیوں فون کر رہے ہو۔ بولو“..... فادر جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”فادر جوزف۔ کوئو کو ان کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے“..... ایگز نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ اس تک جب کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا تو اسے ہلاک کون کر سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... فادر جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”فادر۔ جو تحقیقات کی گئی ہیں ان کے مطابق کچھ افراد عقبی طرف سے جبراً اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے باہر موجود مسلح افراد کو ہلاک کیا اور پھر انہوں نے جوئے کے بڑے ہال میں موجود مسلح افراد کو ہلاک کر دیا اور وہاں موجود دیگر افراد کو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم دیا جبکہ دو آدمی چیف کوئو کے آفس میں گھس گئے۔ پھر وہ سب لوگ نیچے تہہ خانے میں گئے اور وہاں موجود اسلحے سے بم نکال کر انہوں نے عقبی دیوار اڑا دی اور باہر جا کر غائب ہو گئے“..... ایگز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہاں ہماری فون مشینری موجود تھی اور یہ فون کال تو ہو رہی ہے۔ پھر“..... فادر جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس مشینری کے سامنے والی دیوار اڑا دی گئی ہے لیکن مشینری مکمل طور پر محفوظ ہے اور عقبی دیوار بھی اس انداز میں اڑائی گئی ہے کہ مشینری کو نقصان نہیں پہنچا“..... ایگز نے ایک بار پھر تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

خبر ہمیں ملی تو میں نے میڈم گاسی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہاں سے رابطہ نہ ہوا تو میں خود وہاں گیا۔ وہاں میڈم گاسی اور ڈیوڈ کی لاشیں ٹارچنگ روم میں پڑی تھیں جبکہ باہر چوکیدار کی لاش بھی ملی ہے اور وہ دونوں عورتیں غائب ہیں“..... ایگز نے ایک بار پھر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر اب تم کوہو کلب کو سنبھال لو اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے انہیں ہلاک کر دو۔ خاص طور پر فون کال مشینری کی حفاظت کرو“..... فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے لوگ اس قدر خوفزدہ کیوں رہتے ہیں۔ اب اسے اسرائیل کے صدر کے عمران کے نام سے ہی خوفزدہ ہو جانے کی وجہ سمجھ میں آ رہی تھی لیکن بہر حال وہ اس لئے مطمئن تھا کہ ہیڈ کوارٹر کا علم کسی صورت بھی عمران کو نہیں ہو سکتا اور اب اس نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک یہ عمران مارا نہ جائے گا وہ یہاں سے باہر نہیں نکلے گا۔ اس فیصلے سے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”گاسی کہاں ہے۔ کوہو اسے اپنے بعد انچارج بنانا چاہتا تھا۔ اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے“..... فادر جوزف نے اس بار ڈھیلے لہجے میں کہا۔

”اسے بھی اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہلاک کر دیا گیا ہے“..... ایگز نے جواب دیا تو فادر جوزف کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ تو ایکریمیا کی تربیت یافتہ تھی۔ وہ تو بہت تیز اور فعال تھی“..... فادر جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے گاسی کی موت پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”میں نے دو عورتوں کو چپک کیا جو سرکوں کی سائیڈوں پر موجود عمارتوں کا جائزہ اس انداز میں لے رہی تھیں جیسے انہیں کسی خاص چیز کی تلاشی ہو۔ ان کے مشکوک ہونے پر میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کی کار میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں اغوا کر لیا جائے۔ میں نے چیف کوہو سے بات کی تو وہاں میڈم گاسی بھی موجود تھی۔ ان کے کہنے پر چیف نے ان دونوں عورتوں کو میڈم گاسی کے ہیڈ کوارٹر چھوڑنے کا حکم دیا تو میں خود وہاں گیا اور دونوں عورتوں کو ہیڈ کوارٹر کے انچارج ڈیوڈ کے حوالے کر دیا بلکہ میں نے خود ڈیوڈ کے ساتھ مل کر انہیں کرسیوں کے ساتھ رسیوں سے باندھ دیا۔ وہاں بھی ان عورتوں کا میک اپ چپک کیا گیا لیکن میک اپ واش نہ ہوا اور میڈم گاسی کے آنے تک میں وہیں رہا۔ پھر واپس آ گیا۔ اب چیف کوہو کی ہلاکت کو

گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... صفدر نے کہا۔

”فی الحال تو فلو ہوا ہے۔ آگے شاید نمونیہ بھی ہو جائے۔“

عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ جس طرح کی اداکاری کر رہے ہیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صرف نمونیہ نہیں ذیل نمونیہ ہو گیا ہے۔“
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صفدر۔ سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ کسی بھی وقت بات پوری ہو سکتی ہے“..... جولیا نے صفدر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے لئے اس قسم کی گفتگو وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

”سوری مس جولیا“..... صفدر چونکہ عمران کے لئے جولیا کے جذبات کو جانتا تھا اس لئے اس نے فوراً معذرت کر لی۔

”صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ایک ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا مسئلہ بن گیا ہے اور جس طرح کی محنت ہو رہی ہے اس کا نتیجہ بھی نکل سکتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب کیا نتیجہ نکالا ہے تم نے۔ وہ بتاؤ۔ خواہ بخواہ وقت ضائع مت کرو“..... جولیا نے عمران کو بھی ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”کومبو نے لاشعوری طور پر گاشپ جزیرے کا بتایا تھا۔ اب جو حساب کتاب میں نے لگایا ہے وہ بھی گاشپ جزیرے کی نشاندہی کرتا ہے۔ کومبو کلب سے کال آگے گاشپ ہی جاتی ہے لیکن۔“

عمران سامنے میز پر ایک سفید کاغذ اور ساتھ ہی ایک ریسیا اور کناڈا کی ساحل پٹی کے بارے میں تفصیلی نقشہ رکھے ان پر جھکا ہوا تھا۔ وہ سفید کاغذ پر نقشے کو دیکھ دیکھ کر کچھ لکھتا لیکن پھر کاٹ دیتا۔ کبھی وہ نقشے پر نشان لگاتا اور پھر ان نشانات کو دیکھ کر کاغذ پر مختلف ہندسے لکھتا اور پھر کافی دیر تک حساب کتاب کرنے کے بعد وہ انہیں کاٹ دیتا۔ کافی دیر سے یہی سلسلہ جاری تھا اور عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ عمران کس فارمولے کے تحت یہ سب کام کر رہا ہے اس لئے وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور پھر عمران نے کاغذ پر لگائے گئے حساب کو دیکھ کر نقشے پر نشان لگانا شروع کر دیئے۔ پھر وہ نقشے پر اس قدر جھک گیا جیسے غور سے کسی سپاٹ کو دیکھ رہا ہو۔ پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ سیدھا ہو

عمران لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔
 ”لیکن کیا“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گاشپ جزیرے کا آدھا حصہ کناڈا ملٹری بیس ہے اور باقی آدھے پر گنجان آبادی ہے۔ بازار ہیں، بلڈنگیں ہیں کاروباری یا رہائشی لیکن ایک اور بات کا علم ہوا ہے کہ گاشپ جزیرے میں چونکہ جگہ کی شدید کمی ہے کیونکہ آدھے جزیرے پر تو ملٹری کا قبضہ ہے اس لئے وہاں رہائشی کالونی بنانے کی اجازت نہیں بلکہ رہائش کے لئے ملٹی منزل بلڈنگیں ہیں جن میں فلیٹس بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح دیکھا جائے تو کسی تنظیم کا سپر ہیڈ کوارٹر ایسی جگہ ہو ہی نہیں سکتا“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ضروری تو نہیں کہ ہیڈ کوارٹر وسیع رقبہ پر بنایا جائے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی بزنس پلازہ کی ایک منزل لے لی جائے اور وہیں ہیڈ کوارٹر بنایا جائے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے لیکن بزنس کی دنیا میں باتیں بہت تیزی سے پھیلتی ہیں۔ پھر ایسے ہیڈ کوارٹر خفیہ نہیں رہ سکتے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ کوئی پلان بھی بنایا ہے آپ نے یا نہیں“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں گاشپ جا کر وہاں تفصیلی جائزہ لینا چاہئے۔ پھر ہم کوئی فیصلہ کریں“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر سوچ کیوں رہے ہیں۔ چلیں“..... صفدر نے کہا۔
 ”کومبو اور گاسی دونوں کی ہلاکت کی اطلاع فادر جوزف تک پہنچ چکی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر سے ہی فرار ہو جائے۔ میں پہلے یہ کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ واقعی ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”تو ہیڈ کوارٹر آپ کا ٹارگٹ نہیں ہے بلکہ فادر جوزف آپ کا ٹارگٹ ہے“..... صفدر نے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے کہ یہ مسلم سٹارز کو ہلاک کرانے کا آئیڈیا اس فادر جوزف کا ہے۔ اس پر عمل درآمد ہیڈ کوارٹر کرتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں ایسی فائلیں موجود ہوں گی جن سے تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی تفصیلات اور مختلف ملکوں میں ان کی تنظیم کی تفصیلات موجود ہوں گی۔ ان سے اس خونخاک تنظیم کا مکمل خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے آپ کنفرم ہوں گے“..... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم بتاؤ۔ اگر تم پر یہ ذمہ داری ہوتی تو تم کیا فیصلہ کرتے۔“ عمران نے کہا۔

”ہمیں یہ حساب کتاب تو نہیں آتا جو آپ گزشتہ ایک گھنٹے سے کر رہے ہیں۔ البتہ اگر ہمیں گاشپ کا ریفرنس ملتا تو ہم خود وہاں جا کر چھان بین کرتے“..... صفدر نے جواب دیا۔

تو جتنا اس سے پوچھیں گے یہ اتنا ہی ہمیں جھگ کرے گا“..... جولیا نے کیپٹن ٹکلیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب نے گاشپ میں ہیڈکوارٹر کو تلاش کر لیا ہے۔ چونکہ انہیں صاحب کتاب کرنے میں خاصی ڈپٹی تھکاوٹ ہوئی ہے اس لئے وہ ایسی باتیں کر کے اپنی ڈپٹی تھکاوٹ دور کر رہے ہیں“..... کیپٹن ٹکلیل نے جواب دیا تو سب ہی بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا واقعی عمران صاحب“..... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے تو کیپٹن ٹکلیل پر حیرت ہوتی ہے کہ اس نے نجانے کہاں سے علم نجوم سیکھ لیا ہے اور اپنے علم نجوم کی تمام تر مشق وہ مجھ پر کرتا رہتا ہے۔ ویسے بات اس کی درست ہے“..... عمران نے کہا۔

”کمال ہے کیپٹن ٹکلیل۔ تم تو میز سے بھی کافی دور بیٹھے ہوئے ہو۔ تم نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ عمران صاحب نے ہیڈکوارٹر تلاش کر لیا ہے“..... صفدر کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

”عمران صاحب کا جب کوئی ڈپٹی مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو عمران صاحب لاشعوری طور پر پہلے ایک لمبا سانس لیتے ہیں، پھر سیٹی بجانے کے انداز میں ہونٹ گول کر کے پیچھروں میں بھرے ہوئے سانس کو آہستہ آہستہ باہر نکالتے ہیں ورنہ وہ عام طور پر صرف لمبا سانس کھینچ کر ناک سے اسے باہر نکالتے رہتے ہیں اور

”صاحب کتاب سے کنفریشن تو ہو گئی ہے کہ ہیڈکوارٹر گاشپ میں ہے۔ اب رہی بات یہ کہ وہاں ہیڈکوارٹر کہاں ہے تو اسے تلاش کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو اس کے لئے ہمیں وہاں جانا چاہئے یا ہم یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے“..... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ ہمیں اب حرکت میں آنا چاہئے۔ اس طرح بیٹھ کر اور صرف باتیں کر کے ہم کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکتے“..... صفدر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ ہم یہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں اور گاشپ پہنچ جاتے ہیں۔ اب بتاؤ وہاں جا کر ہم کیا کریں گے۔ کیا ڈھول بجا کر اعلان کریں گے کہ جو ہمیں فادر جوزف اور اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتائے گا اسے اتنا انعام دیا جائے گا یا جولیا اور صالحہ کی طرح سڑکوں کی دونوں سائیڈوں پر موجود بلڈنگوں کو غور سے دیکھتے ہوئے گاسی کی قید میں چلے جائیں گے۔ آخر ہم وہاں جا کر کریں گے کیا“..... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہاں ہیڈکوارٹر کا جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا ہو“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”کیپٹن ٹکلیل تم بتاؤ۔ عمران کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے۔ ہم

میں نے انہیں سانس کھینچ کر منہ سے باہر نکالتے اور پھر اطمینان بھرے انداز میں بال پوائنٹ کو میز پر رکھتے دیکھ کر سمجھ لیا کہ عمران صاحب نے ہیڈ کوارٹر تلاش کر لیا ہے..... کیپٹن ٹکلیل نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”تم نے واقعی عمران صاحب کو نفسیاتی طور پر ریڈ کیا ہے۔“
صفدر نے کہا۔

”اور جولیا نے عمران صاحب کو جذباتی طور پر ریڈ کیا ہے۔“
صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم شرارتی ہوتی جا رہی ہو صالحہ.....“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ ایک لحاظ سے جولیا نے صالحہ کی بات تسلیم کر لی تھی۔

”عمران صاحب۔ اب تو آپ بتا دیں کہ یہ ہیڈ کوارٹر گاشپ میں کہاں ہے اور ہم نے وہاں جا کر کیا کرتا ہے.....“ صفدر نے کہا۔

”جیسا کہ پہلے میں نے تمہیں بتایا ہے کہ جزیرہ گاشپ زیادہ بڑا نہیں ہے اس کے آدھے حصے پر جو کہ جنوبی حصہ ہے مکمل طور پر کنڈا کی فوج کا قبضہ ہے اور اس پورے آدھے حصے کے گرد اونچی فصیل نما دیوار ہے اور ایئر چیک پوسٹیں ہیں۔ جزیرے کا باقی شمالی

مہ عام لوگوں کے استعمال میں ہے۔ وہاں بازار اور رہائش گاہیں ہیں۔ رہائشی کالونی کوئی نہیں ہے۔ چونکہ اس جزیرے کا موسم بے خوشگوار رہتا ہے اور یہاں ٹورسٹ اور عام لوگوں کو مادر پدر زادی حاصل ہے اس لئے یہاں بے شمار جوئے خانے، کلبز، مانج گھر اور نجانے کیا کیا موجود ہے اس لئے یہاں ٹورسٹس کا صارف رہتا ہے اور چونکہ جزیرے کی تمام تر آمدنی کا انحصار رستوں پر ہے اس لئے ٹورسٹس کی سب سے زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔ ٹورسٹس سے معمولی سی زیادتی کو بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا ہے لہذا گاشپ کو ٹورسٹس کی جنت کہا جاتا ہے اس لئے ہم بطور رستوں وہاں جائیں گے تو ہمیں خصوصی پروڈوکول ملے گا اور فادر رزف کو اس لئے وہاں ہمارے پیچھے کی فکر نہ ہوگی کہ اس نے واقعی ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی یہ تک نہیں آتا کہ ہیڈ کوارٹر گاشپ میں ہے۔ کومبو چونکہ اس کے بے حد ہدیک تھا اس لئے اسے کسی طرح معلوم ہو گیا لیکن اس نے بھی غوری طور پر یہ راز اوپن نہیں کیا بلکہ لاشعوری طور پر بتایا ہے۔ اس سے تم اس کے خفیہ رکھنے کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہو۔ فون نمبر ذریعے اس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے وکٹوریہ میں آجگ مشینری استعمال کی جا رہی ہے اور یہ بھی اتفاقاً ہم عقبی طرف گئے تو ہمیں وہ مخصوص انشیا نظر آ گیا ورنہ شاید ہم بھی اسے تلاش نہ کر سکتے.....“ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے

کہا۔

”لیکن آپ نے نقشے سے اندازہ تو لگا لیا ہو گا کہ ہیڈ کوارٹر ملٹری ایریا میں ہے یا پبلک ایریا میں“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ معلوم ہوا ہے کہ ہیڈ کوارٹر پبلک ایریا میں ہے۔ گاشپ کا ایک علاقہ ہے جو نقشے کے مطابق گرین ایریا کہلاتا ہے۔ یہ ہیڈ کوارٹر اس گرین ایریا میں ہے۔ کس شکل کا ہے۔ یہ اب وہاں جا کر ہی دیکھنا پڑے گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر چلو۔ بیٹھے کیوں ہو“..... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ہمیں کسی فیری سے بنگ کرانا ہو گی اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم وہاں اسلحہ نہیں لے جا سکتے کیونکہ وہاں ملٹری بیس ہونے کی وجہ سے نہ صرف انتہائی چیکنگ ہوتی ہے بلکہ سیٹلائٹ کے ذریعے مسلسل چیکنگ ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ٹورس کو ایک چھوٹا سا پستول رکھنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ دوسرے لفظوں میں گاشپ جزیرے پر ہر قسم کا اسلحہ سختی سے ممنوع ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر وہاں ہم کیا کریں گے۔ ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے اور اسے تباہ کرنے کے لئے اسلحے کی تو ضرورت ہو گی“..... صفدر نے کہا۔

”جرائم ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہمارے پاکیشیا میں بارودی اسلحہ

سے پہلے بھی جرائم ہوتے تھے لیکن اس وقت آتش اسلحے کی بجائے چاقو اور خنجر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اب یہاں بھی یہی آلات استعمال ہوتے ہیں اور وہاں عام ملتے ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہاں رہائش اور کاروں کا کیا انتظام ہو گا“..... ایک بار پھر صفدر نے پوچھا۔

”کنگ سے بات کرنا پڑے گی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم کنگ پر اب بھی مکمل اعتماد کر سکتے ہو۔ وہ تو تمہارے قتل کی باقاعدہ بنگ کئے ہوئے ہے“..... صفدر نے کہا۔

”یہ مجھ پر اعتماد کی قیمت وصول کی ہے اس نے۔ اسے یقین تھا کہ میں فادر جوزف کے خلاف کام کر رہا ہوں تو میری کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقینی ہے اور اس لئے اس نے شرط لگا دی تھی کہ اگر میں ایکریمیا میں رہا تو وہ کام کرے گا ورنہ نہیں اور وکٹوریا بزمیرہ کناڈا کے تحت ہے اور گاشپ بھی اس لئے وہ بنگ سے آزاد ہے۔ پھر ہمارے ساتھ المیہ تو اس قدیم شاعر جیسا ہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کس شاعر کی بات کر رہے ہیں آپ“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”ایک قدیم شاعر نے اپنے شعر میں کہا کہ اگر اس کا محبوب

اس کی محبت کو تسلیم کرے تو وہ اس کے گال پر موجود ایک کالے تل کے بدلے میں دو بڑے شہر سمرقند و بخارا اسے بخش دے گا تو ہلاکو خان نے اسے اپنے دربار میں طلب کر لیا۔ وہ شاعر کاندھے پر بوریا ڈالے دربار میں پہنچ گیا کیونکہ غریب آدمی تھا۔ ہلاکو خان نے اس سے پوچھا کہ ہم نے ہزاروں افراد کے قتل و ہلاکت کے بعد سمرقند اور بخارا پر قبضہ کیا ہے اور تم اسے ایک کالے تل کے بدلے میں دینے پر تیار ہو۔ اس کی وجہ۔ اس پر اس شاعر نے کہا کہ جناب اس سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے تو میرا یہ حال ہے کہ کاندھے پر بوریا رکھے پھر رہا ہوں۔ اس پر ہلاکو خان ہنس پڑا اور اس نے شاعر کو انعام و اکرام دے کر واپس بھیج دیا۔ تو یہی صورت حال میری ہے۔ میری وجہ سے کوئی دس بیس لاکھ ڈالرز کما لیتا ہے لیکن مجھے تو وہی چڑیا کی چوچ میں دانے جتنا چیک ہی ملنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو سب اس کی دی ہوئی مثال پر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور انکوائری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”یہاں سے ٹلگٹن کا رابطہ نمبر دیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کنگ کلب۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

”پرنس بول رہا ہوں۔ کنگ سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”پرنس۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ کنگ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد کنگ کی آواز سنائی دی۔

”کنگ بولنا نہیں کرتے۔ فرمایا کرتے ہیں یا پھر شاہی فرمان جاری کیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کنگ نے چونک کر کہا۔

”دکنوریا سے بول رہا ہوں اور اب ہم گاشپ جا رہے ہیں تاکہ تم آسانی سے معاوضہ ہڑپ کر سکو کیونکہ دکنوریا اور گاشپ دونوں ایکریٹین جزیرے نہیں ہیں بلکہ کنڈا کی تحویل میں ہیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔ بہر حال اب یہ بات کیا فاضل ہو چکی ہے کہ فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر گاشپ میں ہے۔۔۔۔۔ کنگ نے کہا۔

”ہاں۔ کیا تم کبھی گاشپ گئے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کئی بار گیا ہوں۔ کیوں۔ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔“
کنگ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدھا جزیرہ کناڈا کی ملٹری کی تحویل میں ہے اور باقی آدھے میں پبلک ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے؟“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ اگر ہیڈ کوارٹر گاشپ میں ہے تو کہاں ہو سکتا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”کسی برنس پلازہ یا اس کی ہیمنٹ میں ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رہائشی کالونی تو وہاں کوئی ہے نہیں۔ ارے ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میں ایک کام کے لئے گاشپ گیا تھا تو میں نے وہاں ایک سول ہیلی کاپٹر کو اترتے دیکھا۔ میں بڑا حیران ہوا کیونکہ یہاں سوائے ملٹری ہیلی کاپٹر کے سول جہاز یا ہیلی کاپٹر کی پرواز نہ صرف ممنوع ہے بلکہ اسے فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں سے اس بارے میں پوچھا لیکن کسی کو اس بارے میں معلوم نہ تھا۔ اب تمہاری بات سن کر مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر یقیناً فادر جوزف کا ہوگا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کناڈا پر اصل حکومت یہودیوں کی ہے اور فادر جوزف کی تمام یہودی تو ایک طرف اسرائیل کا صدر بھی بے حد عزت کرتا ہے اس لئے لازماً اس نے ہیلی کاپٹر کے لئے خصوصی

جائز لے رکھی ہوگی اور یقیناً ایسا ہی ہوگا“..... کنگ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں سے پرواز کی تھی اس ہیلی کاپٹر نے یا کہاں اترتا تھا یہ؟“ ان نے کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ یہ جگہ رالف سنٹر کے عقب میں ہو سکتی ہے بلکہ رالف سنٹر بائیں منزلہ عمارت ہے جس میں برنس آفسز، ب اور جوئے خانے ہیں۔ اس کے عقب میں ایک خاصا بڑا لہ ہے جس کے گرد اونچی چار دیواری ہے۔ اس بارے میں کہا ہے کہ یہ رالف سنٹر کی ملکیت ہے اور وہ یہاں ایک اور بڑی ب بنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے“..... کنگ نے کہا۔

”اچھا۔ گاشپ میں کوئی ایسی ٹپ جو رہائش گاہ، کاریں اور اگر ملے تو اسلحہ مہیا کر سکے“..... عمران نے کہا۔

”اسلحہ کی تو وہاں سیٹلائٹ چیکنگ ہوتی رہتی ہے اس لئے نہ وہاں لے جایا جاسکتا ہے اور نہ ہی رکھا اور استعمال کیا جاسکتا۔ البتہ ملٹری کے پاس اسلحہ موجود ہوتا ہے جس پر اینٹی سیٹلائٹ بھی ہوتی ہیں۔ البتہ جہاں تک رہائش گاہوں کا تعلق ہے تو میں تو تنگ سے فٹیس ہیں۔ کاریں تو مل جائیں گی البتہ اچھی رہائش گاہ چاہتے ہو تو گاشپ کے قریب ہی ایک چھوٹا ہے فانسو آئی لینڈ۔ وہاں اچھی رہائش مل جائے گی۔“ کنگ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آئے جانے کا کیا بندوبست ہوگا اور پھر کاریں۔ ان کا کیا ہو گا“..... عمران نے پوچھا۔

”آئے جانے کے لئے پادروٹ اور کاریں وہاں گاشپ کے گھاٹ پر بنی ہوئی پبلک پارکنگ میں کھڑی کر دینا اور وہیں سے لے لینا۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے“..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر فانسو میں رہائش کا انتظام اور گاشپ میں دو کاریں کب تک کر لو گے“..... عمران نے کہا۔

”ایک گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کرنا“..... کنگ نے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اسلمے کا کیا کریں گے عمران صاحب“..... صفدر نے پریشان سے لہجے میں کہا کیونکہ انہیں یہ سوچ کر ہی عجیب لگ رہا تھا کہ بین الاقوامی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ بغیر اسلمے کے یا پھر چاقوؤں اور خنجرؤں سے یہ سب ان کے حلق سے نہ اتر رہا تھا۔

”اس کا بھی کچھ کر لیں گے۔ فانسو میں چیکنگ نہیں ہوگی اس لئے فانسو سے اسلحہ آسانی سے مل جائے گا اور پیرا شوٹ کلاتھ بھی مل جائے گا۔ اس پیرا شوٹ کلاتھ کے کور بنوا لیں گے اور سینٹرائٹ چیکنگ ریز پیرا شوٹ کلاتھ میں کراس نہیں کر سکتیں اس لئے اسلحہ چیک نہیں ہوگا“..... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

فادر جوزف اپنے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... فادر جوزف نے کہا۔

”فانسو سے ہوگن کی کال ہے چیف“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کراؤ بات“..... فادر جوزف نے کہا۔ فانسو میں اس کے اسلمے کے ذخیرے تھے جن میں انتہائی جدید ترین اور حساس اسلحہ اکٹھا کیا گیا تھا کیونکہ گاشپ میں اسلحہ رکھنا اور لے جانا منع تھا اور ہوگن اسلمے کے اس ذخیرے کا انچارج تھا۔ ویسے فانسو میں ہوگن ایک کلب کا مالک اور جنرل میجر بھی تھا۔ اس کلب کا نام ریڈ ٹاور کلب تھا۔

”ہیلو فادر۔ میں ہوگن بول رہا ہوں فانسو سے“..... ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”بولو۔ کیوں کال کی ہے“..... فادر جوزف نے انتہائی سخت لہجہ میں کہا۔

”فادر۔ یہاں ایک گروپ آیا ہوا ہے۔ چار مردوں اور دو عورتوں کا۔ اس گروپ نے یہاں کے ایک گروپ سے بھاری اور حساس اسلحہ خریدا ہے اور ایک پاور بوٹ بھی حاصل کی ہے اور اس گروپ سے جس نے انہیں اسلحہ فراہم کیا ہے کو کونگٹن کے کسی بڑے مینٹکسٹر نے حکم دیا ہے کہ انہیں اسلحہ دیا جائے“..... ہوگن نے کہا تو فادر جوزف کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا۔

”یہ کیسی خبر ہے جو تم مجھے دے رہے ہو۔ اس سے میرا کیا تعلق ہے۔ ٹانسس“..... فادر جوزف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اسے واقعی ہوگن پر غصہ آ رہا تھا۔

”فادر۔ میں نے اس گروپ کی اس لئے نگرانی کرائی کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے آپس میں بات کرتے ہوئے کئی بار آپ کا نام واضح طور پر لیا ہے“..... ہوگن نے کہا تو فادر جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔

”میرا نام کیوں لیا انہوں نے۔ مجھ سے ان کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کیا یہ اطلاع درست ہے“..... فادر جوزف نے ایسے لہجہ میں کہا جیسے اسے ہوگن کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”لیس فادر۔ یہ اطلاع درست ہے۔ انہوں نے میرے ہی

کلب میں بیٹھ کر آپ کا نام کئی بار لیا ہے۔ وہ کسی نامعلوم زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے ان کی باتیں تو نہیں سمجھی جا سکیں البتہ آپ کا نام واضح طور پر سنا گیا ہے“..... ہوگن نے اس طرح تفصیل بتاتے ہوئے کہا جیسے فادر جوزف کو یقین دلانا چاہتا ہو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے بتایا ہے کہ یہ گروپ چھ افراد پر مشتمل ہے۔ چار مرد اور دو عورتیں“..... فادر جوزف نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”لیس فادر۔ میں نے اس لئے کال کی ہے کہ یہ گروپ آپ کا نام لے رہا ہے لیکن وہ اسلحہ ایک اور گروپ سے باقاعدہ خرید رہا ہے۔ ایسا گروپ اگر آپ کے تحت ہوتا تو لامحالہ اسے بازار سے اسلحہ خریدنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ پھر وہ آپ کا نام کیوں لے رہا ہے“..... ہوگن نے کہا۔

”یہ گروپ میرے خلاف کام کر رہا ہے۔ پہلے یہ اطلاع ملی کہ گروپ وکٹوریہ میں دیکھا گیا ہے۔ اب یہ گروپ وکٹوریہ سے فانسو گیا ہے۔ بہر حال کیا تم انہیں ہلاک کر سکتے ہو۔ بولو۔ تمہیں اتنا انعام مل سکتا ہے کہ تم باقی عمر لارڈز کی طرح گزار سکتے ہو“۔ فادر جوزف نے کہا۔

”سر۔ میں خود تو یہ کام نہیں کر سکتا البتہ کرا سکتا ہوں گا ننگی کے“۔ آپ صرف حکم کریں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔“ ہوگن

نے کہا۔

”کیا کرو گے اور کس سے انہیں ہلاک کراؤ گے۔ یہ عام لوگ نہیں ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹس ہیں۔ انہوں نے اب تک ہمارے کئی اہم افراد کو ہلاک کر دیا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”فادر۔ یہاں یہ آسانی سے مارے جائیں گے کیونکہ یہ الرٹ نہیں ہیں۔ بالکل ڈھیلے ڈھالے انداز میں گھوم پھر رہے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ جب آپ کا نام ان کے منہ سے سنا گیا تو میں نے ان کی نگرانی کرائی۔ انہوں نے یہاں کے ایک گروپ سے ایک رہائشی کالونی میں رہائش حاصل کی ہے اور اس رہائش گاہ کو انتہائی طاقتور بموں اور میزائلوں سے اڑایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب یہ لوگ بازار میں موجود ہوں تو ان پر اچانک چاروں طرف سے فائر کھولا جاسکتا ہے۔ بہر حال کام ہو جائے گا فادر“..... ہوگن نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم خود کرو یا کسی اور سے کراؤ۔ مجھے ان کی لاشیں ملنی چاہئیں۔ تمہیں تمہارے تصور سے بھی بڑا انعام دیا جائے گا۔“ فادر جوزف نے کہا۔

”یس فادر۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... ہوگن نے جواب دیا۔

”جیسے ہی کوئی پیش رفت ہو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے۔“

فادر جوزف نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے

رسیور رکھ دیا۔

”یہ لوگ فانسو کیوں پہنچ گئے ہیں اور کیوں اسلحہ خرید رہے ہیں۔ یہاں گاشپ میں تو اسلحہ داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر انہوں نے اسلحہ خریدا ہی تھا تو کنویریا سے خرید سکتے تھے“..... فادر جوزف نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ جیسے جیسے یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اسے اطمینان ہوتا جا رہا تھا کہ یہ گروپ اس کا دشمن گروپ نہیں ہے بلکہ کوئی اور گروپ ہے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو فادر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... فادر جوزف نے کہا۔

”فانسو سے ہوگن کی کال ہے فادر“..... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... فادر جوزف نے کہا۔

”فادر۔ میں ہوگن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد مسرت بھری آواز سنائی دی لیکن فادر جوزف کو اس بار کوئی مسرت نہ ہو رہی تھی کیونکہ وہ یہ بات سوچ چکا تھا کہ یہ گروپ اس کا دشمن گروپ نہیں ہو سکتا اس لئے یہ کوئی غیر متعلقہ گروپ ہی ہو سکتا ہے۔

”ہاں بولو۔ کیا رپورٹ ہے“..... فادر جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زبردستی یہ سب کچھ سننے پر

مجبور ہو گیا ہو۔

”فادر۔ ہم نے ان کی رہائش گاہ تلاش کر لی تھی۔ ہم وہاں نگرانی کرتے رہے۔ جب ہماری تسلی ہو گئی کہ پورا گروپ اندر موجود ہے تو ہم نے میزائلوں سے رہائش گاہ اڑا دی۔ پورے گروپ کے کلوے اڑ گئے۔ پولیس نے بلے کے نیچے سے لاشیں نکال لی ہیں جس سے تصدیق ہو گئی ہے کہ پورا گروپ ختم ہو چکا ہے۔“ ہوگن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کڈ شو۔ تمہیں انعام ملے گا۔“ فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہونہ۔ غیر متعلقہ افراد مارنے پر اسے انعام ملے گا۔ نانسن۔ مجھے احمق سمجھتا ہے۔“ رسیور رکھ کر فادر جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس سے شراب کی چھوٹی بوتل نکال لی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“ فادر جوزف نے مخصوص انداز میں کہا۔

”ایڈمنٹن سے سوہرز کی کال ہے چیف۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کر اڈ بات۔“ فادر جوزف نے کہا۔

”سوہرز بول رہا ہوں ایڈمنٹن سے چیف۔“ چند لمحوں کی

خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیوں کال کی ہے۔“ فادر جوزف نے کہا۔

”آپ نے میڈم مسکی کو مع زیرو تھری رپورٹ کے ہیڈ کوارٹر طلب کیا تھا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ ہاں۔ تو کہاں ہے وہ۔“ فادر جوزف نے چونک کر پوچھا۔

”ہم ایڈمنٹن پہنچ چکے ہیں۔ اب آپ ہیلی کاپٹر بھجوا دیں تاکہ ہم ہیڈ کوارٹر حاضر ہو سکیں۔“ سوہرز نے کہا۔

”ہم سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کتنے افراد آ رہے ہیں۔ میں نے تو صرف مسکی کو کال کیا تھا۔“ فادر جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میڈم مسکی نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم ساتھ چلیں۔ ہم دو آدمی ہیں۔ میں اور گرینڈی۔ تاکہ زیرو تھری رپورٹ کے سلسلے میں آپ کچھ پوچھنا چاہیں تو ہم وضاحت کر سکیں کیونکہ یہ رپورٹ میں نے اور گرینڈی نے تیار کی ہے۔ سرپرستی میڈم مسکی کر رہی ہیں۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔“ سوہرز نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان دونوں ہیڈ کوارٹر میں ریڈ الارٹ ہو رہا ہے اس لئے باہر سے آنے والا یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔ زیرو تھری رپورٹ چونکہ بے حد اہم ہے اور اس پر ہم نے اپنا مستقبل ایڈجسٹ کرنا ہے اس لئے صرف مسکی کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔“ فادر جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی“..... سوہرز نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں ہیلی کا پٹر بھجوا دیتا ہوں۔ تم مسکی کو رپورٹ سمیت بھجوا دو۔ تم اور گرینڈی واپس لوٹ جاؤ۔ جب ریڈ الرٹ ختم ہو گا تو مسکی کو بھی واپس بھجوا دیا جائے گا“..... فادر جوزف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لیس چیف“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”تھامسن سے بات کراؤ“..... فادر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی کھنٹی بج اُٹھی تو فادر جوزف نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے کہا۔

”تھامسن عرض کر رہا ہوں سر“..... مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”تھامسن۔ میڈم مسکی کو جانتے ہو تم“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس چیف“..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کا پٹر کو ایڈمنٹن لے جاؤ اور وہاں سے صرف میڈم مسکی کو ساتھ لے کر واپس آؤ۔ مسکی کے علاوہ اور کسی کو ساتھ نہیں لانا“..... فادر جوزف نے کہا۔

”لیس چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ مسکی اس کی دوست بھی تھی اور راز دار بھی اس لئے اس نے ان حالات میں بھی مسکی کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔

کسی طرح پہنچ بھی جائے تو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تعلق بیرونی دنیا سے صرف ایک ہیلی کاپٹر سے ہوتا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر فادر جوزف کی ملکیت ہے۔ اس میں ایسی چپ لگی ہوئی تھی کہ یہ ہر طہری ایئر بیس کی چیکنگ سے ماورا ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کے علاوہ اور کسی طرح بھی ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل نہیں ہوا جاسکتا اور یہ بھی انہیں کلارک سے ہی معلوم ہوا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں فادر جوزف اپنی ایک فون سیکرٹری، ایک پائلٹ تھا سمن اور ایک دو مشینری آپریٹرز کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ سب ایک فیلڈ کی طرح ہیڈ کوارٹر کے اندر ہی رہتے ہیں۔ باہر جانے کے لئے انہیں بھی ہیلی کاپٹر ہی استعمال کرنا پڑتا ہے جو انہیں مخصوص جگہوں پر ڈراپ بھی کر دیتا ہے اور واپس اُسی لے آتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی اب تک کی تمام جدوجہد بے کار چلی گئی تھی اور وہ بظاہر کسی طرح بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہو سکتے تھے اور نہ ہی اسے تباہ کر سکتے تھے اس لئے وہ سب منہ پکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہیں گہری سرخ تھیں اور ہونٹ بھیجنے ہوئے تھے کہ پاس پڑے اُنے فون کی کھنٹی بج اُٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ”لیں۔“ مائیکل بول رہا ہوں..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”کلارک بول رہا ہوں۔ ریڈ فاکس کلب سے“..... ایک مردانہ دھڑکنائی دی۔

عمران فانسو کی ایک رہائشی کوشی میں اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ عمران سمیت سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے کیونکہ وہ وکٹوریہ سے فانسو اس لئے آئے تھے کہ یہاں سے اسلحہ پیرا شوٹ کلاتھ میں کور کر کے گاشپ لے جائیں گے اور پھر اس اسلحے کی مدد سے ہیڈ کوارٹر پر آسانی سے قبضہ کر لیا جائے گا لیکن یہاں کنگ کی طرف سے جو شپ ملی تھی وہ ایک کلب کا مالک کلارک تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کلارک سے اس کے کلب میں جا کر ملا تھا اور کلارک نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس سے ان کے منہ لٹک گئے تھے اور وہ مزید کوئی کارروائی کئے بغیر واپس آ گئے تھے۔ کلارک نے انہیں بتایا تھا کہ فادر جوزف کا ہیڈ کوارٹر رالف سنٹر کے عقب میں ہے لیکن وہ چاروں طرف سے مکمل طور پر بند ہے۔ اس میں ایسی مشینری نصب ہے کہ وہاں ہر قسم کا اسلحہ اگر

”یس۔ کوئی خاص بات“..... عمران نے کہا۔

”فادر جوزف کا فانسو میں ایک گروپ موجود ہے جس کا ہوگن ہے جو ریڈ ٹاور کلب کا مالک اور مینجر ہے۔ اس نے آپ مارک کر لیا ہے۔ آپ نے اس کے کلب میں بیٹھ کر دو تین بار فادر جوزف کا نام لیا ہے۔ اس نے فادر جوزف کو رپورٹ دی تو فادر جوزف نے پورے گروپ کی فوری ہلاکت کا حکم دے دیا ہے۔ ہوگن کے لئے بہت بڑے انعام کا اعلان کیا ہے۔ ہوگن نے ہم آپ کے قتل کے احکامات ایک گروپ کو جاری کر دیئے تھے۔ ان مشن آپ کی رہائش گاہ کو میزائلوں سے اڑانا تھا لیکن جب آپ کی رہائش گاہ پر پہنچے تو وہ میری ملکیتی کوشی کو پہچانتے تھے اور انہیں فانسو میں میری حیثیت کا بھی بخوبی علم تھا اس لئے انہوں نے ہوگن سے بات کی تو ہوگن نے مجھے کال کی اور میں نے اسے بتا دیا کہ آپ ڈنکن کی معروف پارٹی کنگ کے آدمی ہیں تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور فادر جوزف کو فون پر اطلاع دے دی کہ انہوں نے ان کے حکم پر عمل درآمد کر دیا ہے اور کوشی کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے۔ پولیس نے سچے افراد کی لاشیں بھی ملے سے برآمد کر لی ہیں۔ میں نے آپ کو اس لئے اطلاع دی ہے کہ آپ میری وجہ سے بال بال بچے ہیں ورنہ وہ لوگ میزائلوں سے حملہ کرنے والے تھے“..... کلارک نے کہا۔

”تمہارا شکریہ۔ تمہیں اور بھی انعام دیا جائے گا اور ہوگن کو

بھی۔ ویسے وہ کہاں رہتا ہے جہاں اس سے مل کر اسے کنگ کی طرف سے تحسین آمیز کلمات پہنچائے جائیں“..... عمران نے کہا۔

”ہوگن اپنے کلب کے آفس میں ہوتا ہے۔ آپ ملنا چاہتے ہیں تو مل لیں لیکن پورا گروپ وہاں نہ جائے کیونکہ گروپ کو وہ ہلاک کر سکتا ہے“..... کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مشورہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ تو واقعی ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہو گئی ہے ورنہ ہم واقعی مارے جاتے“..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں خیال ہی نہیں رہا کہ ہم نگرانی چیک کرتے۔ ابہر حال اب ایک چانس قدرت نے دیا ہے اس ہوگن کو استعمال کر کے فادر جوزف کو ہیڈ کوارٹر سے باہر بلوایا جائے“..... عمران نے کہا۔

”وہ کیسے“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”وہاں جا کر سن لینا۔ ہمیں واقعی آگے بڑھنا چاہئے۔ ہم جامد ہو کر رہ گئے ہیں“..... عمران نے منجیدہ لہجے میں کہا۔ جب کلارک نے اسے مشورہ دیا تھا اس کا موڈ سخت آف ہو رہا تھا۔

”میرے ساتھ صفدر جائے گا۔ باقی یہیں رہو گے۔ البتہ کوشی میزائلوں سے اڑائی ہو گی۔ میرے خیال میں ساتھ والی کوشی خالی ہے۔ درمیانی دیوار پھلانگ کر ہم اس کوشی میں شفٹ ہو جاتے ہیں

کیونکہ یہ کلارک کی طرف سے بلیک میلنگ بھی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر کوٹھی میں سے کار نکال کر صفدر اور عمران دونوں ریڈ ٹاور کلب کی طرف بڑھ گئے۔ ریڈ ٹاور کلب دو منزلہ تھا اور آنے جانے والوں کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ یہ امراء کا پسندیدہ کلب ہے۔ ہال بھی بے حد اچھے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر ایک عورت اور چار مرد موجود تھے۔ عورت سنول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے فون سیٹ موجود تھا۔ عمران اور صفدر کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”لیس سر..... لڑکی نے انہیں کاؤنٹر پر دیکھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہوگن سے کہو کہ ریڈ فاکس کلب کے کلارک نے ہمیں بھیجا ہے اور ملاقات میں ہوگن کو فائدہ ہوگا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ میں معلوم کرتی ہوں“..... لڑکی نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر لیس کرتے ہوئے کہا۔

”کاؤنٹر سے روگی بول رہا ہوں۔ دو صاحبان آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ریڈ فاکس کلب کے کلارک نے انہیں بھیجا ہے اور ملاقات میں آپ کا ہی فائدہ ہے“..... لڑکی نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے سر..... دوسری طرف سے کچھ سن کر لڑکی نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ میں موجود سپروائزر کو ہاتھ کے مارے سے بلایا۔

”لیس مس..... سپروائزر نے قریب آ کر کہا۔
”دونوں صاحبان کی چیف کے سیشنل آفس تک رہنمائی کرو۔“
کی نے سپروائزر سے کہا۔

”لیس مس۔ آئیے جناب“..... سپروائزر نے پہلے لڑکی کو جواب دیا اور پھر عمران اور صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوں دوسری منزل کے ایک آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ ایک بچے سر اور گھٹھے ہوئے جسم کا آدی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے چھپی پشت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

”مائیکل اور مارشل“..... عمران نے اندر داخل ہو کر سائیڈ سے گے بڑھتے ہوئے کہا تو کرسی پر بیٹھا ہوا آدی اس انداز میں اٹھ اٹھا ہوا جیسے نہ چاہنے کے باوجود اسے لاشعوری طور پر اٹھنا پڑا۔ عمران اور صفدر دونوں نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر وہ لوں میز کی سائیڈ میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ دونوں شاید اس کوٹھی میں موجود تھے جو آپ کو کنگ کے لینے پر کلارک نے دی تھی۔ اگر میرے آدی کلارک کی کوٹھی کے رے میں نہ جانتے ہوتے تو ہم اسے چند لمحوں میں تباہ کر چکے ہوتے“..... ہوگن نے بڑے احسان بھرے لہجے میں کہا۔

رپورٹ دی اور انہیں بتایا کہ تمہیں ہلاک کر دیا گیا ہے تو فادر جوزف نے لفٹ ہی نہیں کرائی اور انتہائی سرد مہرانہ انداز میں انہوں نے میری بات سنی اور پھر رابطہ ختم کر دیا..... ہوگن نے کہا۔

”اسے معلوم ہے کہ ہم اتنی آسانی سے ختم نہیں کئے جاسکتے۔ جتنی آسانی سے تم نے اسے ہماری موت کے بارے میں بتایا ہو گا۔ اب تک اس کے کئی سپر ایجنٹس ہلاک ہو چکے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو وہ یہاں چیکنگ کرائے گا۔ وہ تو انتہائی جلد صفت آدمی ہے۔ اس کے پاس معافی کا خانہ ہی نہیں ہے۔ وہ تو میرا اور میرے گروپ کا خاتمہ کرا دے گا“..... ہوگن نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم نے رپورٹ دی۔ اس کے بعد ظاہر ہے تم نے لاشوں پر قبضہ تو نہیں کرنا تھا۔ لاشیں پولیس کی تحویل میں رہیں۔ تمہارے خلاف کوئی ثبوت انہیں نہیں مل سکتا“..... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھے لاشیں بھجوانے یا محفوظ کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا“..... ہوگن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کبھی ہیڈ کوارٹر گئے ہو“..... عمران نے کہا۔

”آپ یہاں زندہ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا کلب بھی صحیح سلامت اپنی جگہ پر موجود ہے۔ اس کی وجہ وہی کوشی ہے۔ ہم نے اس کوشی میں زبرد ہنڈرڈ مشین نصب کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے کوشی کے اندر کوئی میزائل یا کوئی بم پھٹ ہی نہیں سکتا تھا اور ہم نے تمہارے آدمیوں کو بھی چپک کر لیا تھا لیکن پھر وہ واپس چلے گئے۔ پھر کلارک نے ہمیں فون کر کے سب کچھ بتا دیا ورنہ ہم تمہارے آدمیوں کی گمرانی کر رہے تھے اور اس کے نتیجے میں نہ تم یہاں زندہ بیٹھے ہوتے اور نہ ہی تمہارا کلب صحیح سلامت موجود ہوتا لیکن ہم تمہیں دھمکیاں دینے نہیں آئے۔ یہ تو تمہاری بات سن کر ہم نے تمہیں بتا دیا ہے کہ اصل حالات کیا تھے اور کیا ہوتے۔ ہم تو تمہیں فائدہ پہنچانے آئے ہیں“..... عمران نے کہا تو ہوگن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا فائدہ“..... ہوگن نے کہا۔

”ہمارے بارے میں فادر جوزف نے حکم دیا تھا اور کوشی ہمیں کلارک نے دی اور اس کی نپ ہمیں کنگ نے دی۔ ان سب سے تم ہماری اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں سمجھ سکتا ہوں لیکن ایک بات ابھی میری سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلے جب میں نے تمہارے بارے میں رپورٹ دی تھی تو فادر جوزف بہت جذباتی ہو گئے اور مجھے بہت بڑا انعام دینے کا اعلان کر دیا لیکن جب دوسری بار تمہارے بارے میں

”اب آخری سوال“..... عمران نے کہا۔

”آپ سوالات پوچھتے جا رہے ہیں لیکن آپ نے ابھی تک میرے فائدے کی تو کوئی بات نہیں کی۔ میں کلارک اور کنگ کی وجہ سے آپ سے کھل کر باتیں کر رہا ہوں لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ فائدہ تو مجھے بھی ہونا چاہیے“..... ہوگن نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندورنی جیب سے گارینڈ چیک بک نکالی اور ایک چیک پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور چیک کو بک سے علیحدہ کر کے ہوگن کی طرف بڑھا دیا۔ ہوگن نے غور سے چیک کو دیکھا اور اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ واقعی گارینڈ چیک تھا۔ دوسرا یہ اس کی توقع سے زیادہ بھاری مالیت کا چیک تھا۔ اس نے چیک جیب کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

”ہاں۔ آپ کیا پوچھ رہے تھے“..... ہوگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے بتایا ہے کہ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھامسن ہے۔ کیا اس کا فون نمبر ہے آپ کے پاس جس سے براہ راست رابطہ کیا جاسکے“..... عمران نے کہا۔

”میرے پاس تو نہیں ہے کیونکہ مجھے کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ البتہ اس کا بھائی میرے پاس سپروائزر ہے۔ اس کے پاس ہوگا۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... ہوگن نے کہا اور انٹرکام کا میسور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی مٹن پریس کر دیئے۔

”ہاں۔ کئی بار گیا ہوں۔ کیوں“..... ہوگن نے چونک کر پوچھا۔

”لیکن وہاں سوائے ہیلی کاپٹر کے اور کوئی اندر جا ہی نہیں سکتا اور سوائے فادر جوزف کے ہیلی کاپٹر کے اور کوئی ہیلی کاپٹر بھی وہاں نہیں جاسکتا۔ پھر تم کیسے گئے“..... عمران نے کہا۔

”جو بھی ہینڈ کوارٹر جانا چاہے یا اسے وہاں طلب کیا جائے تو پہلے اسے ایڈمنٹن جانا پڑتا ہے۔ کتنا ڈاکٹر مشہور شہر ایڈمنٹن۔ وہاں ایک احاطے میں باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے اور اس احاطے میں فادر جوزف کے آدمی رہتے ہیں۔ پھر فادر جوزف ہینڈ کوارٹر سے اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر ایڈمنٹن بھجواتے ہیں اور وہ ہیلی کاپٹر ان لوگوں کو جنہیں ہینڈ کوارٹر جانے کی اجازت ملتی ہے لے جاتا ہے۔“ ہوگن نے بتایا۔

”یہ پابندی کیوں لگائی گئی ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہاں ہیلی کاپٹر پر سوار ہونے والوں کی چاہے وہ کوئی بھی ہوں باقاعدہ سکریننگ ہوتی ہے۔ پھر انہیں ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے کی اجازت ملتی ہے حتیٰ کہ ان کا سٹیشنل ریز سے میک اپ بھی چیک ہوتا ہے“..... ہوگن نے کہا۔

”کتنا بڑا ہیلی کاپٹر ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”دس افراد آسانی سے سوار ہو سکتے ہیں“..... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے ہینڈ کوارٹر کے اندرونی حصوں کے بارے میں سوالات کر کے مزید معلومات حاصل کر لیں۔

”سپر وائزر رانس سے میری بات کراؤ“..... ہوگن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند منٹ بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں“..... ہوگن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”سپر وائزر رانس بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”تمہارے پاس تمہارے بھائی تھامسن کا فون نمبر ہے۔ مجھے اس سے ذاتی کام ہے“..... ہوگن نے کہا۔

”لیں سر۔ آفس آکر دوں یا آپ فون پر ہی لکھ لیں گے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لکھوا دو“..... ہوگن نے کہا اور ساتھ ہی سامنے موجود پیپر پیڈ کو اپنی طرف کھسکا کر میز پر موجود قلمدان سے بال پوائنٹ اٹھالیا اور دوسری طرف سے بتائے جانے والا فون نمبر اس نے لکھ لیا۔

”میں اسے دوہراتا ہوں“..... رانس نے کہا اور فون نمبر دوبارہ دوہرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... ہوگن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب اس نمبر کا آپ کیا کریں گے۔ تھامسن تو بے حد چونکا اور فادر جوزف کا خاص منہ چڑھا آدمی ہے۔ وہ تو آپ کی آواز سنتے ہی فون بند کر دے گا“..... ہوگن نے کہا۔

”ہمیں اس سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اسے فون کر کے صرف اتنا پوچھو کہ اب اس کا ایڈمنٹن جانے کا کب پروگرام ہے اور بس“..... عمران نے کہا۔

”میں اسے کیا کہوں گا کہ میں اس بارے میں کیوں پوچھ رہا ہوں“..... ہوگن نے کہا۔

”کوئی بھی بات کر دینا۔ جو جی چاہے“..... عمران نے کہا تو ہوگن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رابطہ ہو گیا۔

”لیں۔ تھامسن بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”تھامسن۔ میں ہوگن بول رہا ہوں فانسوے“..... ہوگن نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ آپ۔ فرمائیے۔ آج کیسے یاد کر لیا آپ نے۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے تمہارا نمبر تمہارے بھائی رانس سے لیا ہے۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ تمہارا آج کل ایڈمنٹن آنے جانے کا کیا پروگرام رہتا ہے“..... ہوگن نے کہا۔

”میں ابھی آدھ گھنٹہ پہلے فادر جوزف کی فرینڈ میڈم مسکی کو ایڈمنٹن سے لے کر واپس آیا ہوں اور شیڈول تو کوئی نہیں۔ جب

فادر جوزف حکم دیتے ہیں یا کسی کو لے آتا ہوتا ہے یا یہاں سے کسی کو وہاں پہنچانا ہوتا ہے تو چلا جاتا ہوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات..... تھامسن نے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”ایڈمنٹن میں تمہارے ذریعے ایک کام نکلوانا تھا اور تمہیں اس کام کے دس پندرہ ہزار ڈالرز بھی مل جاتے۔ میرا بھی فائدہ ہو جاتا.....“ ہوگن نے کہا۔

”کیا کام ہے اور کس سے کام ہے۔ مجھے بتائیں۔ میں فون پر ہی کروا لوں گا.....“ تھامسن نے کہا۔

”نہیں۔ فون پر ایسے کام نہیں ہوا کرتے۔ بہر حال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ میں کوئی اور آدمی دیکھتا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ تو اپنے آدمی ہو۔ تمہیں فائدہ ہو جائے لیکن شاید یہ بھاری فائدہ تمہارے مقدر میں نہیں ہے.....“ ہوگن نے کہا تو عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم درست ٹریک پر بات کر رہے ہو۔

”آپ کب تک انتظار کر سکتے ہیں.....“ تھامسن نے کہا۔

”زیادہ نہیں۔ چند گھنٹے.....“ ہوگن نے کہا۔

”اوکے۔ میں فادر جوزف سے اجازت لے کر آپ کو فون کروا دوں۔ نیپلی کا پٹر کی مشینری میں خرابی کا کہہ کر میں ایڈمنٹن جانے کی اجازت لے لوں گا.....“ تھامسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو عیش کرو گے۔ بڑی رقم مل جائے گی تمہیں.....“ ہوگن نے کہا۔

”میں فون کر کے بتاتا ہوں آپ کو.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”وہ اجازت لے لے گا۔ فادر جوزف اس پر بے حد اعتماد کرتے ہیں۔ آپ کیا کریں گے.....“ ہوگن نے رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دس لاکھ ڈالرز کا چیک میں نے تمہیں دیا ہے اور دس لاکھ ڈالرز کا چیک تمہیں اور مل سکتا ہے اگر تم ہمارے لئے یہاں فاسو سے ایڈمنٹن پہنچنے کا کوئی تیز رفتار بندوبست کرا دو اور تم بھی ہمارے ساتھ چلو.....“ عمران نے کہا۔

”میں بندوبست تو کرا دیتا ہوں۔ یہاں بھی سیاحوں کے لئے نیپلی کا پٹر سروس موجود ہے لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا کیونکہ آپ فادر جوزف کے بہر حال دوست نہیں ہیں اور پھر آپ کے بارے میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ آپ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی گروپ کے ساتھ میرا جانا مجھے موت کے گھاٹ اتروا دے گا۔ البتہ آپ سے علیحدہ دوسرے نیپلی کا پٹر میں اکیلا جا سکتا ہوں لیکن اس کا تمام تر خرچہ آپ کو ادا کرنا ہو گا۔ میرے لئے مزید چیک کے علاوہ.....“ ہوگن نے کہا۔

”وہاں جا کر تم ہمیں جوائن کر سکتے ہو۔ تھامسن سے ملاقات

کے لئے..... عمران نے کہا تو ہوگن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ تھامن کا فون آ جائے کہ وہ جا رہا ہے تو سروس
 کو فون کر کے دو ہیلی کا پٹر بک کرا لو۔ رقم مجھے بتا دو۔ میں تمہیں وہ
 رقم ملا کر مزید دس لاکھ ڈالر کا چیک دے دوں گا“..... عمران نے
 کہا تو ہوگن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مسکی یورپی نژاد تھی۔ گو اس کی عمر اب لڑکیوں والی نہیں تھی لیکن
 کے انداز لڑکیوں والے ہی تھے۔ وہ فادر جوزف کی فرینڈ کہلاتی
 کیونکہ فادر جوزف کو وہ ذاتی طور پر بے حد پسند تھی اور وہ اس
 ساتھ رہ کر بے حد خوش رہتا تھا حالانکہ دونوں کی عمروں میں
 قدر فرق بہر حال تھا کہ مسکی اسے عمر کے لحاظ سے فادر کہہ سکتی
 لیکن چونکہ ان کے درمیان دوستی تھی اس لئے مسکی اسے فادر
 ف کی بجائے صرف جوزف کہتی تھی اور فادر جوزف بھی اس
 ساتھ اپنے ہر قسم کے مسائل شیئر کر لیتا تھا کیونکہ اس کے
 بچ مسکی بے حد عقلمند تھی اور مسائل کو فوراً حل کر لیت تھی۔ مسکی
 اقل طور پر انگلین میں رہتی تھی اور کنٹرل یہودی تھی لیکن اپنے آپ
 اقل کر یہودی نہیں کہتی تھی کیونکہ انگلین میں اس کے تعلقات
 ا یہودیوں سے ہی نہیں بلکہ دوسرے بڑے لوگوں کے ساتھ

بھی تھے۔

لنگٹن میں وہ کسی ملکہ کے انداز میں ایک محل نما عمارت میں رہتی تھی۔ اس کے تمام اخراجات ریڈ اسکائی ادا کرتی تھی۔ ویسے ف جوزف نے اس کے اکاؤنٹ میں اتنی بڑی رقم رکھوا دی تھی کہ صرف اس کے منافع سے بھی وہ ساری عمر ملکہ کی طرح زندگی گزار سکتی تھی۔

”جوزف۔ تم یہاں کیوں مستقل بیٹھ گئے ہو۔ کیا تم تھرڈ کلاس انیشیائی گروپ سے ڈرتے ہو“..... مسکی نے فادر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

فادر جوزف اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ مسکی اس کے قریب کرسی پر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے آفس کی اسٹول انچارج وہی ہو۔ اسے یہاں آئے ہوئے چھ گھنٹے گزر چکے تھے۔ پہلے تو فادر جوزف اور مسکی علیحدہ کمرے میں بیٹھے انتہائی قیمتی شراب پیتے رہے لیکن پھر جو فاکل مسکی لے آئی تھی۔ اسے چپک کر لے کے لئے فادر جوزف کو آفس آنا ضروری تھا۔ چنانچہ مسکی بھی ان کے ساتھ ہی آفس میں آ گئی کیونکہ وہ جب تک یہاں رہتی تھی وہ فادر جوزف سے علیحدہ نہ ہوتی تھی۔

اسی طرح جب فادر جوزف لنگٹن میں اس کے محل میں جا کر رہتا تھا تو وہاں بھی وہ دونوں اکٹھے ہی رہتے تھے اور ہر جگہ اکٹھے ہی جاتے تھے اس لئے لنگٹن میں انہیں ایک دوسرے کا سایہ کہا جاتا

تھا۔ مسکی جب سے آئی تھی وہ کئی بار فادر جوزف کو لنگٹن چلنے کا کہہ چکی تھی لیکن فادر جوزف ہر بار اسے نال جاتا تھا اس لئے اس بار مسکی نے کھل کر بات کی تھی۔

”یہ تھرڈ کلاس نہیں ہیں مسکی۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹس ہیں۔ یہی ایک ایسی جگہ ہے جس کا علم انہیں کسی طرح نہیں ہو سکتا اور اگر ہو بھی جائے تو وہ کسی طرح بھی یہاں داخل نہیں ہو سکتے“..... فادر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم کب تک یہاں بیٹھے رہو گے“..... مسکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب تک ٹاپ مارگٹ یعنی عمران ہلاک نہیں ہو جاتا“۔ فادر جوزف نے کہا۔

”لیکن کون کرے گا اسے ہلاک۔ تم نے اب تک جن لوگوں کو اس کے خلاف کام کرنے کے لئے کہا ہے ان کی ہلاکت کی خبر آئی ہے اور جس نے اس کی ہلاکت کی خبر دی اس پر تمہیں یقین نہیں آ رہا۔ پھر مسئلہ کیسے حل ہو گا“..... مسکی نے کہا۔

”ہاں۔ جس آسانی سے اس گروپ کو ہلاک کیا گیا ہے اس پر بھی یقین نہیں آتا۔ دوسری بات یہ کہ وہ لوگ وہاں اسلحہ لینے گئے ہیں تو اسلحہ تو یہاں کام ہی نہیں کر سکتا اس لئے یہ ہمارا مطلوبہ گروپ ہو ہی نہیں سکتا“..... فادر جوزف نے جواب دیا۔

”تم نے تمہا من کو بھیج دیا ہے۔ میں نے رات کو واپس جانا

ہے۔ وہاں میرے اعزاز میں ایک دعوت ہے“..... مسکی نے کہا۔
 ”آج ہی تو آئی ہو۔ دو چار دن یہاں میرے پاس رہو“۔ فادر جوزف نے کہا۔

”میں پھر آ جاؤں گی۔ یہ بڑی اچھی دعوت ہے بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ تم بھی ساتھ چلو لیکن اب یہ تھامن کب واپس آئے گا۔ میں نے تو ایمینٹن سے ٹکٹن کے لئے طیارہ بھی چارٹرڈ کرا رکھا ہے“..... مسکی نے کہا۔

”وہ ہیلی کاپٹر میں کسی خرابی کو دور کرانے گیا ہے۔ یہ بھی ضروری تھا۔ کسی بھی وقت کوئی حادثہ ہو سکتا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”تم اسے فروخت کر کے اور نیا ہیلی کاپٹر لے لو“..... مسکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہیلی مارمرمت ہو رہی ہے۔ میں نے تھامن سے کہہ دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مکمل رپورٹ لے آئے۔ اگر کوئی لمبی گزربڑ ہوئی تو اسے فروخت کر دوں گا ورنہ کام تو بہر حال دے رہا ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”دوبارہ اصل مسئلے کی طرف آئیں۔ اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کون کام کر رہا ہے یا تم صرف چھپ کر بیٹھنے پر ہی اکتفاء کرو گے“..... مسکی نے کہا۔

”کنگ ایکریمیا میں اس کے خلاف کام کر رہا ہے۔ وہ بہت

تیز اور ہوشیار آدمی ہے ورنہ یہ جب تک یہاں تک نہ پہنچ کر تھک ہار کر واپس جائیں گے تو پھر میں دو چار ایجنٹیوں کو ان کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا بھیج دوں گا۔ بہر حال اس ٹاپ ٹارگٹ کو ہر صورت میں اور ہر قیمت پر ہٹ تو کرانا ہی ہے“..... فادر جوزف نے کہا۔

”مطلب ہے کہ فی الحال تم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے“..... مسکی نے کہا۔

”ہاں۔ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے۔ یہاں تو وہ کسی طرح داخل ہی نہیں ہو سکتے“..... فادر جوزف نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”تھامن کو فون کرو اور پوچھو کہ وہ کب تک واپس آ رہا ہے“..... مسکی نے کہا تو فادر جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

”لیس چیف“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 ”تھامن جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ“..... فادر جوزف نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فادر جوزف نے رسیور رکھ دیا۔ چند منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فادر جوزف نے رسیور اٹھالیا۔

”لیس“..... فادر جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

اور میں خود اس دعوت میں موجود نہ ہوں تو غلط ہے۔ البتہ وعدہ کہ ایک دو روز میں واپس آؤں گی اور اس وقت تک یہاں تمہارے اس رہوں گی جب تک تم خود باہر جانے کا فیصلہ نہیں کرو گے۔ بسکی نے کہا تو فادر جوزف نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

”تھامسن لائن پر ہے چیف۔ بات کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... فادر جوزف نے کہا۔

”تھامسن بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے تھامسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کہاں ہو تم اس وقت۔ کیا ہوا ہے ہیلی کا پٹر کا“..... فادر جوزف نے تیز اور تھکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں ہیلی کا پٹر میں ہی ہوں چیف اور واپس آ رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا“..... تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا خرابی تھی“..... فادر جوزف نے پوچھا۔

”معمولی بات تھی۔ ایک میٹر کا پیچ ڈھیلا پڑ گیا تھا جس کی وجہ سے میٹر درست ریڈنگ نہ دے رہا تھا۔ وہ پیچ ٹائٹ کر دیا گیا ہے۔ اب میٹر درست ریڈنگ دے رہا ہے چیف“..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... فادر جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”تم واقعی رک نہیں سکتی“..... فادر جوزف نے منت بھرے لہجے میں مسکی سے کہا۔

”آج نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میرے اعزاز میں دعوت ہے

”اس لئے کہ وہ کسی بھی وقت اپنے پاس کو ہمارے بارے میں اطلاع دے سکتا تھا۔ جو آدمی دولت کی خاطر اپنے پاس کے خلاف کام کر سکتا ہے وہ ہر کام کر سکتا ہے“..... عمران نے بھی کرائی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تو واپس فانسو چلا جائے گا جبکہ ہمیں گاشپ جانا ہے۔ وہ اس دوران بھی تو بات کر سکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ اس پر بھی سوچ لیں گے“..... عمران نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا تو صفدر سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر پائلٹ کی وجہ سے عمران کھل کر بات نہیں کر رہا لیکن صفدر کا مقصد یہ بات عمران تک پہنچانا تھا تاکہ اگر اس نے اس پہلو پر غور نہ کیا ہو تو غور کر لے۔ پھر ہیلی کاپٹر پائلٹ نے انہیں بتایا کہ وہ ایڈمنٹن پہنچ گئے ہیں اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے پیچھے سمندری ساحل کے قریب بنے ہوئے پرائیویٹ ہیلی پیڈ پر اتر گئے۔ وہاں پہلے بھی ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”آؤ“..... عمران نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔ دوسرے ہیلی کاپٹر سے ہوگن بھی نیچے اتر آیا تھا۔

”اپنے اور ہمارے ہیلی کاپٹر کو واپس بھجوا دو“..... عمران نے ہوگن سے کہا۔

”لیکن ہم سب واپس کیسے جائیں گے“..... ہوگن نے کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت فانسو سے ہیلی کاپٹر چارٹرڈ کرا کر ایڈمنٹن جا رہا تھا جبکہ ہوگن علیحدہ چارٹرڈ ہیلی کاپٹر پر تھا۔ البتہ دونوں ہیلی کاپٹر یکے بعد دیگرے ہی فانسو سے روانہ ہوئے تھے۔ یہ فلائٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے دو گھنٹے کی تھی اور اب وہ تقریباً ایڈمنٹن پہنچنے ہی والے تھے۔ فادر جوزف کے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ تھامسن نے ہوگن کو فون پر اطلاع دے دی تھی کہ اس نے فادر جوزف سے ہیلی کاپٹر کو مرمت کرانے کے لئے فوری طور پر ایڈمنٹن لے جانے کی اجازت لے لی ہے جس پر پہلے سے سوچے ہوئے اس پروگرام پر فوری عمل درآمد کیا گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ہوگن کو ساتھ کیوں لیا ہے“۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ کناڈین تھا اس لئے صفدر نے کرائی زبان میں بات کی تھی۔

”کل دوبارہ چارٹرڈ کرالیں گے۔ ہمیں تھامسن کو بھی وہ رقم دینا ہے اور معلومات لینی ہیں۔ تمہیں بھی بھاری رقم دینی ہے اس لئے بات تفصیل سے ہوگی اور سب بات چیت تمہارے سامنے ہو گی۔“ عمران نے کہا تو ہوگن نے اپنی موجودگی میں مذاکرات کرنے کی بات سن کر بے حد مسرت محسوس کی۔ اس کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ اس نے دونوں ہیلی کاپٹرز کے پائلٹوں کو انعام دے کر واپس جانے کا کہہ دیا اور دونوں چارٹرڈ ہیلی کاپٹرز واپس چلے گئے۔

”آؤ تمہیں تھامسن سے ملواؤں۔“ ہوگن نے کہا اور پھر وہ سب تیسرے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔ اس ہیلی کاپٹر سے باہر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی کھڑا تھا۔

”یہ تھامسن ہے اور یہ ہیں میرے مہمان مائیکل اور ان کے ساتھی۔ انہوں نے ٹکٹن جانا ہے اس لئے یہاں آئے ہیں تاکہ تم سے چند معلومات لے کر اور تمہیں بھاری رقم ادا کر کے آگے بڑھ جائیں۔“ ہوگن نے تھامسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کس قسم کی معلومات چاہتے ہیں آپ۔“ تھامسن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”پانچ لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک ابھی دے سکتا ہوں اگر تم فادر جوزف کے بارے میں بتا دو کہ وہ ہیڈ کوارٹر میں ہیں یا نہیں۔“

عمران نے کہا تو تھامسن بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ چیف کے دشمن تم ہو جن کی وجہ سے چیف ہیکوارٹر میں چھپا بیٹھا ہے۔ میں تمہیں چیف کے خلاف کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔“ تھامسن نے تیز لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو اٹھوا اور دوسرے لمحے تھامسن کی گردن عمران کی گرفت میں تھی۔

”یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔“ ہوگن نے آگے بڑھتے ہوئے ہالینک دوسرے لمحے عمران نے دوسرے ہاتھ سے جیب سے لین پستل نکالا اور اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہوگن پر فائر کھول دیا۔ ہوگن گولیوں کی بوچھاڑ میں چیختا ہوا پشت کے بل نیچے ریت گرما اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہی ہو گیا۔ تھامسن کی حالت ہوگن کا انجام دیکھ کر خراب لگتی تھی۔

”تم نے میری باتوں کا جواب نہ دیا تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔“ عمران نے مشین پستل کا رخ تھامسن کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔“ تھامسن نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور پھر عمران کے سوالات کے وہ اس طرح جواب دینے لگا جیسے تحت اپنے آفسر کو رپورٹ دیتے ہیں۔ عمران نے اس سے اس لمبا کی کے بارے میں پوچھا جس کا وہ بہانہ کر کے آیا تھا۔ اس نے

جس پر فون بند ہو گیا تو عمران نے بھی فون واپس سامنے خانے میں رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ اندرونی پوزیشن تو آپ نے معلوم کر لی ہو گی۔ ہم نے کیا کرتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”اندر ایک چوکیدار اور دو مشینری آپریٹرز ہیں۔ ایک تھامن تھا اور ایک لڑکی فون سیکرٹری ہے۔ ظاہر ہے کھانا پکانے کے لئے کوئی آدمی یا عورت بھی ہو گی۔ ہم نے ہیلی کاپٹر اتارتے ہی اندر پھیل جانا ہے۔ اندر کسی قسم کی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں کیونکہ اندر جانے کا سوائے اس ہیلی کاپٹر ہی صحیح سلامت جا سکتا ہے ورنہ ملٹری بیس کی صرف یہی ہیلی کاپٹر ہی صحیح سلامت جا سکتا ہے ورنہ ملٹری بیس کی جگہ سے دوسرے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی اڑا دیا جاتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”سب سے پہلے تو اس فادر جوزف کو تلاش کرنا ہو گا“۔ کیپٹن ٹھیل نے کہا۔

”وہ وہیں ہو گا۔ باہر نہیں“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ سیل فون پر ایک بار کال آ گئی۔

”ہی“..... عمران نے فون آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے تھامن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”کون پائلٹ ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

بتایا کہ وہ محض بہانہ تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم بھی ہو گن کے ساتھ جاؤ“..... عمران نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ ترتر اہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی تھامن چپٹا ہوا نیچے گرا اور چند لمحوں تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”صفدر۔ اس ہو گن کی تلاشی لو۔ اس کی جیب میں میرا چیک موجود ہے۔ وہ نکال لو ورنہ ہماری نشاندہی ہو سکتی ہے۔ باقی سب ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جائیں۔ اب ہم نے بگ ٹارگٹ کی طرف بڑھنا ہے“..... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی ہدایات پر عمل کر دیا اور عمران نے تھامن کی جگہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

”یہ سیل فون تھامن کی جیب میں تھا۔ میں نے اس لئے نکال لیا کہ شاید فون آ جائے“..... صفدر نے سیل فون عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ“ مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ فادر جوزف کا فون آ سکتا تھا اور جواب نہ ملنے کی صورت میں وہ چوکنا ہو سکتا تھا۔ گڈ شو“۔

عمران نے سیل فون لے کر سامنے خانے میں رکھتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو صفدر کا چہرہ کھل اٹھا اور پھر راستے میں واقعی سیل فون پر کال آ گئی تو عمران نے تھامن کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے اسے کہا کہ وہ خرابی دور کرا کر واپس آ رہا ہے

”تھامن کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”اوہ۔ تھامن تم ہو۔ ٹھیک ہوتا۔ اب تو دو دو چکر لگانے لگ گئے ہو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلی کا پٹر میں معمولی سی خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ٹھیک کراٹے گیا تھا“..... عمران نے کہا۔
 ”اوکے۔ سپر چیکنگ کرنا تھی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر کے اسے واپس خانے میں رکھ دیا۔

”ابھی تک تھامن واپس نہیں آیا“..... مسکی نے فادر جوزف سے کہا۔

”وہ جب آئے گا تو رپورٹ کرنے یہاں آ جائے گا۔ یہ اس کی روٹین ہے“..... فادر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم پر کوئی آفت ٹوٹنے والی ہے“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مسکی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں مسکی۔ تم دنیا کی محفوظ ترین جگہ پر موجود ہو۔ پھر کیسا خطرہ۔ تم اب وہی ہوتی جا رہی ہو“..... فادر جوزف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مسکی کوئی جواب دیتی آفس کے بیرونی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ فادر جوزف نے میز کے کنارے پر موجود بہت سے

”اب تیار ہو جاؤ۔ ہم کسی بھی لمحے اتر جائیں گے“..... عمران نے کہا تو سب کے جسم تناؤ کی حالت میں آ گئے۔ پھر گاشپ کی سب سے بلند عمارت رالف سنٹر نظر آنے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر اس کے عقب میں بنے ہوئے احاطے کے ایک کونے میں بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ ہیلی کا پٹر رکتے ہی عمران سمیت سب تیزی سے نیچے اترے اور پھر وہ سب عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اور صفدر بائیں کونے کی طرف جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر عمارت کی دائیں طرف اور جولیا اور صالحہ درمیانی حصے کی طرف بڑھ گئیں۔

”وہ یقیناً آفس ہو گا۔ میں نے آفس کے بارے میں تھامن سے معلومات حاصل کر لی تھیں“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“..... فادر جوزف نے بٹن دبا کر زور سے کہا۔

”تھامسن“..... اسی بٹن کے پیچے سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو تھامسن کا نام سن کر فادر جوزف کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ مسکی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی فادر جوزف نے میز کے کنارے پر موجود ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھلا اور یکے بعد دیگرے دو اجنبی آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین پمپل تھے۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی مسکی کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے فادر جوزف سے اس طرح پلٹ گئی جیسے بچے کسی چیز سے ڈر کر کسی بڑے سے جا چمکتے ہیں۔

”ہٹ جاؤ“..... فادر جوزف نے اپنے آپ کو بمشکل کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو اور اندر کیسے آئے ہو“..... فادر جوزف نے دراز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”حرکت نہ کرنا فادر جوزف ورنہ ایک لمبے میں بھون ڈالوں گا اور یہ بھی سن لو کہ ان مشین پمپلز پر وہ ایٹمی ریزکوز موجود ہیں جن ریزکوز کی وجہ سے اسلحہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اب یہ کام کرے گا اور میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں اور میرے ساتھی تمہارے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر یہاں پہنچے ہیں“.....

عمران نے کہا۔

”عم۔ عمران۔ عم۔ عمران یہاں۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... فادر جوزف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی گردن ڈھلک گئی تھی جبکہ اس کے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہی مسکی تیزی سے ان کی طرف مڑی۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

”تم کون ہو“..... عمران نے مسکی کی طرف مشین پمپل کا رخ کرتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میرا نام مسکی ہے۔ جوزف میرا دوست ہے۔ میں اٹلن میں رہتی ہوں۔ میں انگلینڈ سے ایک فائل لے کر آئی ہوں۔ یہ فائل فادر جوزف نے منگوائی تھی۔ میں اب واپس جا رہی تھی کہ تم آ گئے“..... مسکی نے رک رک اور انتہائی خوفزدہ لہجے میں فواب دیتے ہوئے کہا اور اس کی حالت دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ مسکی فادر جوزف کی دوست ہو سکتی ہے۔ بہر حال فیلڈ میں کام کرنے والی نہیں ہو سکتی۔

”تم اس کا خیال رکھو۔ میں یہاں کی تلاشی لے لو“..... عمران نے صغیر سے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر موجود فائل اٹھا کر سے کھولا اور دیکھنا شروع کر دیا۔

”ہیکی۔ ہیکی فائل میں لے کر آئی ہوں“..... مسکی نے فائل بک کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران، صفدر کے ساتھ فادر جوزف کے آفس میں داخل ہوا تو وہاں فادر جوزف کے ساتھ ایک عورت بھی موجود تھی۔ پھر فادر جوزف تو عمران کا نام سن کر ہی بے ہوش ہو گیا جبکہ اس عورت سے معلومات حاصل کر کے عمران نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ انہیں ایک ایسی فائل مل گئی تھی جس میں ریڈ اسکائی کے ہر سیکشن کی مکمل تفصیلات موجود تھیں۔ عمران نے فائل اپنی جیب میں رکھی ہی تھی کہ باہر سے کیپٹن ٹکیل کی آواز سنائی دی۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود سب کے خاتے کی بات کر رہا تھا۔

”اس فادر جوزف کو اٹھاؤ اور کسی بڑے کمرے میں لے چلو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر کرسی پر ڈھیر پڑے ہوئے فادر جوزف کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔

”اسے گولیاں مارو اور ختم کرو۔ اب اس کا کیا کرنا ہے۔“

”گڈ۔ تو تم نے ریڈ اسکائی کے مکمل تنظیمی ڈھانچے پر مبنی فائل بنوائی ہے۔ اس میں بورڈ آف گورنرز کے چاروں گورنرز کے نام، سپتے اور فون نمبرز دیئے ہوئے ہیں اور ہر گورنرز کے تحت جتنی تنظیمیں اور افراد موجود ہیں سب کی تفصیل موجود ہے۔ گڈ۔ تم نے ہمارا بہت سا کام آسان کر دیا ہے اس لئے میں تمہاری موت آسان کر دیتا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مسکی کوئی جواب دیتی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی شعلے اس کی طرف لپکے اور مسکی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے گرم گرم سلائیں اس کے جسم پر اترتی چلی جا رہی ہوں اور پھر اس کا ذہن کسی کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا۔

کمرے سے باہر موجود تنویر نے کہا۔

”اس نے بے شمار مسلم شازر کو ہلاک کرایا ہے۔ اسے اتنی آسانی سے تو موت نہیں آتی چاہئے“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور سب خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک بڑے کمرے میں کرسی پر فادر جوزف کو ڈال دیا گیا۔

”اسے باندھنا ہے۔ پردہ اتار لو“..... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن ٹکلیل نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

”جولیا اور صفدر پوری عمارت کی مکمل تلاشی لیں گے۔ جو مشینری نظر آئے گولیوں سے اڑا دو لیکن پمفل سے کور نہ بننے دینا ورنہ نہ صرف سیٹلائٹ سے چیک ہو جائے گا اور پھر فوج یہاں حملہ کر سکتی ہے بلکہ یہاں موجود مشینری کی وجہ سے وہ ناکارہ بھی ہو سکتے ہیں“..... عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں سر ہلاتے ہوئے اس بڑے کمرے سے باہر نکل گئے۔

”باقی تم سب باہر گمرانی کرو۔ یہاں میرے ساتھ صرف صالح رہے گی“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اب اسے ہوش میں لایا جائے“..... عمران نے صالح سے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر بندھے ہوئے فادر جوزف کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب فادر جوزف کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی کرسی پر

صالح بیٹھی ہوئی تھی۔

”اس سے آپ نے کیا پوچھنا ہے۔ آپ کہہ رہے تھے کہ فائل مل گئی ہے جس میں تمام تفصیل معلوم ہو گئی ہے“..... صالح نے کہا۔

”ہاں۔ وہ فائل تو میری جیب میں ہے لیکن اس تنظیم کی سرپرستی کون کون سے سرکردہ یہودی کر رہے ہیں۔ انہیں بھی تو سزا دینی چاہئے تاکہ انہیں آئندہ کسی مسلم شازر پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو“..... عمران نے جواب دیا تو صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فادر جوزف کو اب پوری طرح ہوش آ چکا تھا۔

”تم۔ تم یہاں کیسے آ گئے۔ تھامس کہاں ہے۔ مم۔ مسکی کو کیا ہوا۔ وہ کہاں ہے“..... فادر جوزف نے رک رک کر کہا۔

”تم نے ہمیں روکنے کی بہت کوشش کی اور اس ہیڈ کوارٹر کو واقعی تم نے محفوظ ترین بنا رکھا تھا لیکن حق کو کوئی نہیں روک سکتا۔ تم نے پوری دنیا کے مسلم شازر کو ہلاک کرانے کی جو مہم شروع کر رکھی ہے وہ اس قدر مبہمانہ ہے کہ اس کا تصور بھی انسان کو کاٹنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ تم بے گناہ لوگوں کو اس لئے ہلاک کر رہے ہو کہ وہ مسلمان ہیں۔ انتہائی قابل تشویش بات ہے اور اس تشویش کے خاتمے کے لئے اور تمہارے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے لئے ہم نے کوشش شروع کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر قدم پر فتح دی ہے۔ وہ عورت مسکی ہلاک کر دی گئی ہے اور اب تمہاری باری ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ زیرو تھری فائل جو مسکی بنا کر لے آئی تھی میری

جیب میں ہے اور اس میں موجود تمام تنظیم کے بورڈز آف گورنرز اور ان کے تحت تنظیموں کی تمام تفصیل موجود ہے لیکن تمہاری تنظیم کی سرپرستی کون کون سے یہودی ادارے اور تنظیمیں کر رہی ہیں ان کی تفصیل بتاؤ گے..... عمران نے کہا۔

”مجھے کچھ معلوم نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں تو ڈی چیف ہوں۔
 بھتہ سے دولت لے لو۔ مجھے تصور ہی نہ تھا کہ تم اس طرح صحیح سلامت مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔ اسرائیل کے صدر نے بھی یہی کہا تھا کہ تم مجھے ڈھونڈ نکالو گے اور مجھ تک پہنچ جاؤ گے لیکن میں نہیں مانتا تھا مگر اب مجھے ماننا پڑا ہے۔ مجھ سے دولت لے لو اور واپس چلے جاؤ۔ جتنی دولت چاہے لے لو“..... فادر جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ ہم نے دولت کی خاطر اپنی جانیں خطرے میں ڈالی ہوں گی۔ تم یہودیوں کو دنیا کے ہر مسئلے کا حل دولت میں ہی نظر آتا ہے۔ بہر حال اب شروع ہو جاؤ ورنہ“۔
 عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم“..... فادر جوزف اپنی بات پر مصر تھا۔

”اوکے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کپڑے سے کور شدہ مشین پستل کو میز پر رکھا اور جیب سے خنجر نکال کر وہ اٹھا اور فادر جوزف کی طرف بڑھنے لگا۔

”مجھے واقعی کچھ نہیں معلوم۔ مجھ پر اعتماد کرو۔ مجھے کچھ نہیں معلوم“..... فادر جوزف نے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا خنجر والا ہاتھ گھوما اور فادر جوزف کا ایک ہتھ آدھے سے زیادہ کٹ گیا اور کمرہ فادر جوزف کی جینوں سے گونج اٹھا۔ ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور اس بار اس کی ناک کا دوسرا ہتھ آدھے سے زیادہ کٹ گیا اور اس کی پیشانی پر نیلے رنگ کی رگ ابھر آئی۔ عمران نے خنجر کا دست اس رگ پر مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی فادر جوزف کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا۔ اس کا پورا جسم سینے میں ڈوب گیا۔

”بولو۔ تمہاری سرپرستی کون کون سے یہودی ادارے اور افراد کر لے رہے ہیں۔ بولو“..... فادر جوزف نے تیز اور تھکانہ لہجے میں کہا۔
 ”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم“..... فادر جوزف نے رک رک کر کہا تو عمران نے خنجر کے دستے کا ایک اور وار پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی فادر جوزف کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی اور پورا جسم اس طرح کانپنے لگا جیسے جاڑے کا بخار چڑھ آتا ہے۔

”بولو۔ تمہاری تنظیم کی سرپرستی کون کون سے یہودی ادارے اور افراد کر رہے ہیں۔ بولو“..... عمران نے راتے ہوئے کہا تو اس بار جوزف اس طرح بولنے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن کر دیا گیا ہو۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا۔ پھر فادر جوزف نہ صرف خاموش ہو گیا

بلکہ اس کی گردن بھی ڈھلک گئی تو عمران نے مٹین پسل اٹھا کر اس کا رخ فادر جوزف کی طرف کر کے فائر کھول دیا اور فادر جوزف کی آنکھیں چند لمحوں بعد ہی بے نور ہو گئیں۔

”حیرت ہے اس قدر ادارے اور افراد اس کی سرپرستی کر رہے تھے۔ تم نے تو ٹاپ ٹارگٹ ہٹ کیا ہے“..... صالح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”عمران صاحب۔ رپورٹ ہے کہ آپ نے واقعی اس بار بڑا مشن مکمل لیا ہے۔ میں نے جولیا کی رپورٹ پڑھی ہے۔ اس نے آپ کی دل کھول کر تعریف کی ہے کہ آپ نے ہر طرح کی رکاوٹ کو دور کرتے ہوئے کام کیا ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جولیا نے اب آخری حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”آخری حربہ۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”اب تو وہ تعریفوں پر اتر آئی ہے تاکہ شاید میرا دل مہیج جائے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو آپ کا دل کیوں نہیں سمجھتا؟“ بلیک زیرو نے کہا۔
 ”وہ بے چارہ تو اتنا سمجھتا ہے کہ پانی پانی ہو جاتا ہے لیکن تم
 چیک ہی اتنا دیتے ہو کہ اس سے پسینہ ہی نہیں خشک ہوتا۔ آگے کیا
 ہو سکتا ہے؟“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”اس بار آپ کو بڑی مالیت کا چیک ملے گا“ بلیک زیرو
 نے کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا خواب میں حاتم طائی کو دیکھ لیا
 ہے؟“ عمران نے کہا۔
 ”جولیا نے اپنی رپورٹ میں باقاعدہ سفارش کی ہے“ بلیک
 زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”واہ۔ ایسی سفارش تو ایکسٹو کو ضرور ماننا چاہئے“ عمران نے
 کہا۔

”لیکن جولیا نے یہ نہیں کہا کہ چیک پر دستخط بھی ہوں۔ صرف
 بھاری مالیت کی رقم کی سفارش کی ہے“ بلیک زیرو نے کہا تو
 عمران نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر لیا جیسے کسی کے
 بھاری مالیت کا انعام صرف ایک ہندسے کی وجہ سے رہ جاتا ہے اور
 بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”چلیں ایسا کرتے ہیں کہ دستخط میں کر دیتا ہوں لیکن رقم نہیں
 لکھوں گا“ بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ میں خود لکھ لوں گا۔ تم فکر مت کرو“ عمران نے چپک

کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
 ”آپ نے تو اتنی رقم لکھ دی ہے کہ جتنی پاکیشیا کے سرکاری
 خزانے میں بھی نہ ہوگی۔ بہر حال آپ کو فی الحال ایک چائے پلائی
 جاسکتی ہے“ بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر بچن کی طرف بڑھ
 گیا۔ عمران نے ریسور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔
 ”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“ رابطہ ہوتے ہی سر سلطان کے
 پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یہ ٹو کیا ہوتا ہے۔ ایکسٹو۔ ون ٹو ون ملاقات وغیرہ۔“ عمران
 نے کہا۔

”عمران صاحب آپ۔ میں بات کراتا ہوں لیکن اگر آپ ون
 ون ملاقات کر لیتے تو بہتر ہوتا“ پی اے نے ہنستے ہوئے
 کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا بل نہ دینے کی وجہ سے سر سلطان
 کا فون تو نہیں کٹ گیا“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”فون کیسے کٹ سکتا ہے۔ سرکاری ہے یہ تو۔ میں تو آپ کو ون
 ٹو ون کے بارے میں بتا رہا تھا“ پی اے نے اور زیادہ ہنستے
 ہوئے کہا۔

”اچھا۔ نہیں کٹ سکتا۔ سرکاری ہے تو میں سارے فون دیں آ
 کر کیا کروں گا۔ یہاں تو سلیمان نے جان عذاب میں ڈال رکھی
 ہے کہ اتنا بل اور اتنا بل“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے

پی اے کلکسلا کر ہنس پڑا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”بچپن میں ہم دوسروں کو ہیلو کہہ کر خود ہلنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ کیا کرتے تھے“..... عمران نے کہا۔

”عمران تم ہو۔ میں انتہائی ضروری کام میں مصروف ہوں اس لئے جو کہتا ہے جلدی کہہ دو“..... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جلدی سے جلدی یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ حافظ“..... عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ سنو۔ میں واقعی ایک اہم ضروری کام میں مصروف ہوں۔ بہر حال بتاؤ کیا مسئلہ ہے“..... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”ریڈ اسکائی کی جو فائل میں نے آپ کو دی تھی اس کا کیا ہوا اور ان یہودی اداروں اور افراد کا کیا ہوا جو مسلم شارز کی ہلاکت میں ریڈ اسکائی اور قادر جوزف کی سرپرستی کر رہے تھے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فائل کے مطابق تمام مسلم ممالک کو تفصیلات بھجوا دی گئی ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں کارروائی کا تیزی سے آغاز بھی کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ سرپرستوں اور اداروں کی تفصیلات اقوام متحدہ کو بھی بھجوا دی ہیں۔ وہ بھی ان کے خلاف ثبوت اکٹھے کر کے

کارروائی کریں گے۔ بہر حال تمہاری ہمت اور کوشش کو میں سلام کرتا ہوں ورنہ یہ لوگ پوری دنیا کے مسلم شارز کو بے دریغ ہلاک کرتے چلے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے گا“۔ سرسلطان نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ جو اچھے کام کرے گا اسے جزا ملے گی لیکن آپ لوگ تو اچھے کام کی صورت میں انعام نہیں دیتے۔ اس کا کیا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”میں مصروف ہوں اس لئے اللہ حافظ“..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سرسلطان سے آپ نہیں جیت سکتے“..... بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان تو بہت تجربہ کار سفارت کار ہیں۔ میں تو تم سے آج تک بھاری مالیت کا چیک نہیں جیت سکا حالانکہ جولیہ نے بھی سفارش کر دی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کی سفارش پر تو آپ کو چائے پلائی جا رہی ہے“۔ بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

مکمل ناول

ملٹی ٹارگٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن جس پر پاکیشیا کے مستقبل کا انحصار تھا۔

ایک ایسا مشن جس میں ایکریمیا کی سب سے طاقتور بلیک ایجنسی

مقابلے پر آئی اور —؟

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن کی تکمیل

کی بجائے ایکریمیا کی سیر و تفریح میں مصروف رہے۔ کیوں؟

انتہائی اہم مشن روزی راسکل اور ٹائیگر کے ذمے لگادیا گیا۔ کیوں؟

اس مشن میں ٹائیگر کو روزی راسکل کا ماتحت بنادیا گیا۔ پھر کیا ہوا؟

ملٹی ٹارگٹ مشن کیا تھا اور کیوں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس

سے علیحدہ کر دیا گیا —؟

کیا روزی راسکل اور ٹائیگر مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

انتہائی دلچسپ واقعات اور سسٹنس سے بھرپور منفرد انداز کا ناول

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

کتب معکوانہ کا بیٹہ
ارسلان پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ
ملتان

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

ٹوان ون

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ٹوان ون = ایک ایسا مشن جس میں اسرائیل کے خلاف دو مشنز پر بیک وقت

کام کرنا پڑا۔ کیوں —؟

= ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھی ٹارگٹ کے پیچھے صرف بھاگتے

ہی رہ گئے۔

= ایک ایسا مشن کہ عین آخری لمحات میں عمران اور اس کے ساتھی اس لئے ناکام

رہ گئے کہ ٹارگٹ اسرائیل پہنچ چکا تھا۔

دولحہ = جب مشن مکمل کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر

اسرائیل میں داخل ہونا پڑا جبکہ اسرائیلی ایجنسیاں پہلے سے ان کی تاک میں تھیں۔

دولحہ = جب عمران کے ساتھیوں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو ہر صورت میں

ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن —؟

دولحہ = جب اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ کے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا۔ کیوں؟

دولحہ = جب عمران نے اسرائیل کے صدر کو فون کر کے کرنل ڈیوڈ کو ایک بار

پھر کورٹ مارشل سے بچانے کی کوشش کی۔ انتہائی دلچسپ، تیز رفتار اور انوکھا ایڈ ونچر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان